احادیث کی روشنی میں ترکِ رفعِ یدین کے عنوان پر لکھی گئی منفرد کتاب

ترکِ رفعِ یدین

فیضانِ نظر:
قطبِ دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہِ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی

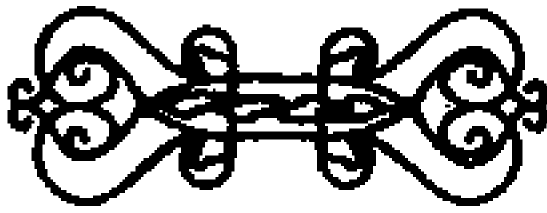
منا ظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ، بیرون غلہ منڈی ساہیوال

اسلامک بک کارپوریشن
کمیٹی چوک ۔ راولپنڈی

احادیث کی روشنی میں ترکِ رفع یدین کے عنوان پر لکھی گئی منفرد کتاب

ترکِ رفع یدین

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال



اسلامک بک کارپوریشن
اقبال روڈ، راولپنڈی   فون نمبر: 051-5536111

نام کتاب: ترک رفع یدین

تالیف: حضرت علامہ غلام مصطفےٰ نوری قادری اشرفی

پروف ریڈنگ: علامہ پروفیسر محمد انوار حنفی صاحب
جناب مفتی ولایت اقبال نقشبندی صاحب

تزئین واہتمام: حافظ محمد یٰسین

تعداد: 1100

اشاعت: نومبر 2010ء

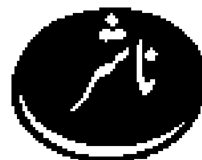
قیمت

ملنے کے پتے

مرکزی جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال
فون نمبر 223587، موبائل نمبر 0320-5594481

احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5558320

مکتبہ ضیائیہ، اقبال روڈ، راولپنڈی۔ 051-5534669



اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی 051-5536111, 0345-5543797

نوٹ

الحمد للہ یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے حصہ اول اور دوم میں ترکِ رفع یدین کے دلائل ہیں اور تیسرے حصے میں قائلین رفع یدین کے اکثر دلائل کے جوابات موجود ہیں۔ مثلاً بخاری، موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو داؤد، سنن دار قطنی، سنن الکبریٰ بیہقی، محلّٰی ابن حزم، مسند امام احمد، مسند حمیدی، مسند ابو عوانہ، التمھید ابن عبدالبر، شرح معانی الآثار، مسند ابویعلی موصلی، جزء رفع یدین بخاری، طبرانی، صحیح ابنِ خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان وغیرہ۔ ان کتب حدیث میں رفع یدین کرنے کی جتنی روایات موجود ہیں اس کتاب میں ان تمام کے جوابات بالتفصیل بمعہ دلائل موجود ہیں اور اصولِ حدیث کی روشنی میں جوابات کو واضح کیا گیا ہے خود پڑھیئے اور آگے اس کتاب کو پہنچانے کا ذریعہ بنیئے۔

جزاکم اللہ خیرا

شرفِ انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس کتاب کو.........

امام المحدثین سید الفقہاء امام الائمہ، سراج الامہ فخر الواصلین رئیس الاصفیاء ولاولیاء سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ذاتِ والاصفات کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جو سیرت وکردار کے روشن مینار تھے، جوعلم وکرم اور ایثار کا عظیم پہاڑ تھے، جو ورع میں اشد اور زبان میں احفظ تھے، جو قوت و برداشت اور صبر وتحمل کمال درجے کا رکھنے والے تھے، جنہوں نے بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔ جو سارا دن اور ساری رات آخرت کی طلب میں رہتے۔ جنہوں نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔ جو رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ جو اکثر رات کو ہر رکعت میں سارا قرآن ختم فرماتے تھے جو تقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت سے مالا مال تھے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمین کی بے مثال خدمت کی۔ جنہوں نے بیشمار محدثین وفقہاء کرام کو فیض عطا کیا۔ جن کو تابعی ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور جن کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قبولیت کا شرف واعزاز حاصل ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

خادم العلماء غلام مصطفیٰ نوری قادری غفرلہٗ

17-12-2002

تقریظ

امام المناظرین سندِ الفاضلین شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! محقق اہلسنت حضرت مولانا علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی قلمی و علمی جدوجہد جس کو آپ نے ترک رفع یدین کے نام موسوم فرمایا فقیر کی نظر سے گزری جزوی مطالعہ کے بعد بندہ ناچیز اس نتیجہ کو پہنچا کہ اللہ پاک نے مولانا کو واقعی شرح صدر عطا فرمادیا ہے۔ یہ مسئلہ اس دور میں بڑا اہم ہے آج کل لوگ کروڑوں خرچ کر کے لوگوں کو اس مسئلہ میں الجھانے اور رفع یدین کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو رفع یدین نہیں کرتا ان کی نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ آپ نے صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین فرمایا ہے اور اس کے بعد صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی اس پر عمل رہا مگر اس کے باوجود بھی رٹ لگاتے جانا کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور جو لوگ رفع یدین نہیں کرتے وہ تارک سنت ہیں جبکہ معاملہ اور ہے یہ تو ایسا ہی ہے خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد۔

مولانا موصوف نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اس مسئلہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنیوں کو منتفع ہونے کی توفیق عطا فرمانے اور حضرت علامہ نوری مدظلہ العالی کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

محمد عبدالتواب صدیقی

سجادہ نشین مناظر اعظم رحمتہ اللہ علیہ

دوکان نمبر 4 دربار مارکیٹ، لاہور

تقریظ

محقق اہل سنت، سند المدرسین شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجتہادی مسائل، فقہاء کرام اور مجتہدین عظام کے درمیان مختلف فیہ ہوتے ہیں اور یہ اختلاف کفر و اسلام کی بنیاد نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ دونوں طرف سے استدلال کی راہ اختیار کی جاتی ہے لیکن فتویٰ بازی کی زبان استعمال نہیں کی جاتی لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں ایک فرقہ جو کسی امام کا مقلد نہ ہونے کی وجہ سے غیر مقلد کہلاتا ہے۔

عوام الناس یعنی سیدھے سادھے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی خاطر اجتہادی مسائل کی آڑ میں عام مسلمانوں کو اپنے فتووں کی آگ میں جھونکتا ہے حالانکہ ان حضرات سے اہل سنت کے اختلاف کی بنیادیں ان لوگوں کی بدعقیدگی اور ائمہ دین کے بارے میں ان کی منفی سوچ ہے۔

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ رفع یدین ہے جس کا غیر مقلدین سے کوئی تعلق نہیں لیکن ان مسائل کی بنیاد پر ان حضرات نے انتشار کی فضا پیدا کر رکھی ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ وہ منسوخ یا کمزور احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور رفع یدین کے ترک سے متعلق احادیث کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں اور یہ بدیانتی کی بدترین مثال ہے۔

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی

مدظلہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا ہے اور وہ احناف کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

راقم نے حضرت علامہ موصوف کی کتاب مستطاب "ترک رفع یدین" کے مسودہ کو مختلف مقامات سے دیکھا اور نہایت عمدہ پایا۔

حضرت علامہ نے جہاں حنفی موقف پر احادیث پیش کی ہیں وہاں مخالف فریق کے استدلال کا نہایت تحقیقی جواب بھی دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے افادہ و استفادہ میں برکت پیدا فرمائے اور حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

5 اکتوبر 2003ء

تقریظ

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

دین اسلام اتحاد واتفاق کا درس دیتا ہے اور افتراق وانتشار کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے۔''**واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقو**'' اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جاؤ، کہیں ارشاد فرمایا: **ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا**۔ اور جو شخص رسول اللہ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور مسلمانوں کے راستے کے مخالف راستے کی پیروی کرے تو ہم اسے ادھر پھیر دیں گے جدھر وہ پھرے گا اور دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اتحاد ان ہی لوگوں سے کیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کے راستے پر چلیں اور جو اس طریقے سے منحرف ہو گا اسے واپس لایا جائے گا۔

پاک و ہند میں ایک صدی پہلے اور آج بھی غالب اکثریت ائمہ دین مجتہدین کے پیروکاروں اور خاص طور پر احناف کی ہے، ایک طبقہ صدیوں سے چلی آنے والی اتفاق کی اس فضا کو پسند نہیں کرتا، کبھی تراویح کے مسئلے پر کبھی رفع

یدین اور قرأت خلف الامام کے مسئلے پر فرقہ ورانہ انداز میں گفتگو کر کے انتشار اور افتراق کا راستہ کھولتا ہے، فاضل محقق حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری فاضل دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ، ساہیوال نے ضخیم تین حصوں میں۔ ''ترکِ رفع یدین'' لکھ کر اس مسئلے کو فیصلہ کن موڑ پر پہنچا دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مخالفین کی پیش کردہ روایات ان کا مقصد ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہیں اور صحیح مذہب وہی مذہب حنفی ہے جس پر امت مسلمہ صدیوں سے عمل پیرا چلی آرہی ہے۔

حضرت علامہ اس سے پہلے ''نماز نبوی'' لکھ کر اپنے علم و فضل کا لوہا منوا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

۲۰ نومبر ۲۰۰۳ء

تقریظ

مناظر اہلسنت قاطع نجدیت فاضل جلیل شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

پروفیسر محمد انوار حنفی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد اللہ تعالیٰ نے ہر فن کے لئے ہر دور میں رجال پیدا فرمائے جنہوں نے ہر دور کی علمی پیاس بجھائی۔ ان علوم وفنون میں ایک علم، علم حدیث ہے۔ یہ علم اپنی نوعیت کا ایک منفرد علم ہے کیونکہ اس کے اندر ایسی بیسیوں شاخیں ہیں جو کہ ایک علیحدہ علیحدہ باقاعدہ فن بن چکا ہے۔

ایسے رجال میں ایک عالم بے بدل حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری مدظلہ العالی اطال اللہ عمرہ کی مقدس ذات ہے۔ علم حدیث کے خدام میں حضرت والا ذی شان کا مقام بہت بلند ہے۔

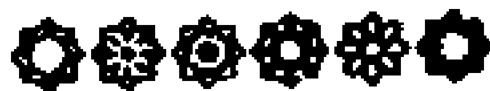
آپ کی کتاب ''ترک رفع یدین'' ایک ایسا شاہکار ہے کہ اس میں آپ نے اپنی محدثانہ تحقیق کو سپرد قلم فرما کر ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس اسلام قبول کرنے والوں میں چھٹے نمبر پر ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء الذھبی) آپ آخر تک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ کے بارے محدثین کرام نے یہ لکھا کہ آپ ہی واحد صحابی رسول ہیں جن سے رفع یدین کرنے کی کوئی ایک صحیح حدیث ثابت نہیں ہے لیکن دوسری تمام ذخیرۂ حدیث میں آپ سے رفع یدین نہ کرنے کے بارے کافی احادیث موجود ہیں۔

حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری صاحب مدظلہ العالی نے اربعین کی صورت میں چالیس احادیث مع سندوں کے اور پھر ان اسناد پر تحقیق علم اسماء الرجال کی روشنی میں کر کے علم حدیث میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محدث ساہیوال حضرت علامہ غلام مصطفیٰ نوری صاحب کی اس کاوش کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس کتاب کو قبول عام فرمائے اور حضرت والا ذی شان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور ہم اہل سنت و جماعت کے لئے کی گئی اس کاوش جمیلہ اور سعی جلیلہ کی قدر و عظمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر محمد انوار حنفی
دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ
نزد جامع مسجد نہر والی رادھا کیشن ضلع قصور
13 ذیقعد 1421ھ بمطابق 8 فروری 2001ء
بروز جمعرات بوقت 10 بجے



تاثراتِ عالیہ

فاتح نجدیت محقق العصر حضرت علامہ مولانا جناب

محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما

نحن وعباد محمد صلی اللہ علیہ وسلما

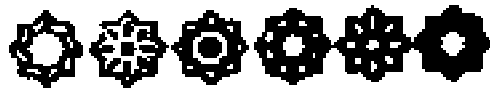
آج جامعہ شرقیہ رضویہ ساہیوال حاضری کے دوران مخلصم محب محترم فاضل محتشم مناظر اہلسنت فخر خطابت حضرت مولانا غلام مصطفٰے صاحب قادری نوری اطال اللہ عمرہ کی تازہ ترین تصنیفِ لطیف ''ترک رفع یدین'' کے چند اوراق اجمالی طور پر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مصنف موصوف سلمہٗ ایک جواں سال جواں علم جواں عزم فاضل ہیں۔ فقیر ان کے ردِّ ارتداد اور تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت ودفاع اہلسنت کے جذبہ صادقہ سے بہت متاثر ہوا۔ عصر رواں میں غیر مقلدین وہابیہ بالخصوص فرسودہ دلائل کی بنیاد پر مذہب حق اہلسنت فقہ حنفی پر معاندانہ حملے کر رہے ہیں اور مختلف النوع غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''ترک رفع یدین'' میں فاضل مصنف نے اپنا موقف بحوالہ کتب مدلل ومؤثر انداز میں پیش کیا ہے اور مخالفین معاندین کے دلائل کا علمی تحقیقی تعاقب اور بحوالہ کتب معتبرہ شدید محاسبہ کیا ہے اور کتاب کا ایک ایک صفحہ مضبوط حوالوں کی بندش میں جکڑا ہوا ہے۔ ایسے دور میں جبکہ علماء وعظ وخطابت کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا مصنف سلمہ ربہ کا بیک وقت ذوق

تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف باعثِ مسرت و غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے اور دنیا و آخرت میں اجرِ عظیم جزائے جمیل عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر
عبدالنبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی
قادری رضوی بریلوی میلسی



تقریظ

استاذ العلماء جامع معقول ومنقول علامہ مفتی محمد ولایت اقبال نقشبندی صاحب پرنسپل جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعد

قرآن کے بعد حدیث نبوی دوسرا بڑا ماخذ ہے جس کے ذریعہ سے شرعی احکامات ثابت ہوتے ہیں اور فقہی جزئیات کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور اس کی فنی حیثیت کا ادراک اتنا ہی ضروری ہے جتنا اس کا علم۔ علم اصول حدیث کی رو سے حدیث کی تعریف یوں ہے۔

ان علم الحدیث علم بقوانین ای قواعد یعرف بها احوال السند والمتن من صحة و حسن	بیشک علم حدیث ایسے قوانین اور قواعد کا جاننا ہے جن سے سند ومتن کے احوال صحت وحسن کے اعتبار سے معلوم ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ قصداً کسی غلط بات کو منسوب کرنا خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ مشہور حدیث ہے۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار.	جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے گا چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرے۔

حضرت عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ماشاء۔ اسناد دین سے ہے۔ اگر اسناد کا لحاظ نہ ہوتا تو ہر آدمی کہتا جو وہ چاہتا۔

اور امام جلیل حضرت سفیان الثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

الاسناد سلاح المومن۔ اسناد مومن کا ہتھیار ہے۔

حدیث کی روایت و درایت میں کمال درجہ کی احتیاط ہونی چاہیے۔ زیر نظر رسالہ بعنوان ''ترک رفع یدین'' جس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توثیق میں چالیس اسناد پیش کی گئی ہیں۔ مؤلف ہذا حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نوری زیدہ مجدہ وطال عمرہ خطیب اعظم جامع مسجد شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال نے نہایت ہی محققانہ انداز میں مدققانہ طرز پر کثیر تعداد میں کتب حدیث کے مطالعہ کے بعد یہ انمول موتی سب یکجا کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ رسالہ بلاشبہ قارئین کے لئے موجب اطمینان اور معاندین کے لئے مسکت جواب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب لبیب کے طفیل اس کو زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور مصنف کے علم وفن میں مزید برکات نازل فرمائے۔

آمین

احقر الانام العبد العاصی الراجی الی رحمتہ ربہ

محمد ولایت اقبال نقشبندی

مہتمم جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال

تقریظ

فاضل جلیل استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ مولانا مفتی
پیر مظہر فرید شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ ساہیوال

مناظر اہلسنت حضرت العلام مولانا محمد غلام مصطفیٰ نوری صاحب ادام اللہ عزہ وشرفہ کی تالیف ''ترک رفع یدین'' کو متعدد مقامات سے پڑھا۔ یہ کتاب علم روایت و درایت کا حسین مرقع ہے۔ عدم رفع الیدین کے عنوان سے متعدد کتب پڑھنے کا موقع ملا مگر یہ کتاب اختصار، تفہیم مطالب اور جرح وتعدیل کے اعتبار سے ایک بہترین کاوش ہے فاضل مؤلف نے رواۃ کی سطحی تنقیدی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خوب امعان نظر سے کام لیتے ہوئے، اصول حدیث کی روشنی میں اور کتب جرح وتعدیل کی مدد سے تحقیقی کام کو آگے بڑھانے میں سعی بلیغ سے کام لیا ہے اگر برادر مکرم مؤلف کتاب دیگر مختلف فیہ مسائل کو اصل ماخذ سے اسی اسلوب پر قلمبند کرنے کی ہمت کریں تو یہ اس دور کا نہایت ہی مستحسن اقدام ہوگا۔ امید ہے کہ یہ کتاب طالبان حدیث کے لئے بالخصوص اور عوام الناس کے لئے بالعموم افادہ کی حامل ہوگی۔ اللہ رب العزت مؤلف ذیشان کی فکری استعداد اور زورِ قلم میں مزید فروغ بخشے اور کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

مظہر فرید شاہ

جامعہ فریدیہ ساہیوال 14 فروری 2001ء

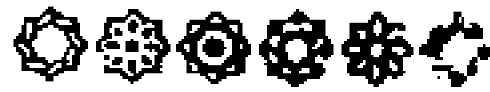
بفیضانِ نظر

قطب دوراں غوثِ زماں حضرت فقیہ اعظم
خواجہ مفتی ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
محدثِ بصیر پوری قدس سرہٗ العزیز

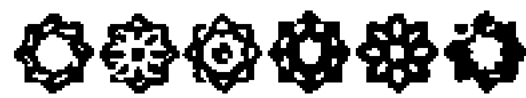
ترکِ رفع یدین

(حصہ اول)

فہرست (حصہ اول)



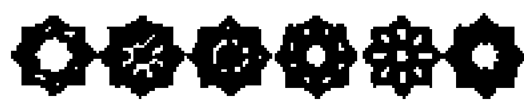
فہرست (حصہ دوم)



فہرست (حصہ سوم)

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
151.	اس کا پہلا جواب	354
152.	اس کا دوسرا جواب	354
153.	اس کا تیسرا جواب	356
154.	ایک حدیث شریف	357
155.	ایک اور حدیث	358
156.	اس حدیث کی تصحیح	359
157.	ابن ماجہ کی روایات اور ان کے جوابات	361
158.	حدیثِ عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ	362
159.	اس کا پہلا جواب	362
160.	اس کا دوسرا جواب	363
161.	اس کا تیسرا جواب یہ ہے	365
162.	حدیثِ انس رضی اللہ عنہ	366
163.	اس کا پہلا جواب	366
164.	اس کا دوسرا جواب	366
165.	ایک حدیث	366
166.	ایک اور حدیث	367
167.	اس روایت کے متعلق غیر مقلد مولوی احمد شاکر کا فیصلہ	367
168.	اس کا تیسرا جواب	368
169.	موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں	369
170.	اس کا چوتھا جواب	370

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

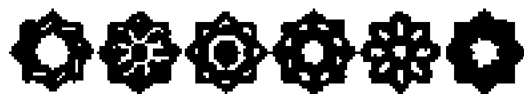


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ رفع یدین فی الصلوٰۃ اختلافی فروعی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے لیکن کچھ لوگ اس پر اتنا زور صرف کرتے ہیں کہ اسے واجب کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہیں تو سنتِ دائمہ قائمہ تو ضرور ہی کہتے ہیں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ جو نماز میں رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع نہ کرے اس کی نماز ناقص ہے (صلوٰۃ الرسول) اور پھر قائلین رفع یدین یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ترک رفع یدین پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ ترک رفع یدین پر کثیر تعداد میں روایات موجود ہیں جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت ابوہریرہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور کثیر تعداد میں کئی جلیل القدر تابعین کرام سے بھی مثلاً حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت علقمہ، حضرت اسود، امام شعبی، ابو اسحاق، امام خیثمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوبکر بن عیاش اور دیگر کئی ائمہ کرام جیسے سیدنا امام مالک، امام عبدالرحمٰن بن قاسم، امام محمد بن حسن شیبانی، سفیان ثوری، امام وکیع، قاضی ابو یوسف، امام حسن بن زیاد اور تمام اہل کوفہ بالا جماع دیگر مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام تابعین عظام اور کئی اماموں کی زبردست حمایت حاصل ہے کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور رکوع جاتے وقت یا رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس مسئلہ پر کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں جب کہ اس

رسالہ میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد جمع کی گئی ہیں اور راویوں کا ثقہ ہونا بیان کیا گیا ہے اور اسناد کی صحت کو بطریق مدلل بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ علم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو اصلاح کی نیت سے مطلع فرمائیں اور میری کم علمی کی وجہ سے درگزر فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکپائے مرشد
غلام مصطفیٰ نوری قادری اشرفی
خطیب و مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ
بیرون غلہ منڈی ساہیوال فون: 223487



بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ اصطلاحات حدیث نزھۃ القاری شرح بخاری کے مقدمہ سے لی گئی ہیں جس کے مؤلف فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ شرح اردو زبان میں لکھی گئی ہے جو کہ تمام شروحات سے اعلیٰ ہے۔ مصطلحات حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

مصطلحات

حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول وفعل حال اور تقریر کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات اس میں تعمیم کرتے ہیں کہ صحابی اور تابعی کے اقوال وافعال و تقریرات بھی حدیث ہیں۔ لیکن عام شائع ذائع پہلا ہی محاورہ ہے۔ لفظ حدیث سے اول وہلہ میں ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال یا تقریر ہے۔

تقریر سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کیا یا کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ یہ تقریر ہے۔

اثر:

عام طور پر صحابی یا تابعی کے قول کو کہتے ہیں مگر کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو بھی اثر کہہ دیتے ہیں جیسے ادعیہ ماثورہ۔

خبر:

خبر اور حدیث اصل میں مترادف ہیں مگر کچھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو اور صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال ہی کو حدیث کہتے ہیں اور سلاطین امراء حکام اور گذشتہ زمانے کے احوال کو خبر کہتے ہیں۔

اقسام:

حدیث کی تین قسمیں ہیں، مرفوع، موقوف، مقطوع۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول فعل حال اور تقریر کو مرفوع اور صحابی کے قول فعل کو موقوف اور تابعی کے قول فعل کو مقطوع کہتے ہیں۔

حدیث کا مرفوع ہونا کبھی صراحۃً ہوتا ہے جیسے صحابی کا کہنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا یا یہ کرتے دیکھا یا کسی کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے فلان نے یہ کہا یا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ یا کسی راوی نے یہ کہا کہ فلاں نے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچایا یا مرفوع کیا۔

حکماً مرفوع یہ ہے کہ کوئی صحابی جو کتب سابقہ سے خبر نہ دے رہا ہو ایسی خبر جس میں عقل کو دخل نہ ہو جسے بغیر حضور کے سنے نہ جانا جا سکتا ہو مثلاً گذشتہ واقعات کی خبر دینا یا آئندہ کے حالات بتانا مثلاً قیامت کے احوال ملاحم فتن وغیرہ یا کسی فعل پر مخصوص ثواب یا عقاب کی خبر یا صحابی کا یہ کہنا کہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے یا یہ کہنا یہ سنت ہے۔

دوسری تقسیم:

راویوں کی کثرت اور قلت کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔

متواتر، مشہور، عزیز، واحد۔

حدیث متواتر: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان

سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال عادی ہو۔

مشہور: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر قرن میں دو سے زائد ہوں۔

عزیز: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقے میں دو ہوں۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کے راوی کسی دور کے یا ہر دور میں صرف ایک ہوں۔ عزیز اور غریب کو خبر واحد بھی کہتے ہیں۔ روایوں کے احوال کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں۔

صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل تام الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ شذوذ و نکارت اور جملہ عیوب سے خالی ہو۔

صحیح لغیرہ: جس کے اندر صحت کے شرائط میں کچھ کمی ہو اور کثرت طرق سے اس کی تلافی ہو گئی ہو۔

حسن لذاتہ: جس کے ضبط میں کچھ کمی ہو بقیہ صحت کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں اور اس کی تلافی نہ ہوئی ہو۔

حسن لغیرہ: وہ حدیث ضعیف ہے جس کی کثرت طرق سے تلافی ہو گئی ہو۔

حدیث ضعیف: وہ حدیث ہے جس میں صحت کی تمام شرائط یا بعض نہ پائی جاتی ہوں اور اس کی تلافی بھی نہ ہوئی ہو۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

اول: ضعیف بضعف قریب یعنی ضعف اتنا کم ہے کہ اعتبار کے لائق ہے مثلاً یہ ضعف، اختلاط راوی، سوئے حفظ، تدلیس کی وجہ سے ہے۔ یہ متابعات و شواہد کے کام آتی ہے اور جابر سے قوت پا کر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔

دوم: ضعیف بہ ضعف قوی و وہن شدید جیسے وہ حدیث جو راوی کے فسق وغیرہ قوادح قویہ کے سبب متروک ہو بشرطیکہ ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو۔ یہ احکام میں لائق احتجاج نہیں۔ البتہ مذہب راجح پر فضائل میں مقبول۔ ہاں تعدد مخارج و

تنوع طرق سے انجبار کے بعد بالاتفاق مقبول۔

سوم: وہ جس کا راوی وضاع و کذاب یا متہم بالکذب ہو۔ یہ حدیث ضعیف کی بدترین قسم ہے بلکہ بعض محاورات کی بناء پر مطلقاً اور ایک اصطلاح پر اگر اس کا مدار کذاب پر ہو تو اسے بھی موضوع کہتے ہیں۔ بنظر دقیق ان اصطلاحات پر یہ قسم موضوع حکمی میں داخل۔

چہارم: موضوع، یہ بالاجماع نہ قابل انجبار نہ کہیں لائق اعتبار حتی کہ فضائل میں بھی بلکہ اسے حدیث کہنا بطور مجاز ہے۔ حقیقت میں یہ حدیث ہی نہیں۔

شرائط راوی:

عادل ہونا، عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تقویٰ کی پابندی اور خلاف مروت حرکات سے بچنے کا ملکہ ہو۔ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ شرک، کفر، فسق، بدعت سے بچتا رہے گناہِ صغیرہ سے بچنا عدالت کی شرط نہیں البتہ صغیرہ پر اصرار سے بچنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہے، مروت سے مراد ایسے خسیس ورذیل کاموں سے بچے جو اگرچہ مباح ہیں مگر وہ وقار کے خلاف سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے بازاروں میں کھانا، صرف تہبند باندھ کر گھومنا۔

ضبط حدیث: یعنی حدیث کو محفوظ رکھنا۔ اس میں کمی بیشی اور کوئی خلل نہ ہونے دینا۔ اس طرح کہ بوقت ضرورت بلاتردد بیان کر سکے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ضبط صدر، ضبط کتاب۔

ضبط صدر: یہ ہے کہ حدیث کو اس طرح یاد رکھے کہ جب چاہے اس کو بعینہ بیان کر سکے۔

ضبط کتاب: یہ ہے کہ جس کتاب میں حدیث لکھی ہے اس کو پورے طور سے

محفوظ رکھے کہ اس میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہونے پائے۔

اتصالِ سند:

راوی سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم تک کوئی راوی چھوٹا نہ ہو۔

اسبابِ طعن:

دس ہیں پانچ راوی کی عدالت سے متعلق ہیں اور پانچ ضبط سے۔ عدالت سے متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کذب، اتہام، کذب فسق، جہالت، (یعنی گمنام)، بدعت۔

کذب:

یہ ہے کہ اس راوی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے بالقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان و افتراء کیا ہے۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے ایک بار بھی قصداً حدیث گڑھی ہے تو مدت العمر اس کی حدیث مقبول نہ ہوگی۔ اگرچہ توبہ کرے بربنائے مذہب مشہور ایسے راوی کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔

اتہام بکذب:

یہ ہے کہ اگرچہ حدیث میں اس کا جھوٹ ثابت نہیں مگر وہ اور باتوں میں جھوٹا مشہور ومعروف ہو۔ ایسے راوی کی حدیث کو متروک کہتے ہیں۔ ایسا شخص اگر جھوٹ بولنے سے توبہ کرے اور سچ بولنے کی عادت ڈال لے اور یہ ثابت ہو جائے کہ اب جھوٹ نہیں بولتا تو اس وقت اس کی روایت مقبول ہے۔

فسق:

سے فسق عملی مراد ہے یعنی گناہوں سے بچے۔ جھوٹ بھی گناہ ہے مگر

حدیث کے معاملے میں یہ طعن دیگر مطاعن سے سخت ہے۔ اس لئے اس کو عام گناہوں سے علیحدہ مستقل طعن کی قسم بنایا گیا۔

جہالت:

یہ کہ کسی راوی کا نام نہ مذکور ہو جیسے کوئی یوں کہے کہ مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی۔ اس طعن کی وجہ یہ ہے کہ جب راوی کا نام ہی معلوم نہیں تو یہ پتہ بھی نہ چل سکے گا کہ یہ عادل ہے یا غیر عادل اس کی روایت قابل قبول نہیں۔ ایسی حدیث کو مبہم کہتے ہیں۔ حدیث مبہم کے مقبول وغیر مقبول ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر یہ ابہام صحابی میں ہے مثلاً تابعی نے کہا مجھ سے ایک صحابی نے حدیث بیان کی تو یہ بالاتفاق مقبول ہے۔ غیر صحابی میں اگر ہے اور راوی کی عدالت وثقہ ہونے کی صراحت نہیں تو غیر مقبول جیسے کسی نے کہا ایک شخص یا شیخ نے حدیث بیان کی اور اگر صفت تعدیل وتوثیق کے ساتھ ہے تو بھی عند التحقیق نامقبول۔ ہاں اگر یہ ابہام کسی مسلم الثبوت امام حاذق کا ہے تو مقبول ہے۔

بدعت:

سے مراد یہ ہے کہ جو بات دین میں مشہور ومعروف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہو اس کے خلاف اعتقاد رکھنا جب کہ کسی شبہ اور تاویل کی بناء پر نہ ہو اور اگر یہ اعتقاد ضروریات دین کے خلاف ازراہ عناد ہو تو کفر ہے۔ مبتدع، بدعتی کی روایت کے مقبول ومردود ہونے میں تفصیل ہے۔ اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہو تو بالاتفاق مردود اور اگر حد کفر تک نہیں پہنچی تو اگر اس کی یہ روایت بدعت کی طرف داعی یا اس کی مروج یا مؤید ہے تو قطعاً مردود اور اگر ایسی نہیں تو بھی محتاطین کا یہی طریقہ ہے کہ مبتدعین کی حدیث

نہیں قبول کرتے۔ کبھی کبھی اس غامض طریقے سے بد مذہبی داخل کر دیتے ہیں کہ اس کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

ضبط سے متعلق پانچ طعن یہ ہیں۔ کثرت غلط، فرط غفلت، مخالفت ثقات، وہم، سوء حفظ، کثرت غلط کے معنی ظاہر ہیں۔

فرط غفلت:

کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کی تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جو بتا دے کہ تو نے یہ سنا ہوگا وہی مان لے۔

مخالفت ثقات:

حدیث کی سند یا متن ثقہ رواۃ کے خلاف ہو۔ ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

وہم:

حدیث کے یاد ہونے کا ظن غالب نہیں پھر بھی بیان کر دیا۔ اگر راوی کی اس حرکت پر قرائن سے اطلاع ہو جائے تو وہ حدیث معلل ہے۔ یہ ضعف بہت دقیق اور مشکل ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا دارقطنی کے بعد کوئی ان جیسا نہیں پیدا ہوا جو حدیث کے علل قادحہ کے پہچاننے کا ان جیسا ماہر ہو۔

سوء حفظ:

سے یہاں مراد یہ ہے کہ راوی کو نسیان کا عارضہ ہوا اور اس حد تک کہ اس کی غلطی صواب پر زائد یا برابر ہو اور اگر اس کا صواب خطاء سے زائد ہے تو اس کی روایت مقبول ہے۔ اس لئے کہ خطا و نسیان سے بالکلیہ کون منزہ رہا۔ حتیٰ کہ امام بخاری و امام مسلم بھی، بسوٴ حفظ کا عارضہ اگر مدۃ العمر رہا تو اس کی روایت معتبر نہیں۔ بعض محدثین نے اسے بھی شاذ مانا اور اگر اخیر عمر میں اس کا یہ عارضہ

کسی وجہ سے مثلاً بیماری یا کبرسنی یا ضعف بصارت یا زوال بصارت یا کتابوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے عارض ہو گیا تو ایسی حدیث کو مختلط کہتے ہیں۔ ایسے راوی کی ایسی احادیث جو سوء حفظ عارض ہونے سے پہلے روایت کی ہیں اور یہ معلوم ہو تو مقبول ہیں اور زمانہ نسیان کی معتبر نہیں۔ ہاں تعددِ طریق و متابعات اور شواہد سے تقویت کے بعد مقبول ہیں۔

یہ کل دس وجوہِ طعن ہوئے۔ان کی قوت و شدت کے اعتبار سے یہ ترتیب ہے۔ کذب، تہمتِ کذب، کثرت غلط، فرط غفلت، فسق، وہم، مخالف، ثقات، جہالت، بدعت، سوء حفظ۔[1]

مزید اصطلاحات

سند و اسناد:

طریق حدیث کو کہتے ہیں یعنی وہ راوی جنہوں نے یہ حدیث روایت کی ہے اور سند کے ذکر کو اسناد کہتے ہیں۔

مسند:

اس حدیث کو کہتے ہیں جو مرفوع ہو اور جس کی سند متصل ہو۔ یہی عام اصطلاح ہے۔ بعض محدثین ہر حدیث متصل کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ موقوف یا مقطوع ہو۔ بعض محدثین ہر حدیث مرفوع کو مسند کہتے ہیں اگرچہ وہ مرسل یا منقطع یا معضل ہو۔

متن:

جہاں سند ختم ہوتی ہے اسے متن کہتے ہیں یعنی وہ قول یا فعل یا واقعہ جو

[1] نخبۃ الفکر

روایت کیا گیا۔

متصل و اتصال:

متصل وہ حدیث ہے جس کی روایت میں کوئی راوی ترک نہ ہو اور یہ عمل "اتصال" ہے۔

تعلیق و معلق:

ابتدائے سند سے اگر راوی ساقط ہو تو اس حدیث کو معلق کہتے ہیں خواہ تمام راوی ساقط ہوں یا ایک دو اور اس فعل کو تعلیق کہتے ہیں۔

امام بخاری کے ابواب میں تعلیقات بکثرت ہیں۔ یہ سب حدیث متصل کے حکم میں ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کا التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صرف احادیث صحیحہ ذکر کریں گے لیکن یہ ان کی احادیث مسندہ کے حکم میں نہیں۔ بعض تعلیقات کو انہوں نے اس کتاب میں دوسری جگہ مسند ذکر کر دی ہیں۔ وہ بہر حال احادیث مسندہ کے مرتبے میں ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ جن تعلیقات کو جزم و یقین کے کلمات کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ اکثر صحیح ہیں مثلاً یہ ذکر کیا کہ فلاں نے کہا اور جنہیں شک وضعف کے کلمات سے ذکر کیا مثلاً یوں بیان کیا گیا، کہا گیا، روایت کیا گیا، ان کی صحت میں کلام ہے۔ اگرچہ بعض ان میں بھی صحیح ہیں۔ بایں ہمہ جب انہوں نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا تو وہ بالکل بے اصل بھی نہیں مانی جائیں گی۔ ضرور ان کے علم میں ان کی کچھ اصل ہو گی۔ تفصیل یہ ہے کہ امام بخاری کی تعلیقات کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

(۱) وہ تعلیقات جنہیں خود امام بخاری نے اپنی اسی کتاب میں کسی جگہ سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے، خواہ انہیں صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا گیا

ہو خواہ صیغۂ تمریض کے ساتھ، صیغۂ جزم کی بکثرت مثالیں ہیں۔ صیغۂ تمریض کی مثال یہ ہے کتاب الطب میں ہے۔

باب الرقی بفاتحۃ الکتاب ویذکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم[1]

(۲) وہ تعلیقات جنہیں امام بخاری نے اپنی کتاب میں کہیں بھی سند متصل کے ساتھ ذکر نہیں کیا اور اسے صیغۂ جزم کے ساتھ ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہے جیسے وقالت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ۔[2] یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۳) ایسی تعلیق جو حسن ہو جیسے قال بھزبن حکیم عن ابیہ عن جدہ اللہ حق ان یستحی منہ من الناس کتاب الطھارت۔[3]

(۴) ایسی تعلیق جو ضعیف ہو جیسے قال طاؤس قال معاذ بن جبل لاھل الیمن ایتونی بعرض ثیاب خمیص اولبیس فی الصدقہ مکان الشعیر والذرۃ اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ[4]۔ اس تعلیق کی سند طاؤس تک صحیح اور متصل ہے مگر طاؤس کا حضرت معاذ سے سماع ثابت نہیں۔ اس لئے معمولی ضعف کے ساتھ ضعیف ہے۔

(۵) وہ تعلیقات جنہیں صیغۂ تمریض سے ذکر کیا مگر وہ کسی اور محدث کی شرط پر صحیح ہیں۔ جیسے یہ تعلیق ویذکر عن عبداللہ بن السائب قرء النبی

---

[1] بخاری ج 2 ص 854
[2] بخاری ج 1 ص 42
[3] بخاری ج 1 ص 88
[4] بخاری ج 1 ص 194

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المومنون فی الصبح حتی اذا جاء ذکر موسیٰ وھارون او ذکر عیسیٰ اخذته سلعة۔[1] اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[2]

(۶) ایسی تعلیق جو حسن ہو جیسے **ویذکر عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم قال اذبعت فکل واذا اتبعت فاکتل۔**[3] اسے دار قطنی اور ابن ماجہ اور بزار نے روایت کیا اور کہا یہ حسن ہے۔

(۷) ایسی تعلیق جو معمولی ضعف سے ضعیف ہو مگر معمول بہ ہو جیسے **ویذکر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم انه قضی الدین قبل الوصیة**[4] کتاب الوصایا۔ اسے امام ترمذی نے سند متصل کے ساتھ ذکر کیا۔[5] مگر اس کا ایک راوی ضعیف ہے مگر اہل علم کے عمل سے قوی ہوگی۔

(۸) ایسی تعلیق جو ضعف شدید کے ساتھ ضعیف ہو اور معمول بہا ہو۔ جیسے یہ تعلیق **ویذکر عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفعه لایتطوع الامام فی مکانه، کتاب الصلوٰۃ**[6]۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا مگر اس میں دوہرا ضعف ہے اس کا ایک راوی لیث ہے یہ ضعیف ہے اور اس کے شیخ الشیخ مجہول ہیں۔ مگر اس پر بھی اہل علم کا عمل ہے اس لئے یہ بھی قوی ہوگی۔ حکم یہ ہے کہ امام وہیں نفل نہ پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گھر آکے پڑھے اگر

---

[1] بخاری ج 1 ص 106
[2] مسلم ج ص 186
[3] بخاری ج 1 ص 205
[4] بخاری ج 1 ص 384
[5] ترمذی ج 2
[6] بخاری ج 1 ص 117

مسجد ہی میں پڑھنا چاہتا ہے تو دائیں بائیں ہٹ کر پڑھے۔

مرسل وارسال:

اگر سند میں راوی کا سقوط آخر سند سے ہو تو اسے حدیث مرسل کہتے ہیں اور اس فعل کو ارسال جیسے کوئی تابعی کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمہور امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک ثقہ کی حدیث مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ راوی کو اپنے شیخ کے ثقہ ہونے پر اعتماد کلی نہ ہوتا تو ارسال نہ کرتا۔

منقطع وانقطاع:

وہ حدیث ہے جس کے درمیان سند میں کچھ راوی چھوٹ گئے ہوں۔ خواہ ایک خواہ متعدد۔ مگر متعدد مسلسل نہ چھوٹے ہوں۔ متفرق جگہوں سے چھوٹے ہوں تو اس حدیث کو منقطع کہتے ہیں اور یہ فعل انقطاع ہے۔

معضل:

اگر درمیان سند میں مسلسل دو (۲) راوی چھوٹے ہوں تو وہ حدیث معضل کہلاتی ہے۔

فائدہ:

کبھی منقطع بول کر محدثین، غیر متصل مراد لیتے ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے منقطع مذکورہ بالا غیر متصل کے تمام اقسام کو شامل ہو گی جس میں مرسل بھی داخل ہے۔

مُدلس وتدلیس:

تدلیس کے لغوی معنی بیچتے وقت سامان کے عیب کو چھپانا ہے اس کا مادہ

دلس ہے جس کے معنی فریب اور دھوکہ دینے کے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں تدلیس اسے کہتے ہیں کہ راوی نے جس سے حدیث سنی ہے اس کا نام نہ لے بلکہ اس سے اوپر کے راوی کا نام لے اور لفظ ایسا استعمال کرے جس سے سماع سمجھا جا سکتا ہو اور یقین نہ ہو کہ یہ راوی جھوٹ بول رہا ہے جیسے یوں کہے۔ فلاں سے روایت ہے کہ یا فلاں نے کہا۔ ایسی حدیث کو مُدَلَّس اور ایسے راوی کو مُدَلِّس کہتے ہیں اور اس فعل کو تدلیس۔

حدیث مُدَلَّس کے مقبول و نامقبول ہونے کے سلسلے میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس محدث کی یہ عادت ہو کہ وہ صرف ثقات سے ہی تدلیس کرتا ہے۔ اس کی حدیث مقبول ہے۔ جیسے سفیان بن عینیہ اور اگر اس کی عادت یہ ہے کہ ثقہ وغیر ثقہ سب سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت نامقبول جب تک کہ اس کی روایت ایسے لفظ سے نہ کرے جو سماع پر قطعی دلالت کرے۔

مضطرب واضطراب:

اگر حدیث کے متن یا اسناد میں راویوں کا باہم کمی یا زیادتی، تقدم وتاخر، تبدیل وتغیر یا تصحیف اختصار، حذف وغیرہ کی وجہ سے اختلاف ہو جائے تو یہ حدیث مضطرب کہلاتی ہے اور یہ فعل اضطراب کہلاتا ہے۔ حدیث مضطرب کے اختلاف میں تطبیق ممکن ہو تو وہ مقبول ہے ورنہ اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔

مُدرج:

اگر راوی متن میں اپنا یا کسی اور کا مثلاً صحابی یا تابعی کا کوئی کلام کسی فائدہ کے لئے ذکر کر دے مثلاً لفظ کا معنی بیان کرنے یا تفسیر کرنے یا مطلق کو مقید کرنے کے لئے ہو تو یہ حدیث مدرج ہے اور یہ فعل ادراج۔

معنعن:

وہ حدیث ہے جس کی سند لفظ عن فلان عن فلان سے ذکر کی جائے اور اس فعل کو عنعنہ کہتے ہیں۔ مدلس کی حدیث معنعن مقبول نہیں مگر جب کہ یہ معلوم ہو کہ یہ صرف ثقات ہی سے تدلیس کرتا ہے۔

حدیث معنعن کے مقبول ہونے کے لئے امام بخاری نے یہ شرط کی ہے کہ تلمیذ و شیخ دونوں کی ملاقات کا ثبوت کسی اور طریقے سے ہو۔ کچھ لوگوں نے ملاقات کے علاوہ یہ بھی شرط کہی ہے کہ یہ بھی ثابت ہو کہ راوی نے اس شیخ سے حدیث اخذ کی ہے مگر امام مسلم نے ان دونوں سے اختلاف کیا اور مقدمہ مسلم میں دلائل سے ثابت کیا کہ نہ اخذ کے ثبوت کی ضرورت ہے نہ لقاء کی صرف معاصرت کافی ہے۔ اس لئے کہ جب معاصرت ثابت ہے اور راوی ثقہ غیر مدلس ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں سے روایت ہے تو یہ لقاء اخذ دونوں کا ثبوت ہے۔

شاذ و محفوظ:

کوئی ثقہ ثقات کے خلاف روایت کرے۔ اگر ان میں سے کسی کو ترجیح دی گئی ہو تو راجح کو محفوظ اور مرجوح کو "شاذ" کہتے ہیں۔

منکر و معروف:

اگر کوئی ضعیف راوی اپنے سے بھی اضعف کے خلاف روایت کرے تو اضعف کی روایت منکر اور ضعیف کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

بعض محدثین نے شاذ و منکر میں دوسرے راوی کی مخالفت کی قید نہیں لگائی بلکہ یہ کہا کہ شاذ وہ حدیث ہے جس کو تنہا کوئی ثقہ روایت کرے اور اس کے موافق یا معاضد کوئی روایت نہ ہو۔ بعض نے ثقہ کی بھی قید نہیں لگائی۔ مطلقا تفرد

کی بناء پر شاذ کا حکم لگایا۔ اسی طرح منکر میں بھی مخالفت کی قید بعض حضرات کے ہاں معتبر نہیں۔ حدیث میں اگر فسق یا فرط غفلت و کثرت غلط کی وجہ سے طعن ہو تو اسے بھی منکر کہتے ہیں۔

معلل:

جس کی اسناد میں کچھ خفی، دقیق ایسے عیوب ہوں جو اس کی صحت میں خلل انداز ہوں۔ جن پر کوئی بہت ہی متبحر، ماہر حاذق ناقد محدث ہی مطلع ہوتا ہے جیسے سند متصل بیان ہوئی مگر حقیقت میں وہ منقطع ہے۔ حدیث کو مرفوع بتایا گیا مگر وہ حقیقت میں موقوف ہے۔

متابعت:

دو یا چند راویوں کا کسی حدیث کو ایک دوسرے کے موافق ذکر کرنا ان میں اصل کو متابَع اور دوسری کو متابِع کہتے ہیں۔ اصل سے مراد یہ ہے کہ مثلاً کسی محدث نے کوئی حدیث ذکر کی پھر کہا اس کی متابعت فلاں نے کی تو اول متابَع اور ثانی متابِع کہلائے گی۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی محدث اس کے برعکس ذکر کرے مثلاً بعد والی کو پہلے ذکر کر کے ثانی کے بارے میں کہے تابعہ فلاں۔ اب متابِع اور متابَع متابِع کہلائے گی۔ متابعت کی دو قسمیں ہیں۔ تام، ناقص، متابعت تام یہ ہے کہ راوی کے شیخ ہی سے متابعت ہو یعنی اول سند سے ناقص یہ ہے کہ اپنے شیخ سے اوپر کسی سے ہو۔

مثلہ ونحوہ:

اگر متابعت لفظاً و معنیً دونوں میں ہو تو اس کو مثلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر صرف معنیٰ میں ہو تو نحوہ سے۔

شاہد:

اگر اتفاق روایت صرف ایک صحابی پر ہو تو متابعت اور اگر دو یا زیادہ پر ہو تو اسے ''شاہد'' کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر صرف معنی میں موافقت ہو تو شاہد ہے اور لفظ اور معنی دونوں میں ہو تو متابعت ہے خواہ ایک صحابی سے ہو خواہ متعدد صحابی سے کبھی شاہد و متابع کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کر دیتے ہیں۔

اعتبار:

متابع اور شاہد کی معرفت کے لئے حدیث کی مختلف سندوں کے تتبع اور تلاش کو ''اعتبار'' کہتے ہیں۔

الفاظ روایت:

سندوں کے ذکر میں مختلف الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں مثلاً قَالَ، اَخْبَرَ، اَنْبَأَ، حَدَّثَ، رَوَیٰ، رُوِیَ، سَمِعْتُ وغیرہ۔

امام بخاری کا مسلک یہ ہے کہ قال، سمع، اخبر، حدث، انبا، روی سب ہم معنی ہیں اور یہی مذہب امام زہری امام مالک اور امام ابن عیینہ و یحییٰ القطان اور اکثر اہل حجاز و اہل کوفہ اور حضرت امام اعظم کا ہے۔ ابن حاجب نے اپنی مختصر میں اس کو ترجیح دی۔ امام حاکم نے فرمایا کہ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ مگر امام مسلم اور ترمذی وغیرہ کے یہاں تفریق ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیخ قرأت کرے اور تلمیذ سنے تو اسے حدث سے بیان کیا جاتا ہے اور اگر تلمیذ قرأت کرے اور شیخ سنے تو اسے اخبر و انباَ سے بیان کیا جاتا ہے اور یہی امام ابن جریج اور امام اوزاعی اور امام شافعی اور ابن وہب اور جمہور اہل مشرق کا مسلک ہے۔ امام بخاری نے

اس سلسلے میں کتاب العلم میں مستقل ابواب باندھے ہیں۔

علاوہ ازیں اردو میں صحیح، غلط کا مقابل ہے۔ اس لئے اگر کسی حدیث کے بارے میں محدثین نے یہ لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں تو آج کل کے گمراہ فرقے ناواقف عوام کو فریب دینے کے لئے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے یعنی موضوع یا باطل ہے بے اصل ہے۔ ناظرین محدثین کی اصطلاح میں ایک نظر ڈال لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ محدثین کی زبان میں صحیح غلط کا مقابل نہیں۔ بلکہ ان کی ایک خاص اصطلاح ہے کہ وہ صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کمال میں اعلیٰ درجے پر فائز ہو اس کے مقابل سات اقسام اور ہیں۔ اس لئے محدثین کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ موضوع، باطل یا بے اصل ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ حدیث کی سب سے اعلیٰ قسم صحیح لذاتہ نہیں ہو سکتا ہے صحیح لغیرہ ہو حسن لذاتہ ہو حسن لغیرہ ہو۔ جس کی صدہا نظیریں موجود ہیں، جو اس کی پوری تحقیق و تفصیل دیکھنا چاہے وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسالہ منیر العین کا مطالعہ کرے جو فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں چھپ چکا ہے۔

محدثین کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حسن لذاتہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث صحیح لغیرہ ہوتی ہے۔ کبھی فرماتے ہیں صحیح نہیں اور وہ حدیث حسن لغیرہ ہوتی ہے۔ اس لئے کسی حدیث کے بارے میں محدثین کے اس فرمانے سے کہ صحیح نہیں اس کے باطل موضوع ہونے پر دلیل لانا جہالت ہے۔

یہاں ایک اور نقطہ قابل لحاظ ہے کہ محدثین کا کسی حدیث پر جرح صرف اس سند کے ساتھ خاص ہوتی ہے جس پر جرح کی گئی ہے۔ ایسا بہت ہے کہ کسی حدیث پر اس کی ایک سند کے لحاظ سے ضعیف بلکہ موضوع تک ہونے کا حکم لگا دیا

گیا۔ مگر دوسری سند سے وہ ثابت ہے جیسے میزان الاعتدال میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے حدیث طلب العلم فریضۃ، کو کہا یہ کذب ہے۔ مگر علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حکم اس مخصوص سند کے اعتبار سے ہے جس میں ابراہیم بن موسیٰ المروزی ہے ورنہ یہ حدیث دوسرے طریق سے ثابت ہے اگرچہ وہ سب ضعیف ہیں۔

حدیث الصلاۃ بالسواک خیر من صلوۃ کو علامہ ابن عبدالبر نے تمہید میں باطل کہا۔ علامہ سخاوی نے فرمایا یہ حکم اس سند کے لحاظ سے ہے، علامہ نووی فرماتے ہیں۔

ان روایات الضعیف یکون فیه الصحیح والضعیف والباطل فیکتبونها ثم تمیز اهل الحفظ والتقان بعض ذلک من بعض وذلک سهل سلیهم معروف عندهم ولهذا احتج السفیان الثوری حین نهی عن الروایة عن الکلبی فقیل له انت تروی عنه فقال انا [illegible] صدقه عن کذبه.

(شرح مسلم ج1ص 21)

ضعیف راوی کی روایتوں میں صحیح بھی ہوتی ہیں اور ضعیف اور باطل بھی۔ محدثین ان سب کو لکھتے ہیں پھر اہل حفظ و اتقان ان کو ایک دوسرے سے الگ کردیتے ہیں۔ یہ ان کے لئے آسان ہے اور ان کے نزدیک روزمرہ کا کام ہے۔ اسی دلیل سے سفیان ثوری نے اس وقت استدلال کیا جب انہیں کلبی کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا اور کہا گیا آپ اس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا میں اس کے سچ کو جھوٹ سے امتیاز کر لیتا ہوں۔

احادیث سے استدلال کی کیفیت

جن چیزوں کا اثبات مقصود ہوتا ہے وہ چار قسم کی ہیں۔

(۱) عقائد قطعیہ:

جیسے توحید، رسالت، قرآن کا کتاب اللہ ہونا، ان کا اثبات صرف حدیث متواتر سے ہوگا خواہ اس کا تواتر لفظی ہو خواہ معنوی۔

(۲) عقائد ظنیہ:

جیسے قبر کے احوال، میزان اعمال وغیرہ۔ ان کا اثبات خبر واحد سے بھی ہوتا ہے۔

(۳) احکام:

ان کے اثبات کے لئے حدیث صحیح یا کم از کم حسن لغیرہ ہونی لازم ہے۔ احادیث ضعاف ان تینوں اقسام میں ناکافی ہے۔

(۴) فضائل و مناقب:

خواہ فضائل اعمال ہوں خواہ فضائل اشخاص ان سب میں علماء ضعیف حدیث کو بالاتفاق معتبر مانتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوزکریا نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہ، کتاب الاذکار المنتخب من کلام سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں۔

قال العلماء من المحدثين والفقهاء وغيرهم يجوز ويستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب الحدیث الضعیف مالم یکن موضوعاً۔	علمائے محدثین وفقہا وغیرہم نے فرمایا فضائل اعمال ترغیب و ترہیب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے اگر وہ موضوع نہ ہوں۔

لیکن کبھی مقام احتیاط میں احادیث ضعاف احکام میں بھی بطور سند کام آتی ہیں۔ یہی امام نووی اذکار میں بعد عبارت مذکورہ کے ارشاد فرماتے ہیں۔

واما الاحکام کالحلال والبیع والنکاح والطلاق وغیر ذلک فلا یعمل فیھا الا بالحدیث الصحیح او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شی من ذلک کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھیة بعض البیوع او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عنه ولکن لایجب. (الاذکار ص 7)	کہ حلال و حرام بیع، نکاح، طلاق وغیرہا احکام کے بارے میں صرف حدیث صحیح یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے کہ ان سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

رہ گئی حدیث موضوع یہ کسی باب میں کسی کام کی نہیں۔ حتیٰ کہ علم کے بعد اس کی موضوعیت ظاہر کئے بغیر اس کا بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

ضعاف کی تقویت کے طرق

اوپر ذکر ہوا کہ حدیث ضعیف کبھی حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ بھی ہو جاتی ہے

تو ضروری معلوم ہوا کہ ایک مختصر سا خاکہ اس کا بھی پیش کر دیا جائے۔

(1) تعددطرق:

جب کوئی حدیث ضعیف متعدد سندوں سے مروی ہو تو وہ کبھی حسن لغیرہ اور کبھی صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔ اگر چہ وہ طرق ضعاف ہوں۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ الحوقہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخریٰ.	حدیث ضعیف جب متعدد طریقوں سے مروی ہو تو جمہور محدثین اسے لائق استدلال جانتے ہیں اور اسے کبھی صحیح کے ساتھ اور کبھی حسن کے ساتھ لاحق کر دیتے ہیں۔

حصول قوت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ طرق بہت کثیر ہوں صرف دو بھی مل کر قوی ہو جاتے ہیں۔ تیسیر میں ہے۔

ضعیف بضعف عمرو بن الواقد لکنہ یقوی بورودہٖ بطریقین.	عمرو بن واقد کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دو طریقوں سے آنے کی وجہ سے قوت پا گئی۔

(2) کسی حدیث ضعیف پر اہل علم کے عمل کرنے سے بھی وہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ امام ترمذی نے جگہ جگہ حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرمایا۔ والعمل علی ھذا عند اھل العلم۔ ایک جگہ اس کے تحت ملا علی قاری نے لکھا۔

قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم.	علامہ نووی نے فرمایا اس کی سند ضعیف ہے اس کو میرک نے نقل کیا۔ اس قول سے امام ترمذی کی مراد یہ ہے کہ اہل علم کے عمل سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔

(3) مجتہد کے استدلال سے بھی حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ علامہ محمد امین بن عابدین شامی نے لکھا۔

المجتھد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ کما فی التحریر وغیرہ. (رد المحتار)	کسی حدیث سے کسی مجتہد کا استدلال اس کے صحت کی دلیل ہے جیسا کہ تحریر وغیرہ میں ہے۔

(4) صالحین کے عمل سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ صلوٰۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ ضعیف ہے۔ امام حاکم اور بیہقی نے اس کے قوی ہونے کی علت حضرت عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم کے عمل کو بتایا۔ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی لکھتے ہیں۔

قال البیھقی کان عبداللہ بن مبارک یصلیھا وتداولھا الصالحون بعضھم عن بعض وفی ذالک تقویۃ للحدیث مرفوع.	امام بیہقی نے کہا عبداللہ بن مبارک صلاۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے صلحاء اس کو ایک دوسرے سے اخذ کر کے پڑھتے تھے۔ اس وجہ سے اس حدیث مرفوع کو قوت مل گئی۔

(5) کبھی تجربہ اور کشف سے بھی حدیث کو قوت مل جاتی ہے۔ حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفا ج 2 ص 299 میں تحریر کرتے ہیں۔

سید الکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی کہ جو لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار کہے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جس کے لئے پڑھا جائے اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ میں نے یہ کلمہ طیبہ ستر ہزار بار پڑھا تھا مگر کسی خاص شخص کی نیت نہیں کی تھی۔ ایک دعوت میں گیا۔ اس میں ایک جوان تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ یہ جوان کھانا کھاتے رونے لگا میں نے سبب پوچھا تو بتایا کہ میں اپنی والدہ کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں اس کلمے کو ثواب اس کے والدین کو بخش دیا۔ فوراً وہ جوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھی حالت میں دیکھتا ہوں۔

امام محی الدین ابن عربی نے فرمایا۔

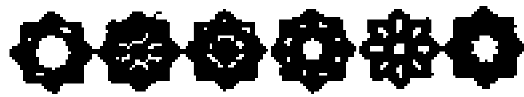
فعرفت صحة الحديث بصحة كشفه وصحة كشفه بصحة الحديث.

میں نے اس حدیث کی صحت اس جوان کے کشف سے اور اس کے کشف کی صحت اس حدیث سے جانی۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفاء میں اور علامہ سید احمد طحاوی ''حاشیہ درمختار'' میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن ترشوانے سے برص ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن الحاج صاحب مدخل نے اس خیال سے کہ یہ حدیث صحیح نہیں بدھ کے دن ناخن ترشوا لیا۔ انہیں برص ہو گئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابن الحاج سے فرمایا کہ تم نے نہیں سنا تھا؟ کہ میں نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں۔ فرمایا اتنا کافی تھا کہ وہ حدیث میرے نام سے تمہارے کان تک پہنچی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنا دستِ مبارک ان کے بدن پر پھیرا فوراً اچھے ہو گئے۔ اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ اسی قسم کا واقعہ بدھ کے دن پچھنا لگوانے کے بارے میں بھی پیش آیا ہے۔ (مسند الفردوس وابن عساکر)

البتہ اگر حدیث موضوع ہے کتنے ہی طرق سے مروی ہو اگر سب پر موضوع ہی ہو تو وہ جوں کی توں ناقابل اعتبار رہے گی۔ اس لئے کہ جھوٹ سے جھوٹ کی تقویت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں حدیث موضوع معدوم ہے اور معدوم نیست محض کو کوئی بھی قوی نہیں کر سکتا۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبه اجمعین

الصلوٰة والسلام علیک یا سیدی یارسول الله وعلی آلک

واصحابک یاسیدی یاحبیب الله

موضوع: ترکِ رفع یدین

اسانید حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

اوران ی توثیق حدیث ترمذی

حدیث نمبر 1.

قال الترمذی حدثنا هنادنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة قال وفی الباب عن البراء بن عاذب قال ابوعیسی حدیث ابن مسعود حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پس آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کیا۔ پھر رفع یدین نہیں کیا۔ (اس باب میں حضرت براء بن عازب سے بھی روایت ہے) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور

من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتابعین وھو قول.[1] ترمذی شریف 1 ص 59	کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل علم اور کئی تابعین کرام کا اس حدیث پر عمل ہے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے) اور یہی قول حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے (جن کی حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک مقام پر اصح کہا) اور یہی قول اہل کوفہ کا ہے۔

اس حدیث کی سند میں کل آٹھ راوی ہیں۔ پہلے راوی خود امام ترمذی علیہ الرحمۃ ہیں جن کے ثقہ ثبت امام حدیث ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

(1) تعارف جامع ترمذی:

غیر مقلدین کے امام محدث مستند مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 239 پر ترمذی شریف کو الجامع الصحیح لکھتے ہیں۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو (ترمذی) تصنیف کیا علماء حجاز، علماء عراق اور علماء خراسان پر پیش کیا۔ سب اس کتاب کے ساتھ راضی ہوئے۔ (یعنی سب نے پسند کیا)

اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جس کے گھر میں یہ کتاب ہوگی گویا کہ اس گھر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔

امام ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ ترمذی کی کتاب (یعنی الجامع الصحیح)

هذا احسن الكتب — تمام کتابوں سے زیادہ اچھی کتاب ہے۔

از روئے فائدہ کے اور ترتیب اور تکرار حدیث کی کمی کے بارے میں۔
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ ترمذی کی تمام کتب فائدہ مند ہیں لیکن سب سے اچھی کتاب یہ الجامع الصحیح ہے (یعنی ترمذی شریف) بلکہ بعض وجوہ کی بناء پر تمام کتب حدیث سے اچھی کتاب ہے۔
نواب صاحب مزید فرماتے ہیں۔ حضرت ابو اسمٰعیل ہروی نے فرمایا کہ میرے نزدیک ترمذی شریف بخاری و مسلم سے بھی زیادہ نافع کتاب ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ اس کتاب کی ہر حدیث معمول بہ ہے۔

(الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 239-240)

الغرض امام ترمذی پر اور ان کی الجامع الصحیح پر سب کا اتفاق ہے۔ مذکورہ سطور پر آپ نے پڑھا کہ ترمذی کو محدثین نے الجامع الصحیح کہا ہے۔ ہم نے اسی الجامع الصحیح سے پہلی حدیث پیش کی ہے۔ امام ترمذی کی ثقاہت نقل ہو چکی۔ اب دوسرے راوی:

(2) ھناد:

ہیں۔ ان کا اصل نام ھناد بن السری بن مصعب بن ابی بکر بشر ہے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی زناد وھیثم وابی بکر بن عیاش وعبداللہ بن ادریس، وابی الاحوص وحفص بن غیاث ویحیٰی زکریا بن ابی زائد، وابی معاویہ الضریر واسماعیل بن عیاش وشریک وابی زبیدہ عبثر بن القاسم وعبداللہ بن مبارک، وعبد السلام بن حرب وعلی بن مسھر وعبدۃ بن سلیمان وفضیل بن عیاض وابن عیینہ اور وکیع سے روایت کی ہے اور ان سے امام بخاری نے خلق افعال العباد میں روایت کی ہے اسی طرح ابو حاتم رازی، امام ابو زرعہ وغیرہ نے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ ہناد کو لازم

پکڑو۔ امام ابو حاتم نے کہا کہ ھناد۔ صدوق ہے یعنی سچا ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ ھناد ثقہ ہے، ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 47-48)

(3) وکیع:

ان کا اصل نام وکیع بن الجراح بن ملیح ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور اسماعیل بن ابی خالد۔ عکرمہ بن عمار، ھشام بن عروۃ، امام اعمش، جریر بن حازم اور ابن جریج، امام اوزاعی، امام مالک اور کثیر لوگوں سے آپ نے روایت کی ہے اور جن محدثین نے آپ سے روایت کی ہے ان میں سے بعض نام یہ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد حمیدی، امام قعنبی، امام یحییٰ بن یحییٰ اور کثیر لوگ۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے وکیع سے بڑا عالم اور بڑا حافظ نہیں دیکھا اور فرماتے تھے کہ وکیع حافظ ہے، حافظ ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑا حافظ ہے۔ (تہذیب التہذیب 6 ص 81-82)

الغرض وکیع ثقہ ثبت امام ہیں اور بخاری شریف کے راوی ہیں اور اس حدیث کے چوتھے راوی امام سفیان ثوری ہیں۔

(4) سفیان:

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ہم وہابیوں کے محدث یحییٰ گوندلوی صاحب کی زبانی درج کرتے ہیں۔ یحییٰ گوندلوی غیر مقلد اور متعصب ہے۔ اپنی کتاب آمین بالجہر ص 25 پر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

سفیان الثوری الامام المشهور الفقیہ العابد الحافظ الکبیر وصفہ النسائی وغیر بالتدلیس وقال البخاری ما اقل تدلیسہ.

امام سفیان ثوری مشہور امام فقیہ عابد اور بہت بڑے حافظ تھے۔ امام نسائی وغیرہ نے ان کو مدلس کہا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ ان کی تدلیس بہت ہی کم ہے۔

حافظ ابن حجر نے مدلسین کو پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے اور امام ثوری کو دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور دوسرے طبقہ کی خود ہی وضاحت کر دی ہے فرماتے ہیں۔

الثانیۃ من احتمل الائمۃ تدلیس واخرجوالہ فی الصحیح لامامتہ وقلۃ تدلیسہ فی جنب ماروی کالثوری اوکان لایدلس الاعن ثقۃ کابن عیینۃ.

دوسرا طبقہ جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے ان کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے صحیح میں احادیث لی ہیں جیسا کہ ثوری تھے یا پھر اس طبقہ میں ایسے راوی ہیں جو صرف ثقہ راویوں سے تدلیس کرتے تھے جیسا کہ امام ابن عیینہ۔

حافظ ابن حجر کی اس اصولی تحریر سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ امام ثوری مدلس تھے مگر ان کی تدلیس مضر نہیں جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہو اور حدیث کو تدلیس کی وجہ سے رد کر دیا جائے۔ (آمین بالجہر ص25-26)

ہم نے امام سفیان کی ثقات غیر مقلد وہابی یحیٰی گوندلوی صاحب کی کتاب سے درج کی ہے تا کہ کوئی غیر مقلد انکار حدیث کے نشہ میں امام سفیان پر تدلیس کا اعتراض کر کے حدیث کا انکار نہ کرے اس لئے یحیٰی گوندلوی صاحب نے امام سفیان کی تدلیس کا جواب بھی دے دیا ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے۔ امام

سفیان صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔ فافهم و تدبر۔

اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے امام شعبہ کے مقابلے میں امام سفیان کی حدیث کو اصح قرار دیا ہے۔ (آمین بالجھر کے بارے میں)

(5) عاصم بن کلیب:

ان کا پورا نام عاصم بن کلیب بن شھاب الجرمی الکوفی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ اور حضرت ابو بردہ بن موسیٰ وعبدالرحمٰن بن اسود ومحارب بن دثار وعلقمہ بن وائل بن حجر ومحمد بن کعب القرظی وغیرھم سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے ابن عون و امام شعبہ۔ قاسم بن مالک المزنی، وزائدہ، وابو الاحوض وشریک و سفیان ثوری، وسفیان بن عینیہ اور ابوعوانۃ وعلی بن عاصم الواسطی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ امام اثرم نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ لاباس بحدیثه کہ اس کی حدیث میں کوئی ڈر نہیں۔ امام ابن معین اور امام نسائی نے کہا ثقہ ہے امام ابو حاتم نے کہا صالح ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں داخل کیا ہے اور وہ ثقہ مامون ہے۔ ابن المدینی نے کہا جب منفرد ہو تو اس کی حدیث حجت نہیں لیکن امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 40)

نوٹ:- امام ابن المدینی نے جو کہا ہے کہ جب منفرد ہو تو حجت نہیں تو اس حدیث میں عاصم بن کلیب منفرد نہیں ہے جیسا کہ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے لیکن امام ابن سعد نے یہ فرما دیا ہے کہ یہ ثقہ ہے اور حجت ہے۔ اس کے باوجود ہم اس کا جواب غیر مقلدوں کے گھر سے دیتے ہیں۔

(۱) غیر مقلدین وہابی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث ابن خزیمہ کے حوالے سے جو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے پیش کرتے ہیں اور

اس حدیث کو سب غیر مقلد مولوی صحیح کہتے ہیں۔ اس کی سند میں یہی عاصم بن کلیب ہے۔ تو اگر غیر مقلدوں کو عاصم بن کلیب پر اعتراض ہے کہ یہ ضعیف ہے یا کوئی اور اعتراض ہے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو بھی غیر مقلدوں کو ضعیف کہنا چاہیے مگر اس کو صحیح کہتے ہیں۔ اگر وہاں یہ ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ مانو۔ نیز یحییٰ گوندلوی صاحب ص 84 پر لکھتے ہیں کہ حدیث نمبر 18 کے تحت اور اس میں بھی عاصم بن کلیب ہے۔ لکھتے ہیں یہ حدیث دو اسناد کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے بقدر الحاجۃ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر راقم کے سامنے کوئی اعتراض نہیں آیا۔ (کتاب آمین بالجہر ص 84)

تو گویا یحییٰ گوندلوی صاحب کو عاصم بن کلیب پر کوئی اعتراض نہیں باقی وہابیوں کو بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کے چھٹے راوی

(6) عبدالرحمٰن بن اسود:

ہیں، عبدالرحمٰن بن اسود بن یزید بن قیس النخعی ابوحفص فقیہ۔ انہوں نے اپنے باپ اور علقمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت انس اور ابن الزبیر وغیرھم سے روایت کی ہیں اور ان سے حضرت ابواسحاق السبیعی، مالک بن مغول، عاصم بن کلیب اور امام اعمش اور دیگر لوگوں نے روایات کی ہیں۔

امام ابن معین، امام نسائی، امام عجلی اور ابن خراش نے عبدالرحمٰن بن اسود کو ثقہ کہا ہے اور ابن خراش نے کہا ہے کہ لوگوں سے بہتر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 3 ص 339)

اس حدیث کے ساتویں راوی حضرت علقمہ ہیں۔

(7) حضرت علقمہ:

علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک آپ کا نام ہے۔ آپ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو الدردآ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر کئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے حضرت ابراہیم نخعی حضرت عامر الشعبی حضرت ابو وائل شقیق بن سلمۃ اور دیگر کئی حضرات نے آپ سے روایات بیان کی ہیں۔

ابو طالب نے امام احمد سے بیان کیا ہے آپ ثقہ ہیں اور اہل خیر سے ہیں۔ عثمان بن سعید نے کہا ہے کہ میں نے امام ابن معین کو کہا کہ علقمہ اور ابو عبیدہ میں سے آپ کو زیادہ پیارا کون ہے تو انہوں نے کسی کو ترجیح نہیں دی۔ عثمان نے کہا دونوں ثقہ ہیں لیکن علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ **اعلم الناس بعبد الله علقمة** کہ سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابن مسعود کی حدیث کو جاننے والے حضرت علقمہ ہیں اور حضرت اسود وغیرہ۔ ملخصاً۔ الخ بقدر الحاجۃ۔

اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ سے لے کر حضرت علقمہ تک سات راویوں کی توثیق بیان ہو چکی ہے۔ اب اس حدیث کے آخری راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان ہوتے ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صادق

ثقہ ہیں لیکن غیر مقلدین غیر مقلدیت کے نشہ میں دھت ہو کر حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ کبھی آپ پر یہ الزام لگاتے
ہیں کہ آپ سورہ والناس اور سورہ فلق کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں
کہ آپ رفع یدین بھول گئے تھے۔ کبھی کہتے ہیں کہ آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ دو
آدمیوں کے ساتھ جماعت کس طرح کرتے ہیں۔ الغرض اپنی عادت سے مجبور ہو
کر یہ بدعقیدہ لوگ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مختلف اعتراض کرتے
ہیں۔ اگرچہ ان کے اعتراضات کے جوابات آج سے کئی سال پہلے امام زیلعی جیسی
شخصیات دے چکے ہیں لیکن یہ لوگ آج بھی اپنی ضد پر قائم ہیں۔

اب ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان
کرتے ہیں۔

(8) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

(i) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ولقد علم اصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انى اعلمهم بكتاب الله ولو اعلم ان احدا اعلم منى لرحلت اليه.
(صحیح مسلم شریف 2 ص 293)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ضرور اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے بڑا عالم ہوں اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں ضرور اس کی طرف جاتا۔

(ii) حضرت مسروق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی ہر سورت کے متعلق میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور ہر آیت کو جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے بڑا عالم ہے۔ کتاب اللہ کا تو میں ضرور اس کی طرف سواری پر سوار ہو کر جاتا۔ (مسلم شریف 2 ص 293)

(iii) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن چار آدمیوں سے سیکھ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سب سے پہلے لیا۔

(مسلم شریف 2 ص 293 بخاری شریف 1 ص 531،
ترمذی شریف 2 ص 221)

(iv) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بغیر کسی مشورہ کے میں کسی کو امیر بناتا تو (حضرت) عبداللہ بن مسعود کو بناتا۔ (ترمذی شریف 2 ص 221)

(v) ترمذی میں مذکور ہے۔

ابن مسعود صاحب طهور رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونعلیه. (ترمذی 2 ص 221)

کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو کرانے والے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین اقدس اٹھانے والے صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الغرض آپ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث و آثار میں بے شمار درج ہیں۔

ناظرین باتمکین آپ نے اس حدیث کے تمام روایت کی ثقات پڑھ کہ اس حدیث کے جملہ رواۃ ثقہ ثبت حجت ہیں اور اس حدیث کے اکثر راوی بخاری شریف کے راوی ہیں جس کے متعلق ہم یحییٰ گوندلوی غیر مقلد کا ایک قول

پیش کرتے ہیں۔ گوندلوی صاحب کہتے ہیں کہ:

ہر انصاف پسند کے لئے ضروری ہے کہ اُسے معلوم ہو کہ امام بخاری (علیہ الرحمۃ) کا اپنی صحیح میں کسی بھی راوی کی روایت کو بیان کرنا اس کی عدالت، صحت ضبط اور عدم غفلت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ بات ان راویوں کے بارہ میں ہے جن کی روایت وہ اصول میں لیتے ہیں۔

(کتاب آمین بالجہر مؤلف یحیٰ گوندلوی غیر مقلد وہابی ص 31)

تو اب وہابیوں کو چاہیے کہ اس روایت کو بھی صحیح مان لیں جس کے اکثر راوی بخاری شریف کے ہیں جیسے حضرت علقمہ حضرت سفیان، حضرت وکیع وغیرھم۔

اُصولی لحاظ سے یہ روایت صحیح ہے اور اپنے مدلول میں صریح ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضاحت کی یعنی نماز پڑھ کر دکھائی رفع یدین صرف تکبیر افتتاح کے وقت کیا پھر نہیں کیا اور فرمایا یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

(۱) اس حدیث کو ترمذی نے کہا حسن ہے۔ (1 ص 59)

(۲) غیر مقلدوں کے امام ابن حزم ظاہری نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

(محلی ابن حزم 3 ص 4)

ابن حزم نے محلی میں اسی جلد 3 ص 4 مذکورہ پر اس حدیث کو دوبارہ صحیح کہا ہے اور کہا ہے۔

وان کان علی وابن مسعود رضی اللہ عنہما لا یرفعان.

اگرچہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(محلی ابن حزم جلد 3 ص 4)

اس عبارت میں ابن حزم نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ حضرت علی شیرِ خدا باب علم و حکمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ اور ابن حزم کی تصحیح غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری نے بھی نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو التعلیقات سلفیہ علی سنن النسائی ص 103

(۳) غیر مقلد مولوی عطاء اللہ امرتسری صاحب فرماتے ہیں۔

قد تكلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوى انه ثابت من رواية عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه. (التعلیقات سلفیہ 1 ص 123)	بعض لوگوں نے اس حدیث کے ثبوت میں کلام کیا ہے لیکن قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ (دوسرے وہابیوں کو بھی مان جانا چاہیے)

مولوی عطاء اللہ صاحب اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں۔

قد صححه بعض اهل الحديث	ضرور بعض اہل حدیث نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(۴) غیر مقلدین کے ایک اور امام محدث احمد شاکر صاحب فرماتے ہیں۔

هذا الحديث صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ وهو حديث صحيح وما قالوه في تعليه ليس بعلة.	احمد شاکر صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور کئی حفاظ حدیث نے بھی اور یہ حدیث صحیح ہے جو کچھ لوگوں نے اس کی علت بیان کی ہے حقیقت میں یہ کوئی علت نہیں ہے

(جامع ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص 41)

(۵) ایک اور وہابیوں کے محدث اور محقق ناصرالدین البانی صاحب فرماتے ہیں۔

والحق انه حديث صحيح واسناده صحيح على شرط مسلم ولم نجد لمن اعله حجة يصلح التعلق بها ورد الحديث من اجلها.
(مشکوٰۃ المصابیح محقق تحقیق محمد ناصر الدین البانی 1 ص254)

حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اس کی سند بھی مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے ہمیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے استدلال صحیح ہو اور اس وجہ سے حدیث رد کر دی جائے۔

(۶) امام جلال الدین سیوطی[1] علیہ الرحمۃ نے اللآلی المصنوعہ 2 ص19 پر اس حدیث کی امام ابن قطان فاسی اور امام دارقطنی کی طرف سے تصحیح نقل کی ہے۔

اس حدیث کی تصحیح کرنے والے بہت سے ائمہ حدیث ہیں مگر ہم نے غیر مقلدوں وہابیوں کے محدثوں سے اس حدیث کی صحت بیان کی ہے جیسے ابن حزم، مولوی عطاء اللہ امرتسری، احمد شاکر صاحب، ناصر الدین البانی وغیرہ یہ سب وہابی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔ اب تو وہابیوں کو مان لینا چاہیے کیونکہ ان کے بڑوں نے بھی مان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدائت عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث نمبر 2. حدیث ابن مسعود بروایت نسائی شریف

تعارف نسائی شریف:

امام نسائی کی سنن کتب صحاح ستہ میں انتہائی اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام

---

[1] فائدہ۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو غیر مقلد متعصب مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص96 مطبوعہ بیروت لبنان پر حافظ وقت کہا ہے یعنی علامہ سیوطی اپنے وقت کے حافظ الحدیث ہیں

نسائی نے اپنی کتاب میں عام طور پر صحیح الاسناد روایات بیان کی ہیں)۔ حافظ سیوطی زاہر الربی میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی نے فرمایا کہ کتاب السنن کی اکثر احادیث صحیحہ ہیں البتہ بعض معلول ہیں اور جس انتخاب کا نام مجتبیٰ رکھا گیا ہے اس کی کل احادیث صحیح ہیں۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

بعض مغاربہ سنن نسائی کو صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ بعض مغربی محدثین نے تصریح کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب امام بخاری کی صحیح سے زیادہ بہتر ہے۔ بقدر الحاجۃ۔ (تذکرۃ المحدثین ص 298)

غیر مقلد وہابی نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں امام نسائی کے متعلق

كان امام فی الحديث ثقة ثبتا حافظا. کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے امام ہیں ثقہ ثبت حافظ ہیں۔

(الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 294)

امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ:

النسائی امام من ائمة المسلمین امام نسائی مسلمانوں کے اماموں سے ایک امام ہیں۔

ابو علی نیشاپوری نے فرمایا۔ النسائی امام فی الحدیث۔

اما تاج السبکی نے فرمایا کہ سنا میں نے اپنے شیخ ابو عبداللہ الذہبی الحافظ سے اور سوال کیا میں نے ان سے کہ امام مسلم بن حجاج صاحب صحیح بڑے حافظ حدیث ہیں یا کہ امام نسائی؟ تو آپ نے فرمایا امام نسائی بڑے حافظ حدیث ہیں۔

(التعلیقات سلفیہ 1 ص 22)

حضراتِ گرامی قدر! آپ نے امام نسائی اور ان کی سنن نسائی کا مختصر تعارف پڑھا کہ امام نسائی مسلّم امام حدیث ہیں اور ان کی سنن کتب حدیث میں

اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث اپنی سنن میں دو ثقہ سندوں سے ذکر کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سند سائی شریف، امام نسائی نے پہلے باب باندھا ہے۔

ترک ذلک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا:

امام نسائی فرماتے ہیں۔

اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبدالله بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الا اخبرکم بصلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد.
(نسائی شریف 1 ص 117)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی خبر نہ دوں کہا کہ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھی۔ رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔ اس حدیث کے کل آٹھ راوی ہیں۔ امام نسائی سے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔

امام نسائی کی توثیق ص 60 پر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ دوسرے راوی ہیں:

حضرت سوید بن نصر:

سوید بن نصر سوید المروزی ابو الفضل الطوسانی ویعرف بالشاہ۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک امام ابن عینیہ وعلی بن حسین بن واقد۔ وابو عصمۃ و عبدالکبیر بن دینار الصائغ سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے امام ترمذی، امام نسائی نے روایت بیان کی ہیں اور امام نسائی نے محمد بن حاتم بن نعیم سے بیان کیا

ہے۔(سوید بن نصر) ثقہ ہیں۔امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

کان متقنا وقال مسلمة مروزی ثقة. روی عند البخاری و مسلم والنسائی کذا قال ابو سعد. (ملخصاً تہذیب التہذیب 2 ص 261-260)

امام سوید بن نصر پکے امام ہیں اور مسلم نے کہا آپ ثقہ ہیں کہ امام بخاری اور مسلم اور نسائی نے آپ سے روایت بیان کی ہیں اسی طرح کہا امام ابو سعد نے۔

اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام عبداللہ بن مبارک بن واضح ابو عبدالرحمٰن المروزی احد الائمۃ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے شیوخ اساتذہ اور تلامذہ کی طویل فہرست بیان کی ہے۔تفصیل کیلئے تہذیب التہذیب کی طرف رجوع فرمائیں۔

امام ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک سے بڑھ کر کوئی علم کا طالب نہیں دیکھا۔

امام ابن مہدی نے کہا کہ ائمہ چار ہیں۔امام ثوری، امام مالک، امام حماد بن زید، امام ابن المبارک۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن المبارک فقیہہ عالم عابد زاہد شیخ شجاع شاعر امام المسلمین ہیں۔

ابن مہدی نے کہا میری آنکھوں نے ابن مبارک کی مثل نہیں دیکھا۔

ابن الجنید نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن المبارک ثقہ ہیں۔

وکان عالما صحیح الحدیث. کہ آپ صحیح حدیث کے عالم ہیں۔

ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ مامون حجت کثیر الحدیث ہیں۔ حاکم نے کہا کہ آپ اپنے زمانے کے امام ہیں۔

ملخصا بقدر الحاجۃ۔ تہذیب التہذیب 3 ص 248 اس سند کے باقی رواۃ کی توثیق پہلی سند میں بیان ہو چکی ہے۔ حضرت سفیان کا ترجمہ ص 49 پر دیکھیں۔ عاصم بن کلیب کا ترجمہ ص 50 پر دیکھیں۔ عبدالرحمٰن بن اسود کا ترجمہ ص 51-52 پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 52-53 پر دیکھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ص 53-54 پر دیکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دوسری سند آپ نے ملاحظہ کی جو انتہائی صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ثبت اور اپنے اپنے زمانے کے امام ہیں۔ ایسی سنہری سند کے ہوتے ہوئے بھی اس حدیث کی صحت سے انکار کرنا آفتاب کا انکار ہے۔ یہ حدیث بھی درجہ صحیح کی حدیث ہے۔

اس حدیث کی تیسری سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری سند:

امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس پر باب باندھا ہے۔

اس کے چھوڑنے میں رخصت باب کا ترجمہ:

اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن	حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ

علقمة عن عبدالله انه قال الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الامرة واحدة.

دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی پس رفع یدین نہیں کیا مگر ایک ہی بار۔ نسائی شریف 1ص 120، اس حدیث پاک میں حضرت محمود بن غیلان المروزی کے علاوہ باقی رواۃ کی گذشتہ صفحات پر توثیق بیان ہو چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔

محمود بن غیلان المروزی:

محمود بن غیلان المروزی العدوی ابو احمد المروزی ثقہ۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہے۔ (تقریب التہذیب 2ص164)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 5 ص 387 پر فرماتے ہیں کہ اس راوی نے حضرت وکیع، ابن عینیہ، والنضر بن شمیل والفضل بن موسیٰ اور عبدالرزاق اور یحییٰ بن آدم اور کئی محدثین سے روایات بیان کی ہیں اور ان سے روایات بیان کرنے والے امام ابو حاتم، ابو زرعۃ، ذھلی، ابو الاحوص، ابن ابی الدنیا، ابن خزیمہ اور کئی حضرات ہیں۔ امام مروزی نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میں اسے حدیث کے ساتھ جانتا ہوں اور یہ صاحب سنت ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے اس راوی کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام مسلمۃ نے کہا مروزی ثقہ ہے (یعنی محمود بن غیلان المروزی) ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ (تہذیب التہذیب 5ص 387-388)

تو اس حدیث کی تیسری سند بھی انتہائی ثقہ اور اعلیٰ درجہ کی صحیح سند ہے تو

یہ حدیث بھی صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی سند: سنن ابوداؤد سے

مختصر تعارف امام ابوداؤد اور سنن ابوداؤد:

ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔

کان احد حفاظ الحدیث. آپ حدیث کے اماموں میں سے ایک ہیں۔

آپ نے سنن کو جمع کیا اور امام احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر پیش کیا تو حضرت امام احمد نے سنن کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔ کہا گیا ہے کہ آپ حنبلی ہیں یا شافعی ہیں۔

امام حافظ موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ امام ابوداؤد دنیا میں صرف پیدا ہی حدیث کے لئے ہوئے ہیں اور آخرت میں جنت کے لئے اور میں نے آپ سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ (الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص 288)

امام ذہبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ 2 ص، 127 پر فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق صغانی نے کہا کہ امام ابوداؤد کے لئے حدیث کو آسان کر دیا گیا ہے جس طرح لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا گیا تھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم الحربی نے کہا: امام ابوداؤد دنیا میں پیدا ہی حدیث کے لئے ہوئے ہیں۔

امام ابن داسہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ میں نے امام ابوداؤد سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔

ذکرت فی کتابی الصحیح وما یشبهه وما یقاربه. — کہ میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث ہی بیان کی ہیں یا صحیح کے مشابہ یا صحیح کے قریب اور جس میں میں نے کوئی کمزوری دیکھی اُسے بیان کر دیا ہے۔

امام ابوعبداللہ حاکم نے کہا کہ ابو داؤد امام حدیث ہے اپنے زمانے میں۔

حضرت زکریا ساجی نے کہا:

کتاب اللہ اصل الاسلام وسنن ابی داؤد عهد الاسلام. — کہ کتاب اللہ تو اسلام کی اصل ہے اور سنن ابو داؤد عہد اسلام ہے۔

امام ابو داؤد نے کہا کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سے سنن کا انتخاب کیا ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجتہ۔ (تذکرہ الحفاظ للذھبی الامام 2ص 127-128)

الغرض امام ابو داؤد مُسلّم امام ہیں اور سنن ابو داؤد اسلام میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔ امام ابو داؤد نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو دو ثقہ سندوں سے بیان کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے باب باندھا ہے۔ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔ کہ جس نے رکوع کے وقت رفع یدین کا ذکر نہ کیا۔

حدثنا عثمان بن ابی شیبة نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ — ترجمہ وہی پچھلی حدیث والا ہے۔ اس میں ابو داؤد پہلے راوی ہیں اور وہ ثقہ ثبت امام حدیث ہیں جیسے کہ گذشتہ سطور میں مذکور ہے۔

تعالیٰ علیه وسلم قال فصلی فلم
یرفع یدیه الامرة.

دوسرے راوی:

عثمان بن ابی شیبہ ہیں:

ابو الحسن احدائمة الحدیث الاعلام کاخیه ابی بکر۔امام ذھبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کے بڑے اماموں سے ایک ہے۔اپنے بھائی ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرح امام ذھبی لکھتے ہیں کہ وقد اعتمده الشیخان فی صحیحهما امام ذھبی کہتے ہیں اس راوی پر بخاری اور مسلم نے اعتماد کیا ہے اپنی اپنی صحیح میں۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں تو خیر ہی جانتا ہوں اور اس کی تعریف فرمائی۔امام یحییٰ نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ہے مامون ہے۔ملخصاً بقدر الحاجتہ۔ (میزان الاعتدال 3 ص 35-37)

عثمان بن ابی شیبہ بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم نے اس پر اعتماد کیا ہے تو غیر مقلدین کو بھی چاہیے کہ وہ اس راوی پر اعتماد کریں۔فافهم وتدبر۔

عثمان بن ابی شیبہ کے سوا باقی سب راویوں کو توثیق ہو چکی ہے۔سطور مذکورہ میں دیکھیں یعنی باقی سب راوی وہی ہیں۔

حدیث ابن مسعود کی پانچویں سند:

حدثنا الحسن بن علی نامعاویة وخالد بن عمرو. وابو حذیفة قالوا نا سفیان باسناده بهذا قال

ترجمہ وہی ہے۔اس سند میں امام سفیان سے روایت کرنے والے تین آدمی ہیں اور ان تینوں سے روایت

فرفع يديه في اول مرة وقال بعضهم مرة واحدة.
(ابوداؤد 1 ص 116)

کرنے والے امام ابو داؤد کے استاد امام حسن بن علی ہیں۔ سفیان سے آخر تک راویوں کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں دیکھیں۔

اب دوسرے راویوں کا ذکر ہوتا ہے۔

حسن بن علی:

بن راشد الواسطی، عن ابی الاحوص وھیثم وعنہ ابو داؤد وزکریا الساجی۔
انہوں نے ابو الاحوض اور ہیثم وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے امام ابو داؤد اور زکریا ساجی نے روایت بیان کی ہے۔

امام ذھبی کہتے ہیں کہ مورخ واسط بحثل نے کہا کہ یہ ثقہ ہے اور امام حبان نے کہا۔ مستقیم الحدیث ہے اور امام ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی منکر چیز نہیں دیکھی۔ (میزان الاعتدال 1 ص 506)

باقی تین راویوں نے حضرت سفیان سے مل کر یہ حدیث بیان کی ہے اور امام ابوداؤد نے اس پر بھی سکوت کیا ہے اور امام ابو داؤد جس حدیث پر سکوت کریں وہ حدیث ان کے نزدیک صالح حدیث ہوتی ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے والی حدیث کی طرح یہ سند بھی صحیح سند ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی سند:

مسند امام احمد بن حنبل سے:

حدثنا عبدالله حدثني ابي حد ثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود الا اصلي لكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال فصلى فلم يرفع يديه الامرة.

(مسند امام احمد 1 ص 387)

حضرت علقمہ نے کہا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود نے کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاؤں۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا (یعنی پھر نہ کیا) اس حدیث کے رواۃ امام وکیع سے لے کر آخر تک بیان ہو چکے وہی راوی ہیں سوائے امام احمد بن حنبل کے اور آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ کے۔

ان دونوں اماموں کی توثیق بیان ہوتی ہے۔ پہلے راوی ہیں امام احمد کے صاحبزادے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 477)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن احمد نے کہا جب میں کہوں کہ میرے باپ نے کہا تو وہ حدیث دو یا تین مرتبہ میں نے اپنے باپ سے سنی ہوتی ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں۔ انہوں نے سارا مسند اپنے باپ یعنی امام احمد سے سنا ہے اور مسند میں تیس ہزار احادیث مبارکہ ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ

میرا بیٹا عبداللہ محفوظ ہے اور علماء حدیث میں سے ہے۔ خطیب نے کہا:

كان ثقة ثبتا فهما. یہ راوی ثقہ ثبت ہے سمجھدار ہے۔

امام نسائی نے کہا ثقہ ہے۔ امام دار قطنی سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ ثقہ ہے۔ ابوبکر خلال نے کہا کہ عبداللہ صالح آدمی ہے سچا ہے کثیر الحیا ہے۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 96,95)

دوسرے راوی امام احمد بن حنبل ہیں:

ان کی توثیق کے لئے اتنا ہی کافی ہے یہ امام بخاری و مسلم، ابوداؤد وغیرہ کے استاذ حدیث ہیں۔ ان کی امامت پر اجماع ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ابوعبداللہ، احمد بن محمد بن حنبل المروزی۔

احد الائمة ثقة حافظ فقيه حجة. آپ ائمہ میں سے ایک ہیں ثقہ حافظ فقیہ حجت ہیں۔

(تقریب التہذیب 1 ص 44)

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب 1 ص 49 تا 51 تک آپ کی شان بیان کی ہے۔

امام یحییٰ بن آدم نے کہا امام احمد ہمارے امام ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں بغداد سے نکلا تو آپ سے زیادہ فقیہ متقی زاہد میں نے نہیں چھوڑا۔ عبداللہ الخریبی کہتے ہیں۔

كان افضل زمانه. آپ اپنے زمانے میں سب سے افضل ہیں۔

امام عجلی نے کہا آپ ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں۔ ابو ثور نے کہا احمد ہمارے شیخ اور امام ہیں۔ (ملخصا بقدر الحاجۃ)

امام نسائی کہتے ہیں آپ ثقہ مامون ہیں۔ الغرض بے شمار حدیث کے اماموں نے اپ کو اپنا امام اور شیخ مانا ہے اور آپ کی ثقات کو بیان کیا ہے۔

آپ کی مسند کے بارے میں:

جو کہ مسند امام احمد کے نام سے مشہور ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں اس مسند میں تیس ہزار احادیث ہیں۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ جب آپ نے مسند لکھا تو اپنی اولاد کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ جب کبھی کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہو کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا کہ نہیں تو میرے مسند کی طرف رجوع کرو۔ اگر اس میں پاؤ تو سمجھو یہ حدیث رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بالفاظ متقارب)

(بستان المحدثین ص 54,53)

غیر مقلدین کے امام مستند معتبر مولوی شوکانی صاحب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار کے جلد اول مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

کل ماکان فی المسند فھو مقبول — کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 1 ص 20)

یہی بات امام اجل سید علی متقی حنفی علیہ الرحمۃ نے کنز العمال 1 ص 19 پر فرمائی ہے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی طرف سے۔ بیہقی نے کہا۔

ان مسند احمد اصح صحیحامن غیرہ۔ — کہ مسند امام احمد تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہے۔

(نیل الاوطار 1 ص 20)

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ اس حدیث کو کتنے جلیل القدر اماموں نے ثقہ صحیح سندوں کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور یہ حدیث کس بلند پایہ کی حدیث ہے۔ اصولی طور پر حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

اس حدیث صحیح کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند شریف میں دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک سابقہ حوالہ اور دوسرا 1 ص 439 پر بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساتویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند:

حدثنا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالله بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الا اريكم صلوة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم يرفع يديه الا مرة.

مصنف ابن ابی شیبه 1 ص236 باب من كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لايعود.

ترجمہ وہی سابق حدیث والا۔ اس سند میں سوائے ابن ابی شیبہ کے باقی تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں وہیں دیکھیں۔

ابن ابی شیبہ کی توثیق ملاحظہ کریں۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ:

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ:

الحافظ الكبير الحجة حدث عنه احمد بن حنبل والبخاری وابو القاسم البغوی والناس. ووثقه الجماعة.

آپ حافظ کبیر اور حجت ہیں۔ امام بخاری اور احمد بن حنبل کے استاد ہیں اور محدثین کی ایک پوری جماعت نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 490)

حافظ ابن حجر تقریب التھذیب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ثقہ صاحب تصانیف ہیں۔ (تقریب التھذیب 1 ص 528)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے آپ کا کافی طویل ترجمہ کیا ہے۔ تہذیب التھذیب میں فرماتے ہیں کہ: امام احمد نے فرمایا ابوبکر بن ابی شیبہ صدوق ہے یعنی سچا ہے۔ امام عجلی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔

وکان حافظا للحدیث. کہ آپ حدیث کے حافظ ہیں۔

امام ابو حاتم اور امام ابن خراش نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ امام ابن معین نے کہا۔

ابوبکر عندنا صدوق. کہ ہمارے نزدیک ابوبکر سچے راوی ہیں۔

امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام ابن قانع نے کہا آپ ثقہ ثبت ہیں۔

آخر میں حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے آپ سے تیس حدیثیں روایت کی ہیں جبکہ امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث آپ سے روایت کی ہیں۔ (تہذیب التھذیب 3 ص 252)

قارئین کرام!

غور فرمائیں کتنے جلیل القدر اماموں نے اس عدم رفع یدین کی حدیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے تو جب سند صحیح ثقہ ہے تو پھر انکار کیوں ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آٹھویں سند:

مسندِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام اعظم کی سند:

ابو حنیفة وحدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن ابن مسعود. ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الاعند افتتاح الصلوٰة ولا یعود لشئی من ذلک.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں رفع یدین کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے اور پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مسند امام اعظم 1 ص 352)

اس حدیث پاک کی سند میں مذکور، راوی حضرت ابراہیم نخعی بخاری شریف کے راوی ہیں اور ان کی امامت پر اتفاق ہے۔

حضرت علقمہ کا ترجمہ ص 53 پر ملاحظہ کریں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بھی بیان ہو چکے۔ ویسے ابراهیم عن علقمه عن عبدالله بن مسعود۔ اتنی سند بخاری شریف میں کئی مقامات پر واقع ہے۔

اس حدیث کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ آپ امام اعظم فقیہ عراق ہیں۔ نعمان آپ کا نام ہے ثابت آپ کے والد کا نام ہے۔ اسی ہجری

میں ولادت ہوئی۔ 150 ہجری میں وصال ہے۔حضرت انس بن مالک صحابیؒ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کئی بار آپ نے زیارت کی ہے۔آپ حضرت عطا، نافع،عبدالرحمٰن بن ہرمز، عدی بن ثابت، سلمہ بن کھیل، ابو جعفر محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار اور ابو اسحاق وخلق کثیر کے آپ شاگرد ہیں۔

آپ کے شاگردوں میں امام زفر بن حذیل، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد، نوح الجامع، ابو مطیع بلخی اور کئی لوگ شامل ہیں۔آپ نے امام حماد بن ابی سلیمان سے فقہ حاصل کی اور آپ کے شاگردوں میں جو حدیث میں شاگرد ہیں۔حضرت وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابو عاصم، امام عبدالرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبدالرحمٰن المقری شامل ہیں۔امام ذھبی کہتے ہیں کہ آپ:

کان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان۔

کہ آپ امام متقی عالم عامل عبادت گزار اور بہت بڑی شان والے ہیں

یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ امام ثوری بڑے فقیہہ ہیں یا امام ابو حنیفہ۔تو آپ نے فرمایا امام ابو حنیفہ بڑے فقیہہ ہیں۔

امام ابن المبارک نے فرمایا۔

ابو حنیفة افقه الناس قال الشافعی الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة۔

کہ آپ سب لوگوں سے بڑے فقیہہ ہیں۔یعنی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے محتاج ہیں۔

یزید بن ہارون نے کہا میں نے آپ سے بڑا پرہیزگار اور عقلمند نہیں دیکھا۔

امام ابن معین سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا

لا باس به لم یکن یتهم. کوئی حرج نہیں انہیں کبھی تہمت نہیں لگائی گئی۔

امام ابوداؤد نے فرمایا۔

رحم الله ان ابا حنیفة کان اماما. آپ نے فرمایا اللہ رحمت کرے بے شک ابوحنیفہ امام ہیں۔

امام ذھبی آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر ایک علیحدہ جزء بھی لکھی ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو تابعی اور جلیل القدر کبیر الشان امام ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت جلیل القدر امام، امام اعظم کے لقب سے ملقب ہیں۔ الخ

بحر العلوم تھے اور حجت قاطعہ کے مالک تھے۔ امام مالک سے امام صاحب کی بابت سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ اس ستون کو سونے کا ثابت کر دے تو بے شک ثابت کر کے رہے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ کے دست نگر ہیں۔ فصیح اللسان، اعلیٰ اخلاق، فیاض، بردبار بلند آواز تھے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ ص 282)

جسے امام صاحب کے زیادہ فضائل درکار ہوں وہ امام سیوطی علیہ الرحمتہ کا تبیض الصحیفہ۔ ابن حجر مکی کی الخیرات الحسان۔ ابن کثیر کا البدایہ والنھایہ۔ خوارزمی کی جامع المسانید کی طرف رجوع کریں۔ اس حدیث کے دوسرے راوی:

امام حماد ہیں:

حماد بن ابی سلیمان الکوفی۔

احمد ائمة الفقهاء سمع انس بن مالک وتفقه بابراهیم النخعی قال ابن عدی لاباس به. قال ابن معین ثقه قال ابو حاتم صدوق.
(میزان الاعتدال ص595)

ائمہ فقہاء میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع کیا ہے اور آپ نے فقہ ابراہیم نخعی سے حاصل کی ۔۔ ابن عدی نے کہا لاباس بہ ۔کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ امام ابن معین نے کہا آپ ثقہ ہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

صدوق وفقیه. یہ سچے ہیں اور فقیہ ہیں۔
(تقریب التہذیب 1 ص238)

اس حدیث کے تیسرے راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ:

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ آپ عراق کے فقیہہ ہیں۔

کان من العلماء الاخلاص. آپ صاحب خلوص علماء میں سے ہیں۔

امام اعمش نے کہا۔

کان ابراهیم صیرفیا فی الحدیث. کہ آپ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔

حضرت امام شعبی علیہ الرحمۃ کو جب آپ کے وصال کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے۔ ابراہیم نخعی نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

حضرت عبدالمالک بن ابی سلیمان نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

تستفتونی وفیکم ابراھیم النخعی.

سعید بن جبیر فرماتے تھے کہ تم مجھ سے مسائل پوچھتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم نخعی موجود ہیں۔

(ملخصاً تذکرہ الحفاظ 1 ص 59)

اس حدیث کے بقیہ رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نویں سند:

سنن کبریٰ بیہقی:

اخبرنا ابو طاهر الفقيه انبأنا ابو حامد بن بلال انبا محمد بن اسماعيل الاحمسی ثنا وكيع عن سفيان عن عاصم يعنی ابن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله يعنی ابن مسعود لا صلين بكم صلوة رسول الله صلی الله تعالی عليه وسلم قال فصلی فلم يرفع يديه الامرة واحدة. (سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 78)

اس کی سند پر امام بیہقی نے کسی قسم کی کوئی کلام نہیں کی۔ جس سے ظاہر ہے کہ امام بیہقی کے نزدیک اس کی سند میں کوئی قباحت نہیں ورنہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ ضرور اس کی سند پر بھی گفتگو کرتے۔ اس سند میں مذکور روی وکیع سے لے کر آخر تک کے حالات گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ امام وکیع سے پہلا راوی۔

محمد بن اسماعیل احمسی:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل احمسی ابو جعفر السراج ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب 2 ص 55)

اس سے نچلا راوی ہے۔

ابو حامد بن بلال:

اور اس سے پہلا راوی ابو طاہر فقیہ ہے جو امام بیہقی کا استاد محترم ہے۔

الغرض اصل سند تو وکیع سے ہے جن کی توثیق نقل ہو چکی ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دسویں سند:

سنن کبریٰ بیہقی سے:

امام بیہقی فرماتے ہیں:

رواه محمد بن جابر عن حماد بن ابی سليمان عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال صليت خلف النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ابی بكر وعمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة (اخبرنا) ابو عبدالله الحافظ ثنا محمد بن صالح بن هانی ثنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس سند کے تمام روات گذشتہ صفحات میں مذکور سوائے محمد بن جابر

ابراهیم بن محمد بن مخلد العزیز ثنا اسحاق بن ابی اسرائیل ثنا محمد بن جابر فذکرہ.

کے۔اب محمد بن جابر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 80)

یہ حدیث دار قطنی میں بھی موجود ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی صرف محمد بن جابر پر ہی اعتراض کیا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔ اس لئے محمد بن جابر کے متعلق ہی بیان کرتے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ بعض حضرات نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے صدوق اور ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ باقی رہی جرح کی بات تو جرح تو بخاری اور مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی موجود ہے۔

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات میں تقریباً بخاری شریف کے اسی رواۃ پر جرح کی ہے۔ اسی طرح مسلم شریف کے بعض راویوں پر بھی جرح موجود ہے۔ امام ابن معین نے امام شافعی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت کی حدیث قبول نہیں کی۔ تو راویوں پر جرح کے باوجود اگر بخاری مسلم مین ان سے احتجاج جائز ہے تو محمد بن جابر کے ساتھ بھی احتجاج جائز ہے جبکہ اسے ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابن ترکمانی[1] جوہر نقی علی البیہقی:

میں فرماتے ہیں۔ امام بیہقی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ میں

[1] فائدہ: غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی لکھنوی صاحب اپنی کتاب فوائد البہیہ ص 123 پر لکھتے ہیں کہ علامہ ابن ترکمانی امام عالم شیخ کامل محقق مدقق علوم عقلیہ ونقلیہ میں متبحر ہیں حدیث وتفسیر میں ید طولی رکھتے ہیں پھر لکھتے ہیں۔ کان اماما فی الفقه والا صول والحدیث یعنی آپ فقہ واصول وحدیث میں مسلم امام ہیں۔۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ وکان شدید المحبة للحدیث اهله کہ آپ حدیث اور محدثین سے شدید محبت کرتے تھے۔ ملخصا بقدر الحاجة۔

کہتا ہوں امام ابن عدی نے ذکر کیا ہے کہ امام اسحاق یعنی ابن ابی اسرائیل فضیلت دیتے تھے محمد بن جابر کو شیوخ کی ایسی جماعت پر جو ان سے افضل اور اوثق ہے جبار محدثین نے روایت کی ہے جیسے امام ایوب، ابن عون ہشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عینیہ امام شعبہ وغیرہ نے تو اگر محمد بن جابر اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ جلیل القدر امام ان سے کبھی روایت نہ کرتے، اور امام فلاس نے کہا صدوق، یعنی محمد بن جابر سچا ہے یعنی جھوٹ نہیں بولتا اور امام ابن حبان نے اور محمد بن جابر کو ثقات میں داخل کیا۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 78)

محمد بن جابر بن سیار بن طارق الحنفی الیمامی ابو عبدالله اصله من الكوفه، صدوق ذهبت كتبه فساء حفظه وخلط كثيرا وعمى فصار يلقن ورجحه ابو حاتم على ابن لهيعة.

امام ابن حجر فرماتے ہیں سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں۔ حافظہ میں خرابی ہو گئی تھی۔ تلقین قبول کر لیا کرتے تھے اور امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعہ پر ترجیح دی ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 61)

اب دیکھئے امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعہ پر فوقیت دی ہے کہ ابن لھیعہ سے یہ جابر اچھا ہے۔ وہابیوں غیر مقلدوں کا امام حدیث احمد شاکر صاحب شرح ترمذی میں ابن لھیعہ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

احمد شاکر صاحب لکھتے ہیں۔

عبدالله بن لهيعة بن عقبة الخافقى ابو عبدالرحمن المصرى القاصى الفقيه وهو ثقة صحيح الحديث وقد تكلم فيه كثيرون بغير حجة من جهة حفظه وقد تتبعنا كثيرا من حديثه وتفهمنا كلام العلماء

فیه: فترجح لدنیا انه صحیح الحدیث.

(جامع ترمذی تحقیق وشرح احمد شاکر 1 ص 16)

اس عبارت میں غیر مقلد احمد شاکر صاحب نے ایک مرتبہ ابن لھیعہ کو ثقہ کہا اور دو مرتبہ صحیح الحدیث کہا۔ اور سطور بالا میں آپ نے ابن حجر کے حوالہ سے پڑھا کہ امام ابو حاتم نے محمد بن جابر کو ابن لھیعہ پر فوقیت دی ہے تو محمد بن جابر زیادہ ثقہ ہوا اور بدرجہ اولیٰ اس کی حدیث صحیح حدیث ہے۔ فافھم وتدبر۔

حافظ ابن حجر نے کہا ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ میرے باپ سے سوال کیا گیا محمد بن جابر اور ابن لھیعہ کے متعلق تو میرے باپ نے کہا محلھما الصدق یعنی مقام دونوں کا صدق ہے یعنی دونوں ہی سچے ہیں لیکن ابن لھیعہ کی نسبت مجھے محمد بن جابر زیادہ پیارا ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 59)

امام ابن حجر کہتے ہیں کہ امام ذھلی نے کہا۔

لاباس بہ. یعنی اس کی قبول حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

دارقطنی نے کہا وہ اور اس کا بھائی قریب ہے کہ ضعیف ہوں کہا گیا دارقطنی کو کیا یہ متروک ہیں۔ تو دارقطنی نے کہا نہیں۔

بل یعتبر بھما. بلکہ یہ دونوں معتبر ہیں۔ (یعنی لائق احتجاج ہیں)

(تہذیب التہذیب 5 ص 60)

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اگرچہ بعض اماموں نے محمد بن جابر پر جرح کی ہے لیکن اسے صدوق، معتبر، لاباس بہ اور ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں پھر یہ حدیث تو بطور متابع کے پیش کی ہے۔ فن حدیث کے جاننے والوں پر مخفی نہیں کہ ایسا راوی بطور متابع لائق احتجاج ہے۔

(فافھم وتدبر ولا تکن من المتعصبین)

تو معلوم ہوا کہ محمد بن جابر ثقہ راوی ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں سند:

گیارہویں سند طحاوی شریف سے:

امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین پہلی بار کرتے تھے تکبیر افتتاح کے وقت پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

(طحاوی شریف 1 ص 162)

اس حدیث شریف کے پہلے راوی امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمۃ ہیں۔

امام طحاوی کا تعارف:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ الطحاوی الامام الحافظ صاحب التصانیف البدیعۃ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ پھر امام ذہبی نے آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی کثیر تعداد بیان کی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

قال ابن یونس ولد سنۃ وثلاثین ومائتین وکان ثقۃ ثبتا فقیھا عاقلا لم یخلف مثلہ.

امام ابن یونس نے کہا کہ طحاوی ثقہ ثبت فقیہ عاقل ہے۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی الامام 3 ص 21)

غیر مقلد وہابیوں کے ممدوح اور مشہور مورخ مفسر علامہ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنھایہ میں امام طحاوی کا ترجمہ خوب نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔

امام طحاوی مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں یہ حدیث کی روایت میں ثقہ ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنھایہ مترجم 11 ص 421)

قارئین کرام! اس حدیث کے پہلے راوی امام طحاوی ہیں جو جلیل القدر امام اور عظیم محدث ہیں۔ امام جرح وتعدیل ذھبی نے انہیں ثقہ ثبت فقیہہ کہا۔ اسی طرح علامہ ابن کثیر نے امام طحاوی کو حدیث کی روایت میں ثقہ کہا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ امام طحاوی ثقہ ثبت اور حجت ہیں۔

ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ ابو سعید بن یونس نے کہا کہ امام طحاوی ثقہ ثبت فقیہ عاقل ہیں۔ اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا۔ امام مسلمۃ بن قاسم اندلسی نے فرمایا کہ طحاوی ثقہ جلیل القدر فقیہ البدن عالم ہیں۔

محمد بن اسحاق الندیم نے فہرست میں کہا کہ طحاوی اپنے زمانے کے امام یکتا ہیں۔ (لسان المیزان ص 276-277)

غیر مقلدین کا سب سے بڑا امام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے الجامع الفرید میں لکھا ہے جو کہ اس کے آٹھ رسائل کا مجموعہ ہے جس کا ترجمہ عطاء اللہ ثاقب نے کیا ہے اس میں امام طحاوی کو یوں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

آپ بہت بڑے امام محدث فقیہ اور محافظ دین کہلائے۔ امام طحاوی ثقہ جید عالم فقیہ اور ایسے دانشمند انسان تھے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ امام ذھبی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں امام طحاوی بہت بڑے فقیہ محدث حافظ معروف شخصیت ثقہ راوی جید عالم اور زیرک انسان تھے۔

حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے ہے کہ طحاوی جید عالم اور بلند پایہ محدث تھے۔ (الجامع الفرید ص 104-105)

جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ متعصب ضدی جاہل ہیں یعنی غیر مقلدین خواہ مخواہ امام طحاوی پر طعن کرتے ہیں۔

اس سند کے دوسرے راوی ہیں امام ابن ابی داؤد، شیخ الطحاوی۔

ابن ابی داؤد: ابراہیم بن ابی داؤد۔

قال العلامه العینی فی نخب الافکار هو ابراهیم بن سلیمان بن داؤد ابو اسحق الاسدی المعروف بالبوس قال ابن عساکر کان ثقة من حفاظ الحدیث.	امام علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ابن ابی داؤد کو امام ابن عساکر نے کہا ہے کہ آپ ثقہ ہیں اور حفاظ حدیث میں بہت بڑے حافظ ہیں۔ (شرح معانی الاثار مع رجال طحاوی 1 ص 10)

ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ امام طحاوی کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سمع الکثیر ایضا من ابراهیم بن ابی داؤد وکان من الحفاظ المکثرین.	کہ طحاوی نے کثیر حدیثیں ابراہیم بن ابی داؤد سے سماعت کی ہیں اور وہ حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔ (لسان المیزان 1 ص 275)

اس سند کے تیسرے راوی نعیم بن حماد ہیں۔

نعیم بن حماد:

نعیم بن حماد الخزاعی: احد الائمۃ الاعلام امام ذھبی کہتے ہیں: وثقہ احمد کہ امام احمد نے کہا کہ نعیم بن حماد ثقہ ہے۔

وروی ابراھیم بن الجنید من ابن معین ثقة.	ابراہیم بن جنید نے امام ابن معین سے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں۔

امام احمد عجلی نے کہا:

ثقة صدوق. یعنی ثقہ ہے سچا ہے۔ (میزان الاعتدال 4 ص 267-268)

اس سند کے باقی رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت جو کہ سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین کے عدم پر صریح ہے اور اپنے مدلول میں واضح ہے، یہ روایت اصول حدیث کے اعتبار سے صحیح حدیث ہے۔ باقی رواۃ گذشتہ صفحات پر مذکورہ ہیں۔

اب اس حدیث کی بارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارہویں سند:

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن النعمان قال ثنا یحیی بن یحیی قال ثنا وکیع عن سفیان فذکر مثله باسناده. (طحاوی شریف ص 162)	امام طحاوی فرماتے ہیں ہمیں حدیث سنائی محمد بن نعمان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی یحیٰ بن یحیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث سنائی وکیع نے انہوں نے سفیان سے اوپر والی سند اور حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔

(یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہ کرتے)

اس سند کے پہلے راوی امام جعفر طحاوی ہیں جن کی توثیق بیاں ہو چکی

ہے۔ دوسرے راوی محمد بن نعمان ہیں ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن نعمان:

محمد بن نعمان بن بشیر المقدسی ثقة، من شیوخ ابی عوانة والطحاوی.
(تقریب التھذیب 2 ص 140)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ محمد بن نعمان یہ راوی ثقہ ہے اور امام ابوعوانہ اور امام طحاوی کا استاد ہے۔

اس سند کا تیسرا راوی یحیٰی بن یحیٰی

یحیٰی بن یحیٰی:

امام بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ یحیٰی بن یحیٰی ثقہ ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی زیادہ ثقہ ہے۔

وھو امام لا ھل الدنیا. کہ یہ دنیا کا امام ہے۔

کہ محمد بن اسلم طوسی نے کہا خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حدیث کس سے لکھوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یحیٰی بن یحیٰی سے حدیث لکھو"۔

عباس بن مصعب کہتے ہیں، آپ ثقہ ہیں۔

امام نسائی نے کہا آپ ثقہ ہیں ثبت ہیں، پھر کہا ثقہ مامون ہیں۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ قتیبہ بن سعید نے کہا یحیٰی بن یحیٰی نیک

آدمی ہے اور ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہے۔

امام حاکم نے کہا کہ میں نے بوعلی نیشاپوری سے سنا فرماتے تھے۔

كنت في غم شديد فرأيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في المنام كانه يقول لي. صر الى قبر يحيى بن يحيى واستغفر وسل تقضى حاجتك فاصبحت ففعلت ذلك فقضيت حاجتي.

(تہذیب التہذیب ص189-188)

ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا کہ میں شدید غم میں مبتلا تھا کہ اس دوران خواب میں مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یحییٰ بن یحییٰ کی قبر پر جا اور استغفار کر اور سوال کر تیری حاجت پوری ہو جائے گی۔ ابوعلی نیشاپوری فرماتے ہیں کہ جب میں نے صبح کی میں نے اسی طرح کیا۔ میری حاجت پوری ہوگئی۔

قارئین! آپ نے دیکھا کہ اس سند کے راوی کتنے ثقہ ثبت اور کس شان کے راوی ہیں۔ اس سے آگے حضرت وکیع ہیں۔

وکیع سے لے کر سند کے آخر تک گذشتہ صفحات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

تو اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث صحیح ترین حدیث ہے۔ اب اس حدیث کی تیرھویں سند ملاحظہ فرمائیں۔ المدونۃ الکبریٰ سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیرھویں سند:

وكيع عن سفيان عن عاصم عن حضرت علقمہ اور حضرت اسود دونوں

عبدالرحمن بن الاسود عن الاسود وعلقمه قالا قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الامرة۔

(المدونۃ الکبریٰ 1 ص 69)

نے فرمایا کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں تو پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف ایک ہی بار کیا ہے۔

(یعنی ابتداء نماز کے وقت)

اس حدیث کے پہلے راوی خود امام عبدالرحمٰن بن قاسم ہیں جو کہ ابن القاسم کے نام سے مشہور ہیں۔ فقہ مالکی کے امام اجل امام کبیر اور ثقہ ہیں۔

امام ابن القاسم:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن قاسم بن خالد بن جنادہ العتقی۔

ابو عبدالله المصری الفقیه روی عن مالک الحدیث والمسائل قال ابوزرعة. مصری ثقة رجل صالح. قال النسائی ثقة مامون احدالفقهآء قال الحاکم ثقة مامون وقال الخطیب ثقة. قال یحیی بن معین ثقة ثقة.

امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابوزرعہ نے کہا آپ ثقہ راوی ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم امام خطیب امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

(ملخصا تہذیب التہذیب 3 ص 409)

اس سند کے باقی تمام روایات کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً امام وکیع کا ص 48 امام سفیان کا ص 49 پر عاصم بن کلیب کا ص 50 پر، امام عبدالرحمٰن بن اسود کا ص 52 پر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ص 54 پر۔ اس سند کے تمام راوی اپنے اپنے وقت کے امام فقیہ ثبت ہیں۔ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث مبارک بھی صحیح حدیث ہے۔ جبکہ امام ابن القاسم جیسے فقیہہ مجتہد امام نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ نماز میں سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں ہے اور مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ تو یہ حدیث امام ابن القاسم کے نزدیک بھی صحیح حدیث ہے اور آپ کی کتاب مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

کاتب چلپی حاجی خلیفہ کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

ھی من اجل الکتب من مذھب مالک. (2 ص 1655)	یعنی المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

فافھم و تدبر

اب اس حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند۔ محلی ابن حزم سے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چودھویں سند:

حدثناہ حمام ثنا عبداللہ بن محمد الباجی ثنا محمد بن عبدالمالک بن ایمن ثنا محمد	حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں

بن اسماعیل الصائغ ثنا زهیر بن حرب ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن ابن مسعود قال الا اریکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد.

پھر آپ نے نماز پڑھی لیکن رفع یدین صرف نماز کی پہلی تکبیر میں کیا ہے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔

اس حدیث کو ابن حزم نے کہا صحیح حدیث ہے۔(محلی ابن حزم 3 ص 4)

اس حدیث کے پہلے راوی علامہ ابن حزم ظاہری ہیں جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام حدیث ہیں۔

ابن حزم:

علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔ ابن حزم، امام علامہ حافظ مجتہد ہے اور تقریباً پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا ترجمہ کیا ہے اور آپ کے ثقہ ہونے کو بیان کیا ہے۔
(دیکھئے تذکرۃ الحفاظ 3 ص 227)

پھر یہ کہ اس سند کے حضرت وکیع سے لے کر آخر تک راوی گذشتہ صفحات پر مذکور ہو چکے ہیں، وہاں دیکھئے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پندرھویں سند:

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں۔

حدثنا حمام ثنا عباس بن اصبغ

ترجمہ: گذشتہ حدیث والا۔

ثنا محمد بن عبدالملک بن ایمن ثنا محمد بن اسماعیل الصائغ نازهیر بن حرب ابو خثیمة ثنا وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه الا اریکم صلاة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لم یعد.

(محلی ابن حزم 2 ص 265)

اصل سند وکیع سے آخر تک ہے جو کئی بار بیان ہو چکی ہے۔ پس یہ حدیث صحیح حدیث ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولہویں سند:

حافظ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید میں فرماتے ہیں۔

حدثنا عبدالوارث بن سفیان قال حدثنا قاسم بن اصبغ قال حدثنا عبدالله بن احمد بن حنبل قال حدثنی ابی قال حدثنا وکیع عن

ترجمہ: حدیث سابق والا ہے اور اس حدیث کے عبداللہ بن احمد سے لے کر آخر تک روایت گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں

عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال ابن مسعود: الا اصلی بکم صلاۃ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیه الامرۃ. (التمہید از ابن عبدالبر 9 ص 215)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سترھویں سند:

امام عقیلی ضعفاء کبیر میں کہتے ہیں۔

ماحد ثناه علی بن عبدالعزیز و محمد بن اسماعیل و محمد بن جعفر بن محمد قالو احدثنا اسحاق ابن ابراهیم، حدثنا محمد بن جابر السحیمی، عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ابی بکر و عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند الاستفتاح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، حضرت ابوبکر (صدیق) حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(کتاب الضعفاء کبیر عقیلی 4 ص 42)

اس حدیث میں صرف محمد بن جابر پر اعتراض ہے جس کی توثیق ہم

گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں مثلاً ص 85 تا 88 تک۔
اب حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہویں سند:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت خلف رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وابى بكر و عمر فكانوا يرفعون ايديهم اول الصلاة ثم لا يعودون

ترجمہ: سابق حدیث والا ہے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 496)

اس سند میں بھی محمد بن جابر پہ اعتراض ہے جو کہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انیسویں سند:

امام مجتہد فقیہ رئیس المحدثین امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں:

اخبرنا سفيان الثورى قال حدثنا حصين عن ابراهيم عن عبدالله ابن مسعود انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلاة:

حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز کی ابتداء میں ہی رفع یدین کرتے تھے۔

(کتاب الحجۃ علی اھل المدینہ 1 ص 97)

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ثبت ہیں۔ حضرت سفیان ثوری کا ترجمہ

ص 49 پر ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل ص 54 پر ہیں۔

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کے متعلق ابن کثیر نے لکھا ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں جب آپ سے قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقلمند نہیں دیکھا آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں آپ نے فرمایا حضرت محمد بن حسن رحمتہ اللہ علیہ کی کتب سے۔ (البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 10 ص 693)

امام جرح و تعدیل ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الامام محمد بن حسن الشیبانی۔

جن محدثین سے آپ نے حدیث روایت کی ہے مسعر بن کرام، مالک بن مغول، عمر بن ذر الھمدانی، سفیان الثوری، اوزاعی، مالک بن انس، آپ نے امام مالک کو ایک مدت تک ملازم پکڑے رکھا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے بعد عراق میں فقہ کی انتہا آپ پر ہی ہوتی ہے اور بہت سے ائمہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم لی ہے اور آپ نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور آپ ذکی عالم ہیں اور وہ ائمہ جنہوں نے آپ سے روایت کی ہے (یعنی آپ کے شاگرد ہیں)۔ حضرت امام شافعی، ابو عبید القاسم بن سلام ہشام بن عبید اللہ رازی، علی بن مسلم طوسی، عمرو بن ابی عمرو، امام یحییٰ بن معین، محمد بن سماعۃ، یحییٰ بن صالح لوحاظی اور کئی لوگ، احمد بن عطیہ نے کہا میں نے ابو عبید سے سنا کہتے تھے کہ میں نے آپ سے زیادہ

فصیح کسی کو نہیں دیکھا، ربیع نے کہا میں نے امام شافعی سے سنا آپ نے فرمایا میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کا بوجھ علم حاصل کیا ہے، یحیٰی بن معین نے کہا میں نے آپ سے آپ کی کتاب جامع صغیر لکھی ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ امام محمد بن حسن نے فرمایا کہ میں امام مالک کے پاس تین سال تک ٹھہرا رہا اور میں نے سات سو سے زیادہ حدیثیں سنی ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ جب امام محمد علیہ الرحمۃ امام مالک علیہ الرحمۃ سے حدیث بیان کرتے تو شاگردوں سے گھر بھر جاتا تھا۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

مناقب الامام ابی حنفیہ وصاحبیہ

للذہبی علیہ الرحمۃ ص 51 تا 55

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحیٔ لکھتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب تینوں کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو مخالف کی بات نہ سنی جائے پوچھا گیا وہ تینوں کون ہیں فرمایا ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی (علیہم الرحمۃ)

کان من بحور العلم الفقه قویا فی مالک.	آپ علم وفقہ کا سمندر ہیں اور امام مالک سے روایت حدیث میں قوی ہیں

عبداللہ بن علی المدینی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علی مدینی نے کہا آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔ نحویہ نے کہا ہم آپ کو ابدال سمجھتے تھے، ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے پوچھا یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے سیکھے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا محمد بن حسن کی کتابوں سے۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ، مقدمہ التعلیق المجد شرح موطا امام محمد ص 29-30۔

حضرت حصین کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

حصین:

حصین بن عبدالرحمن ابو الھذیل السلمی الکوفی۔

قال احمد: ثقة مامون من کبار الحدیث قال احمد العجلی ثقة ثبت:

امام احمد نے فرمایا یہ راوی ثقہ مامون ہے کبار محدثین میں سے ہے۔ امام احمد العجلی نے کہا یہ راوی ثقہ ثبت ہے

قال ابن ابی حاتم: سالت اباز رعة عنه، فقال ثقة قلت حجة؟ قال: ای واللہ قال ابو حاتم ثقة.

امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے ابوزرعہ سے اس راوی کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا یہ راوی ثقہ ہے میں نے کہا کیا یہ حجت بھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ حجت ہے۔ امام ابو حاتم نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔

امام ذھبی کہتے ہیں:

فھو من الثقات.

امام ذھبی نے کہا یہ راوی ثقات میں ہے۔

(میزان الاعتدال 1 ص 552-551)

تو اس سند کے تمام روایت ثقہ ثبت ہیں تو یہ حدیث موقوف صحیح حدیث ہے۔

اعتراض: اس سند میں انقطاع ہے:

کیونکہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں نہ ہی ملاقات ثابت ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

قال له الاعمش اذا حدثتنی فاسند فقال اذا قلت لک قال

امام اعمش نے حضرت ابراہیم نخعی سے عرض کیا کہ جب آپ مجھے حدیث

عبدالله فلم اقل ذلک حتی حدثنیه جماعة عن عبدالله واذا قلت حدثنی فلان عن عبدالله فهو الذی حدثنی.
(طحاوی شریف 1 ص 164)

بیان کریں تو اس کی سند بیان کیا کریں تو حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب میں تجھے کہوں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا یعنی (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے تو یہ میں اس وقت کہتا ہوں کہ جب حضرت عبداللہ سے مجھے محدثین کی پوری ایک جماعت بیان کرتی ہے۔ تو جب میں کہوں کہ حضرت عبداللہ سے فلاں نے بیان کیا تو وہی ایک شخص ہوتا ہے۔

اسی طرح امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی اعتراف کیا ہے۔

امام بیہقی اپنی سند سے حضرت یحییٰ بن معین علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

مرسلات ابراهیم صحیحة.

یعنی مرسلاتِ ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ صحیح ہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی 1 ص 148)

اسی طرح بالفاظ متقاربہ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی امام اعمش سے روایت کی ہے۔ (دیکھئے، کتاب العلل ترمذی 2 ص 237)

تو اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی حدیث روایت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ثابت اور صحیح ہو۔ پس ثابت ہوا کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے اور اپنے مدلول

میں مرتج ہے کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے سوائے پہلی تکبیر کے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیسویں سند:

مصنف ابن ابی شیبہ سے:

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراھیم عن عبداللہ انه کان یرفع یدیه فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعهما.

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اس حدیث کے بھی تمام راوی ثقہ ہیں۔ حضرت وکیع کا ترجمہ ص 48 پر ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ باقی دو راویوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مسعر:

مسعر بن حبیب الجرمی ابو الحارث بصری ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 2 ص 176)

ابو معشر:

زیاد بن کلیب الحنظلی ابو معشر الکوفی ثقہ ہے۔

(تقریب التہذیب 1 ص 323)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ تو یہ حدیث بھی صحیح ہے اور قابل احتجاج ہے۔ اس سند کے پہلے راوی امام ابن ابی شیبہ ہیں جو ثقہ ثبت ہیں اور

حجت ہیں ان کا ترجمہ گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکا ہے وہاں ہی ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکیسویں سند:

حدثنا اسحاق عن حصین عن عبدالرزاق عن حصین عن ابراهیم ان ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شئی ثم لا یرفع بعد

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے (المعجم الکبیر للطبرانی جزء التاسع ص261)

اس حدیث کے پہلے راوی امام طبرانی ہیں جو انتہائی درجہ کے ثقہ اور حدیث کے جلیل القدر امام ہیں۔

امام ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ طبرانی حافظ امام علامہ حجت بقیۃ الحافظ ہیں۔ اس کے بعد امام ذھبی نے آپ کا طویل ترجمہ بیان کیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ جزء3 ص85)

اس کے دوسرے راوی امام اسحاق بن ابراہیم ہیں۔

اسحاق بن ابراهیم الدبری صاحب عبدالرزاق بقدر الحاجة. وقد احتج بالدبری ابو عوانة فی صحیحه وغیره واکثر عنه الطبرانی. وقال الدار قطنی فی روایة الحاکم صدوق. (میزان الاعتدال 1 ص181)

یعنی اسحاق بن ابراہیم امام عبدالرزاق کے شاگرد ہیں اور امام ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ان سے احتجاج کیا ہے اور امام طبرانی نے آپ سے اکثر حدیثیں بیان کی ہیں اور امام دارقطنی نے امام حاکم کی روایت میں کہا ہے کہ یہ صدوق ہے یعنی سچا راوی ہے۔

اس حدیث کے تیسرے راوی امام عبدالرزاق ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عبدالرزاق بن ہمام:

بن نافع الحافظ الکبیر ابو بکر الحمیری مولاھم الصنعانی صاحب التصانیف:

آپ نے عبید اللہ بن عمر ابن جریج، ثور بن یزید، معمر اوزاعی، ثوری اور خلق کثیر سے آپ نے روایات بیان کی ہیں اور آپ سے جنہوں نے روایات بیان کی وہ یہ ہیں۔ (یعنی آپ کے شاگرد حضرات) حضرت امام احمد بن حنبل، امام اسحاق، امام ابن معین امام ذہلی، امام احمد بن صالح، امام رمادی، امام اسحاق بن ابراہیم الدبری اور کئی حضرات ہیں۔ بقدر الحاجۃ۔ امام ذہبی کہتے ہیں کہ:

قلت وثقہ غیر واحد وحدیثہ مخرج فی الصحاح.	میں کہتا ہوں (یعنی ذہبی) کہ امام عبدالرزاق کو کثیر لوگوں نے ثقہ کہا ہے اور بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد کے راوی ہیں۔
(تذکرۃ الحفاظ جزء اول ص 266-267)	بقدر الحاجۃ ملخصاً

اس حدیث کے چوتھے راوی حصین بن عبدالرحمٰن ہیں جن کا ترجمہ ص 104 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بائیسویں سند:

حدثنا محمد بن عبداللہ	ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔

الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا
ابو الاحوص عن حصین عن
ابراهیم قال: کان عبداللہ لا
یرفع یدیہ فی شئی من الصلاۃ (المعجم الکبیر طبرانی ص 261 ج ۹، التاسع)
الافی التکبیرۃ الاولی.

اس سند کے پہلے راوی محمد بن عبداللہ الحضرمی ہیں۔ جن کے متعلق امام ذھبیؒ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

الحافظ مطین محدث الکوفۃ الخ بقدر الحاجۃ آخر میں امام ذھبی فرماتے ہیں۔

قلت مطین: وثقہ الناس. کئی لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔
(میزان الاعتدال 3 ص 107)

اس سند کے دوسرے راوی:

<u>احمد بن یونس:</u> ہیں جن کا پورا نام یہ ہے۔

احمد بن عبداللہ بن یونس بن عبداللہ بن قیس التمیمی الیربوعی الکوفی وقد ینسب الی جدہ۔

امام احمد بن حنبل نے آپ کو شیخ الاسلام کہا۔
امام ابو حاتم نے کہا آپ ثقہ متقن ہیں۔
امام نسائی نے کہا آپ ثقہ ہیں۔
امام ابن سعد نے کہا آپ ثقہ صدوق ہیں۔ صاحب سنت و جماعت ہیں۔
امام عجلی نے کہا آپ ثقہ صاحب سنت ہیں۔ (ملخصاً بقدر الحاجۃ)

اور امام احمد بن یونس صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب 1 ص35)

اس سند کے تیسرے راوی جناب ابو الاحوص ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

محمد بن الہیثم بن حماد بن واقد الثقفی ، الخ المعروف بابی الاحوص ، الخ

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ابن عقدہ نے ابن خراش سے روایت کیا ہے آپ ثقہ ثبت ہیں دارقطنی نے کہا آپ حفاظ حدیث میں سے ایک امام ہیں اور آپ نے یہ بھی کہا کہ آپ ثقہ مامون حافظ ہیں۔ خطیب نے کہا کہ اہل فضل ہیں۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے اور کہا ہے آپ مستقیم الحدیث ہیں۔ امام مسلمہ بن قاسم نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ بقدر الحاجۃ ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص318-319)

اس سند کے چوتھے راوی جناب حصین بن عبدالرحمٰن ہیں ان کا ترجمہ ص106 پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہو چکا ص81 پر دیکھیں۔ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا حجاج بن المنہال ثنا حماد بن سلمۃ عن حماد عن ابراہیم عن عبداللہ بن مسعود انہ کان اذا

ترجمہ سابق حدیث والا ہے۔

دخل فی الصلاۃ رفع یدیہ ثم لا یرفع بعد ذلک۔ (المعجم الکبیر طبرانی جز التاسع ص 261)

اس سند کے پہلے راوی علی بن عبدالعزیز ہیں۔

علی بن عبدالعزیز:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ آپ نے حسین بن معلم، ابی یحییٰ عبادۃ بن مسلم الغزاری وعبدالرحمٰن بن حمید الرواسی وکثیر بن قعنبر ومساور بن یحییٰ التمیمی وابی صالح المکی وغیرہم سے آپ نے روایات کی ہیں اور آپ سے مروان بن معاویہ واسماعیل بن ابان الوراق ونصر بن مزاحم المنقری وغیرھم نے روایات کی ہیں۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔

حجاج بن منہال۔ الانماطی ابومحمد السلمی: بقدر الحاجۃ۔

امام احمد نے کہا حجاج بن منہال ثقہ ہیں۔ ماری بہ باسا۔ آپ کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابو حاتم نے کہا آپ ثقہ فاضل ہیں۔ امام عجلی کہتے ہیں۔ آپ ثقہ آدمی صالح ہیں۔ امام نسائی نے کہا کہ آپ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ ان قانع نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں۔ امام فلاس نے کہا کہ میں نے آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 447)

اس سند کے تیسرے راوی حماد بن سلمۃ ہیں۔

حماد بن سلمۃ:

بن دینار البصری ابوسلمۃ۔

ثقة عابد، اثبت الناس في ثابت. | کہ حماد بن سلمہ ثقہ عابد بلکہ اثبت الناس ہیں۔ ثابت میں۔

(تقریب التہذیب 1 ص238)

اس سند کے چوتھے راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں جن کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔ اس سند کے پانچویں راوی حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں جن کا ترجمہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ مثلاً ص 81 پر دیکھیں تو اس سند کے بھی تمام راوی ثقہ صحیح ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوبیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابی اسرائیل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع رسول الله (صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) وابی بکرؓ وعمرؓ (رضي الله عنهما) فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلاة وقد قال محمد فلم يرفعوا ايديهم بعد التكبيرة الاولى۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر (فاروق اعظم) رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی کسی نے بھی سوائے پہلی بار کے پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔

(مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص36)

اس سند کے پہلے راوی صاحب مسند ہیں جو کہ جلیل القدر امام ہیں ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

ابو یعلی احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن بلال تمیمی موصلی:

ابو یعلی جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ علی بن جعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر محدثین کے شاگرد ہیں۔

ابن حبان، ابو حاتم اور ابو بکر اسماعیلی ان کے شاگرد ہیں مخلوق کو ان کے صدق، دیانت اور حلم وتقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا موصل کے تمام بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنی تصنیف و ترویج علم میں نیت صالح رکھتے تھے۔ محض حسبۃً للہ علم حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

(ملخصاً از بستان المحدثین۔ مؤلف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ص 60)

اس سند کے دوسرے راوی اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔

اسحاق بن ابی اسرائیل:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اسحاق بن ابی اسرائیل الامام الحافظ الکبیر محدث بغداد ابو یعقوب بن ابراہیم المروزی۔ آپ نے شریک وحماد بن زید و جعفر بن سلیمان و کثیر بن عبداللہ الایلی اور کئی لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ادب المفرد میں اور ابو العباس السراج و ابو یعلی الموصلی اور بہت سے لوگوں نے اس سے روایات بیان کی ہیں۔

عبدوس بن عبداللہ النیشاپوری نے کہا کہ اسحاق بن ابی اسرائیل بہت بڑا حافظ ہے اور حفظ و ورع میں اس کی مثل نہیں ہے۔ ابو القاسم البغوی نے کہا کہ ثقہ

ہے مامون ہے۔ صالح جزرة نے کہا صدوق ہے یعنی سچا ہے۔

(ملخصا از تذکرہ الحفاظ 2 ص 54)

اس سند کا تیسرا راوی محمد بن جابر ہے اس کا ترجمہ بالتفصیل ص 85 تک ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چوتھا راوی حماد بن ابی سلیمان ہیں ان کا ترجمہ ص 80 پر دیکھیں۔ اس سند کا پانچواں راوی امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ ہیں ان کا ترجمہ ص 81 پر ملاحظہ کریں۔ اس سند کا چھٹا راوی حضرت علقمہ ہیں ان کا ترجمہ ص 53 پر دیکھیں۔

الغرض اگر غیر مقلدین دیانت و امانت کے ساتھ اس کو دیکھیں تو ضرور اس کو صحیح کہیں گے۔ مگر اذا فاتک الحیاء فافعل مشئت۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پچیسویں سند:

حدثنا زهير، حدثنا وكيع، حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب، عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة، قال قال ابن مسعود الا اصلی بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال فصلى بهم فلم يرفع يده الامرة۔

حضرت علقمہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کے دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی مگر رفع یدین صرف پہلی بار کیا پھر دوبارہ نہیں کیا۔ (مسند ابویعلی موصلی 5 ص 36-37)

اس سند کے پہلے راوی امام ابویعلی موصلی ہیں جن کا ترجمہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ دوسرے راوی امام زہیر ہیں جو کہ زبردست ثقہ ہیں۔

زہیر بن حرب بن شداد الحرشی ابوخیثمہ:

امام ابن معین نے آپ کو ثقہ کہا۔ امام ابوحاتم نے کہا صدوق یعنی سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا اثبت ہے۔ امام نسائی نے کہا آپ ثقہ مامون ہیں۔ حسین بن فہم نے کہا آپ ثقہ ثبت ہیں۔ ابوبکر خطیب نے کہا آپ ثقہ ہیں ثبت ہیں۔ حافظ متقن ہیں۔ ابو قانع نے آپ کو ثقہ ثبت کہا۔ ابوحاتم نے کہا ثقہ ہے اور سچا ہے۔ ابن وضاح نے کہا ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 202-203)

اس سند کے بقیہ رواۃ گزشتہ سطور میں مذکور ہیں۔ مثلاً امام وکیع کا ترجمہ ص 48 پر ہے۔ امام سفیان کا ص 49 پر ہے۔ عاصم بن کلیب کا ص 50 پر ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسود کا ص 52 پر دیکھیں۔ حضرت علقمہ کا ص 53 پر ہے۔

اس سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔ ثبت ہیں تو یہ سند صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھبیسویں سند:

حدثنا ابو خيثمة حدثنا وكيع حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة قال. قال ابن مسعود الا اصلى بكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ؟ فصلى بهم فلم يرفع يديه الامرة.	ترجمہ سابق حدیث والا ہی ہے۔ (مسند ابویعلیٰ موصلی 5 ص 138)

اس سند کے تمام راوی پچھلی سند والے ہیں جن کی توثیق سابقہ سطور میں بیان ہو چکی ہے۔

اور ابو خیثمہ کا اصل نام زہیر بن حرب ہے جو کہ پچھلی سند کا پہلا راوی ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستائیسویں سند:

حدثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا
لوين ثنا اسحاق بن ابی اسرائيل
ثنا محمد بن جابر عن حماد عن
ابراهيم عن علقمة عن عبدالله.
قال صليت مع رسول الله صلي
الله تعالیٰ عليه وسلم وابی بكر
و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند
استفتاح الصلاة. (کامل ابن عدی الجزء السادس ص152)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں۔ سوائے لوین کے۔

ان کا پورا نام:

محمد بن سلیمان لوین ہے:

محمد بن سليمان بن حبيب الاسدى ابو جعفر لقبه لوين بالتصغير: ثقة من العاشرة.

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ محمد بن سلیمان لوین ثقہ راوی ہے۔ (تقریب التہذیب 2 ص82)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھائیسویں سند:

حدثنا سليمان بن الربيع البرجمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

حدثنا كادح بن رحمة حدثنا سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الاريكم صلاة رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم فکبر ورفع یدیه مرة واحدة.

تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پھر آپ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کی اور رفع یدین کیا۔ ایک ہی بار (یعنی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا)۔
(تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 320)

اس سند کا پہلا راوی:

امام ابوبکر خطیب بغدادی:

ہے جو کہ حدیث اور جرح و تعدیل کا امام ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے نام و نسب یہ ہے احمد بن علی بن ثابت بن احمد۔ ان کے والد کو بھی علم حدیث سے مناسبت تھی۔ اس وجہ سے اس شریف فن کے طلب کرنے میں ان کو تحریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں آپ مغرب کے وقت سے بخاری شریف کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دو رات اسی طرح پر کیا تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرأت میں مہارت نادرات میں سے ہے۔ ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں اور بہت ہی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایۂ معلومات کا کام دیتی ہیں۔ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا

کہ کوئی واعظ خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک نہ ذکر کریں جب تک کہ اس کو خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کر لیں۔

(ملخصاً از بستان المحدثین ص 117-118)

اس سند کے دوسرے راوی:

سلیمان بن الربیع البرجمی ہیں:

تیسرے راوی کادح بن رحمۃ ہیں:

قال الازدی غیر کذاب. قال الخطابی کان کادح رفیقی عند جرید الرازی ستین لیلۃ فلم ارہ وضع جنبہ لیلا ولا نھارا.

امام ازدی نے فرمایا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ امام خطابی نے کہا یہ کادح (حضرت) جرید کے پاس ہمارا ساتھی تھا ساٹھ راتیں ہم نے کبھی بھی اس کو آرام کرتے نہیں دیکھا نہ دن کو، نہ رات کو۔

(بقدر الحاجہ، لسان المیزان 4 ص 480)

باقی رواۃ، سفیان سے حضرت علقمہ تک گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتیسویں سند:

اخبرنی الحسن بن علی التمیمی ومحمد بن عبد الملک القرشی قالا اخبرنا عمر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبدالرحمن

اس کا ترجمہ بھی سابقہ سطور میں بیان ہو چکا ہے۔

ویعرف بابن ابی حسان الزیادی

حدثنا اسحاق ابن ابی اسرائیل (تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص224)

حدثنا محمد بن جابر حدثنا

حماد عن ابراهیم عن علقمة عن

عبدالله قال صلیت خلف النبی

صلی الله علیه وسلم وابی بکر و

عمر فلم یرفعوا ایدیهم الا عند

افتتاح الصلاة.

اس سند کے پہلے راوی ابوبکر خطیب بغدادی ہیں جن کا ترجمہ پیچھے بیان ہو چکا ص 123 پر۔ اس سند کے دوسرے راوی:

حسن بن علی تمیمی ہیں:

پورا نام اس طرح ہے۔

الحسن بن علی بن محمد ابوعلی بن المذهب التمیمی البغدادی الواعظ روایة المسند عن القطیعی وروی عن ابن ماسی وابی سعید الحرفی وابن لؤلو الوراق، وعدة.

(ملخصاً: از میزان الاعتدال 1 ص 510)

اس اند کا تیسرا راوی:

عمر بن احمد الواعظ ہے:

ابوحفص بن شاہین محمد بن عمر الداودی نے کہا کہ ابن شاہین شیخ ثقہ ہے ابن ابی الفوارس نے کہا کہ آپ ثقہ مامون ہیں امام ازھری نے کہا

کہ آپ ثقہ ہیں۔ (لسان المیزان 4 ص 284)

اس سند کا چوتھا راوی:

عمر بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان ہے:

جو کہ ابن ابی حسان کے نام سے معروف ہے۔ امام ابوبکر خطیب بغدادی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ (دیکھئے تاریخ بغداد جزء الحادی عشر ص 224)

اس سند کے باقی تمام رواۃ امام اسحاق بن ابی اسرائیل سے لے کر حضرت علقمہ تک سابقہ اوراق میں بیان ہو چکے۔ وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسویں سند:

حدثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط وعبد الوهاب بن عیسی بن ابی حیة قالا نا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر، عن حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال. صلیت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الاولی فی افتتاح الصلاة قال اسحاق به ناخذ فی الصلاة کلها

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین سوائے نماز کی ابتدا کے نہیں کیا۔ امام اسحاق فرماتے ہیں ہم اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں۔

(دارقطنی 1 ص 399-400)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر صرف یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن جابر ضعیف راوی ہے۔ جبکہ محمد بن جابر کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی محدثین موجود ہیں۔ محمد بن جابر کا ترجمہ اور توثیق ص 85 تک ملاحظہ کریں۔

اس سند کے باقی تمام روات پر دارقطنی نے کوئی کلام نہیں کیا۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود کان یرفع یدیه فی اول شئی ثم لا یرفع بعد.

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار رفع یدین کرتے پھر اس کے بعد نہ کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی ثقہ ثبت ہیں اور یہ سند صحیح ہے۔ امام عبدالرزاق کا ترجمہ ص 128 پر دیکھیں۔ امام ثوری کا ترجمہ ص 49 پر۔ حصین بن عبدالرحمٰن کا ترجمہ ص 106 پر امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کا ترجمہ ص 81 پر دیکھیں اور اس سند پر جو انقطاع کا اعتراض ہے وہ ص 107 پر مذکور ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بتیسویں سند:

عبدالرزاق عن ابن عینیة عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود مثله.

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

اس سند کے تمام راوی گذشتہ صفحات میں مذکور ہو چکے سوائے ابن عیینہ کے اور وہ امام المحدثین عظیم الشان جلیل القدر امام ہیں۔ ان کا پورا نام اس طرح ہے۔

سفیان بن عینیہ بن ابی عمران میمون الھلالی ابو محمد الکوفی ثم المکی:

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔

ثقة حافظ فقیه امام حجة ہیں۔ (تقریب التہذیب ملخصاً 1 ص 371)

امام ذہبی میزان میں کہتے ہیں:

سفیان بن عینیه الهلالی احد الثقات الاعلام اجمعت الامة علی الاحتجاج به.

یعنی امام سفیان بن عینیہ ثقہ اماموں میں سے ایک امام ہیں اور پوری امت کا آپکے حجت ہونے پر اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 170۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ)

تو اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینتیسویں سند:

عبدالرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراهیم عن ذلک فقال یرفع یدیه اول مرة.

(مصنف عبدالرزاق 2 ص 71)

امام حماد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ سے اس رفع یدین کے متعلق سوال کیا تو آپنے فرمایا رفع یدین کرتے تھے وہ (یعنی ابن مسعود) صرف پہلی بار۔ (یعنی نماز شروع کرتے وقت)

اس سند کے تمام رواۃ کی توثیق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے یہ سند بھی صحیح ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چونتیسویں سند:

قال محمد اخبرنا الثوری حدثنا

حصین عن ابراھیم عن ابن
مسعود انہ کان یرفع یدیہ اذا
افتتح الصلوۃ۔ (موطا امام محمد ص 90)

اس حدیث کو امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ نے امام ثوری سے روایت کیا ہے۔ اس سند کے تمام رواۃ گذشتہ صفحات میں ذکر ہو چکے ہیں سوائے امام محمد بن حسن شیبانی (علیہ الرحمۃ) کے۔

امام محمد بن حسن شیبانی:

صاحب الامام ابی حنیفۃ۔ آپ نے جن حضرات سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ مسعر بن کدام سفیان الثوری، عمرو بن دینار، مالک بن مغول، امام مالک بن انس، اوزاعی، ربیعہ بن صالح، بکیر، قاضی ابو یوسف وغیرہ اور جن محدثین نے آپ سے روایات بیان کی ہیں یعنی آپ کے شاگرد ہیں۔ (امام الشان)۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی، ہشام بن عبیداللہ الرازی، ابو عبید القاسم بن سلام وعلی بن مسلم الطوسی، وابو حفص الکبیر وخلف بن ایوب وغیرہ۔

امام شافعی نے فرمایا میں نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے آپ سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ ذھبی نے آپ کو احد الفقھاء کہا اور فرمایا کان من بحور العلم والفقہ۔ کہ آپ علم وفقہ کا دریا ہیں۔ امام ابن المدینی نے کہا کہ آپ صدوق ہیں یعنی سچے ہیں۔

(ملخصاً از مقدمہ التعلیق المجد علی موطا محمد ص 30)

علامہ ابن کثیر نے کہا کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح نہیں دیکھا اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو

یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ سے بڑا عقل مند نہیں دیکھا۔ آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا۔ یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت امام محمد بن حسن کی کتب سے۔ آپ نے اور امام کسائی نے ایک ہی دن میں وفات پائی اور رشید نے کہا میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔

(ملخصا از البدایہ والنھایہ 10 ص293-294)

امام شافعی علیہ الرحمۃ امام احمد بن حنبل جیسی جلیل القدر عظیم الشان شخصیات امام محمد بن شیبانی علیہ الرحمۃ کی کتب سے استفادہ کرتے تھے اور شافعی علیہ الرحمۃ تو آپ کے شاگرد رشید بھی ہیں۔ تو جس امام کے اتنے جلیل القدر امام شاگرد ہوں بھلا ان کے ثقہ اور حجت ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے سوائے حاسد کے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پینتیسویں سند:

ابو حنیفة عن ابراهیم عن الاسود ان عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود الی شئی من ذلک ویاثر ذلک عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم. اخرجه ابو محمد	حضرت اسود فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں کرتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے اور آپ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔

البخاری عن رجاء بن عبداللہ
النهشلی عن شقیق بن ابراهیم (جامع المسانید خوارزمی 1 ص 355)
عن ابی حنیفة رضی الله عنه.

اس حدیث کے تمام راوی مذکور ہو چکے ہیں۔ سوائے تین راویوں کے۔
ابو محمد بخاری، رجاء بن عبداللہ نہشلی، شقیق بن ابراہیم بلخی کے۔

ابو محمد حارثی:

امام ذھبی علیہ الرحمۃ تذکرہ میں فرماتے ہیں۔

فیها مات عالم ماوراء النهر و
محدثه الامام العلامة ابو محمد (تذکرۃ الحفاظ 3 ص 49)
عبدالله بن محمد بن یعقوب بن
الحارث البخاری الملقب بالاستاذ
جامع مسند ابی حنیفة الامام.

اس عبارت میں امام ذھبی نے آپ کو محدث امام علامہ ملقب بالاستاذ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔ دوسرے راوی ہیں۔ رجاء بن عبداللہ نہشلی۔
اس کے تیسرے راوی ہیں۔

شقیق بن ابراہیم:

جن کے متعلق امام ذھبی میزان میں کہتے ہیں۔

ولا یتصور ان یحکم علیه بالضعف — یعنی یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کو ضعیف کہا جائے۔

(میزان الاعتدال 2 ص 279)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھتیسویں سند:

امام المحدثین امام جلیل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام حاکم کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن صالح بن هانئ حدثنا ابراهيم بن محمد بن مخلد الضرير حدثنا اسحق بن ابی اسرائيل حدثنا محمد بن جابر اليمامی حدثنا حماد بن ابی سليمان عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع النبی (صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) ومع ابی بكر و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلاة.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے پھر نہ کرتے تھے۔

(اللآلی المصنوعۃ ج 2 ص 17)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینتیسویں سند:

حدثنا عبدالله بن صالح بن عبدالله ابو محمد قال حدثنا اسحاق بن ابراهيم المروزی حدثنا محمد بن جابر السحيمی عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع

ترجمہ وہی سابق ہے۔

رسـول الـله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر و عمر فلم یرفعو ایدیهم الا عند افتتاح الصلوة.

(کتاب المعجم فی اسامی شیوخ ابو بکر اسماعیلی 2 ص 492-493)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اڑتیسویں سند:

قـال ابـو حـاتـم وهو الذی روی حماد عن ابراهیم عن علقمة عن عبدالله قال صلیت خلف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وابـی بکر و عمر فکانوا یرفعون ایـدیهـم فـی اول الـصـلوة ثم لا یعودون اخبرناه محمد بن جعفر بن طرخان قال حدثنا اسحق ابن ابـی اسـرائیـل قال حدثنا محمد بن سیار عن حماد عن ابراهیم.

ترجمہ سابق حدیث والا۔

(کتاب المجروحین من المحدثین و الضعفاء والمتروکین لامام ابن حبان 2 ص 270)

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتالیسویں سند:

حـدثـنا حـماد عن ابراهیم عن علقمة ولا سود عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان لایرفع الا عند افتتاح الصلوة ولا یعود دلشی من ذلک.

اس حدیث کی سند امام موفق بن احمد کی بیان فرماتے ہیں۔

اخبـرنـی تـاج الاسلام ابو سعد اسمعانی فی کتابه اخبرنا ابو

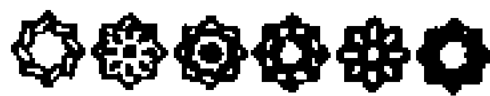
الفرج سعيد بن ابی الرجاء باصبهان اذنا انا ابو الحسين احمد بن محمد الاسكاف قرأة انا الحافظ ابو عبدالله بن منده انا ابو محمد الحارثی انبأ محمد بن ابراهيم الرازی انبأ سليمان بن الشاكونی سمعت سفيان بن عينية يقول اجتمع ابو حنيفة والاوزاعی...... الخ

مناقب الامام الاعظم ابی حنيفة لامام الموفق بن احمد مكی 1 ص 123 حاشيه دراسات الليب فی الاسوة الحسنة بالحبيب از علامه محمد الملقب بالمعين ابن محمد الملقب بالامين السندی ص 205

ترجمہ گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے۔

حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیسویں سند:

محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله ان ابابكر و عمر رضی الله عنهما. (جزء رفع یدین للبخاری ص 63)



ترک رفع یدین

(حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا اور ترک رفع یدین کا مطلب ہے رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ پہلی تکبیر کے وقت یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا اس میں کسی کو اختلاف نہیں، ہاں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کرنا چاہیے کہ نہیں اس میں اماموں کا اختلاف ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ ترمذی شریف ص 59 پر فرماتے ہیں کہ:

کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کئی اہل علم تابعین کرام بھی ترکِ رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں اور یہی عمل ہے سفیان ثوری علیہ الرحمہ اور اہل کوفہ کا.......... ......

امام ترمذی علیہ الرحمہ کے اس فرمان سے کئی باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) کئی صحابہ کرام رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

(۲) کئی تابعین کرام بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(۳) امام سفیان ثوری جو کہ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں انہوں نے بھی ترکِ رفع یدین ہی اپنایا۔

(۴) تمام اہل کوفہ کا رفع یدین نہ کرنا۔

معلوم ہوا، اس مسئلہ میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تنہا نہیں ہیں بلکہ ان کو کئی صحابہ اور تابعین اور تمام اہل کوفہ کی حمایت حاصل ہے بلکہ امام دارالہجرت حضرت سیدنا امام مالک جو کہ مدینہ پاک کے امام ہیں۔ اس مسئلہ میں

وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں ملاحظہ کیجئے۔

مالکی مذہب کی سب سے زیادہ معتمد کتاب مدونۃ الکبریٰ جسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شاگرد رشید محدث فقیہہ مجتہد امام عبدالرحمٰن بن قاسم نے روایت کیا ہے۔

اس مدونۃ الکبریٰ کے 1 ص 68 پر امام عبدالرحمٰن بن قاسم فرماتے ہیں۔

وقال مالک لااعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلاۃ.	کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا نماز کی تکبیر میں نہ جھکتے وقت اور نہ ہی اُٹھتے ہوئے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 مطبوعہ مصر)

امام ابن القاسم مزید فرماتے ہیں۔

کان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام. (مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)	یعنی امام ابن القاسم نے فرمایا کہ تکبیر افتتاح کے بغیر باقی رفع یدین امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ضعیف ہے

غیر مقلد مبارک پوری نے ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ مالکی حضرات کا اعتماد احکام اور فتاویٰ میں مدونۃ الکبریٰ پر ہے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص 215)

امام نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم ص 168 پر فرماتے ہیں۔

وھو اشھر الروایات عن مالک	یعنی امام مالک علیہ الرحمۃ سے سب سے زیادہ مشہور ترین روایت جو ہے وہ ترک رفع یدین کی ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد بھی امام نووی کے حوالے سے امام مالک علیہ الرحمۃ کی یہ روایت درج کرتے ہیں یعنی سب سے زیادہ مشہور روایت امام مالک سے ترک رفع یدین کی ہے۔

(دیکھئے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص186)

ابن رشد مالکی فرماتے ہیں۔

وھو مذھب مالک۔ (بدایۃ المجتہد 1 ص150)

امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین ص 46 پر فرماتے ہیں۔

وکان الثوری ووکیع وبعض الکوفیین لا یرفعون ایدیھم۔ کہ امام سفیان ثوری اور امام وکیع بن جراح اور بعض اہل کوفہ ترک رفع یدین پر عمل کرتے ہیں۔

اسی طرح امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔ دیکھئے امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237۔ بلکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تو ترکِ رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص236۔

اسی طرح امام شعبی علیہ الرحمۃ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 اور امام شعبی علیہ الرحمۃ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ذہبی 1 ص 64۔ اسی طرح امام ابو اسحٰق بھی ترکِ رفع یدین پر عمل کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جناب علی المرتضٰی شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رفع یدین نہیں

کرتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت۔

اسی طرح امام خیثمہ علیہ الرحمۃ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236۔

اسی طرح امام قیس علیہ الرحمہ بھی ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

اسی طرح امام ابن ابی لیلیٰ بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح جلیل القدر تابعی حضرت اسود علیہ الرحمہ اور جلیل القدر تابعی حضرت علقمہ علیہ الرحمہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

(ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

اسی طرح امام ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمۃ جو کہ صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ (طحاوی شریف 1 ص 165)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے سند صحیح کے ساتھ طحاوی شریف 1 ص 163 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ بیہقی شریف 2 ص 79-80، سنن دار قطنی 1 ص 399، کامل ابن عدی ص 337، مسند ابو یعلیٰ موصلی 5 ص 36۔

اسی طرح جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237،

طحاوی شریف 1 ص 164۔

اسی طرح جناب سیدنا حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236، موطا امام محمد ص 90، طحاوی شریف 1 ص 163، مسند امام زید بن علی ص 89۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص 236 موطا امام محمد ص 90۔ اسی طرح کئی اور جلیل القدر امام ترک رفع یدین پر عمل کرنے والے ہیں۔

دیکھا آپ نے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسی زبردست ائمہ دین محدثین کرام تابعین اور کئی صحابہ کرام کی حمایت حاصل ہے اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا جیسا کہ غیر مقلدین کہتے ہیں تو اتنے جلیل القدر ائمہ رفع یدین کو کیوں چھوڑتے۔ ان ائمہ دین کا ترک رفع یدین پر عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان ائمہ دین کے نزدیک رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے بلکہ ترک ثابت ہے۔ اسی لئے امام نسائی علیہ الرحمہ نے جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی جو ترک رفع یدین پر صریح ہے تو اس پر یہ باب باندھا۔

ترک ذالک یعنی رفع یدین کا چھوڑ دینا۔

اسی لئے احناف کثرھم اللہ تعالیٰ نے رفع یدین کو متروک مانا ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین منسوخ ہے اور اس کے نسخ پر بڑے مضبوط ترین دلائل موجود ہیں۔

اسی لئے تو غیر مقلد محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں رفع یدین کی بحث میں لکھتے ہیں کہ رفع یدین کی طرح

ترک رفع یدین بھی سنت ہے۔ (الروضۃ الندیہ ص 94)

نواب صدیق حسن غیر مقلد اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔

ان آخر الامرین ترک الرفع ولایدری مدۃ الترک فیحتمل انه ترکه فی ایام المرضی۔

غیر مقلد صدیق حسن بھوپالی صاحب کہتے ہیں کہ آخر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ ایام علالت میں ایک احتمال یہ بھی ہے۔

(الروضۃ الندیہ ص 95 بقدر الحاجۃ)

اور نواب صدیق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترکِ رفع روایت کیا ہے اس سے آپ نے آخر کا ترک مراد لیا ہے نہ کہ ہمیشہ کا۔ (ص 95 کتاب مذکور)

نواب صاحب کی اس تحریر سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ترک رفع یدین کی روایت کی ہے اس میں ترکِ رفع یدین سے مراد آخر وقت کا ترک ہے یعنی حضور علیہ السلام نے آخر میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

(۲) نواب صاحب نے بھی یہی ایک احتمال پیش کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایام علالت میں رفع یدین ترک کر دیا تھا۔

بس یہی ہم کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ساری زندگی کا رفع یدین ثابت نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رفع یدین ترک کر دیا تھا۔ حیات طیبہ کے کس حصہ میں رفع یدین کو ترک کیا تھا سو نواب صاحب نے اس کی نشاندہی کر دی ہے (یعنی ایام علالت میں)۔

اب امام بخاری علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں آخری فعل کے بارے میں تو سنیے۔

آپ صحیح بخاری 1 ص 96 پر فرماتے ہیں۔

وانما یوخذ بالآخر. یعنی آخری فعل مبارک سے دلیل پکڑی جائے گی۔

بخاری 1 ص 415 پر بھی یہی فرماتے ہیں۔

انما یوخذ بالآخر من فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم. یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری فعل سے دلیل پکڑی جائے گی

تو جناب نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے نشاندہی بھی کر دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر میں رفع یدین چھوڑ دیا تھا۔ اب احادیث مرفوعہ رفع یدین کے ترک پر پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1.

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابو کریب قالنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفۃ عن جابر بن سمرۃ، قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس

ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابو کریب نے ہم سے بیان کیا دونوں نے کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسکنوا فی الصلوٰۃ: بقدر الحاجۃ الخ

ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کیا وجہ ہے میں تم کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

امام مسلم علیہ الرحمۃ اسی حدیث کو دو اور سندوں سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 2.

وحدثنی ابو سعید الاشج قال ناوکیع ح.

اور مجھ کو ابو سعید الاشج نے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا اور ہم نے سند کو تبدیل کیا۔

حدیث نمبر 3.

وحدثنا اسحق بن ابراھیم قال اخبرنا عیسیٰ بن یونس قال جمیعا حدثنا الاعمش بھذا الاسناد نحوہ.

اور ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا کہ ہمیں عیسیٰ بن یونس نے خبر دی وکیع اور عیسیٰ دونوں نے کہا کہ ہم کو اعمش نے گذشتہ اسناد سے حدیث گذشتہ ہی کی طرح بیان کیا ہے۔

تو امام مسلم علیہ الرحمہ نے اس کو تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں رفع یدین فی الصلوٰۃ کی ممانعت ہے۔ تشریح آگے آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

حدیث نمبر 4.

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔

اخبرنا قتیبة بن سعید، قال حدثنا عبثر عن الاعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة، عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال: خرج علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونحن یعنی رافعو ایدینا فی الصلوٰة فقال مابالهم رافعین ایدیهم فی الصلوٰة کانها اذناب الخیل الشمس اسکنوا فی الصلوٰة.

(نسائی شریف 1 ص133)

ہمیں قتیبہ بن سعید نے خبر دی کہ ہم سے عبثر نے بیان کیا انہوں نے اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے تو فرمایا کیا حال ہے ان کا؟ کہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہے ہیں جیسے کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 5.

حدثنا عبدالله بن محمد النفیلی حدثنا زهیر حدثنا الاعمش عن المسیب بن رافع، عن تمیم الطائی عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال دخل علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

ہم سے عبداللہ بن محمد نفیلی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا وہ مسیب بن رافع سے وہ تمیم طائی سے وہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

والناس رافعوا ایدیهم قال زهیر اراه قال فی الصلوة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة.

(ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ 1 ص 150)

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ لوگ نماز میں رفع یدین کررہے تھے تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے کہ تمہارے ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں نماز کے اندر سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 6.

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا ابو معاویة ثنا الاعمش عن مسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ذات یوم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة.

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد (امام احمد نے) انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حدیث بیان کی ابومعاویہ نے۔ کہا ہم سے بیان کی اعمش نے انہوں نے میتب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ایک دن

(مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 451 طبع ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ)

تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 7.

امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا ابو القاسم بن ابی هاشم العلوی وابوبكر بن الحسن القاضی ثنا ابو جعفر بن دحیم ثنا ابراهيم بن عبدالله انبا وكيع عن الاعمش عن المسيب عن جابر بن سمرة (رضى الله عنه) قال رآنا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ونحن رافعى ايدينا فى الصلوٰة فقال اسكنوا فى الصلوٰة.

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 280)

خبر دی ہم کو ابو القاسم بن ابی ہاشم علوی اور ابو بکر بن الحسن القاضی نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابوجعفر بن دحیم نے کہا بیان کیا ہم سے ابراہیم بن عبداللہ نے کہا خبر دی ہم کو وکیع نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے میتب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ سے انہوں نے جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے حضرت جابر بن سمرہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں سکون اختیار کرو۔

حدیث نمبر 8.

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا عبدالله بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا وکیع فذکرہ باسنادہ قال دخل علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ونحن رافعی ایدینا فی الصلوٰة فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة.

خبر دی ہم کو ابوعبداللہ حافظ (یعنی امام حاکم نے) کہا بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے پھر اوپر کی سند کی طرح باقی سند بیان کی کہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جس طرح شریر گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

(سنن کبریٰ بیہقی 2 ص280)

حدیث نمبر 9.

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

روینا عن عبدالله بن مسعود (رضی الله تعالیٰ عنه) انه قال قاروا فی الصلوٰة یعنی اسکنوا فیها

کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قاروا فی الصلوة۔ اس کا معنی ہے

نماز میں سکون اختیار کرو۔

آگے وہ حدیث بیان کی سند کے ساتھ۔

اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ و ابو سعید بن ابی عمر و قالاثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا اسید بن عاصم ثنا الحسین بن حفص عن سفیان قال حدثنی الاعمش عن ابی الضحی عن مسروق قال عبداللہ بن مسعود قاروا فی الصلوٰۃ. (سنن کبریٰ بیہقی 2ص280)	خبر دی ہم کو ابو عبداللہ الحافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو نے دونوں نے کہا بیان کیا ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا بیان کیا ہم سے اسید بن عاصم نے کہا بیان کیا ہم سے حسین بن حفص نے انہوں نے سفیان سے کہا بیان کیا مجھ سے اعمش نے ابو الضحی سے انہوں نے مسروق سے مسروق نے کہا فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں سکون اختیار کرو۔

قارئین محترم: یہ نو(۹) حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ قولی مرفوع ہیں اور ایک جو ابھی بیان ہوئی ہے وہ موقوف ہے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان .... ان تمام احادیث میں ترک رفع یدین پر دلیل ہے کہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کرنا منع ہے۔ رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرنا منع ہے۔ جیسا کہ ان احادیث کے علاوہ آگے اور حدیثیں بھی بیان ہوں گی۔ جو حضرات نماز میں رفع یدین کر رہے تھے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ جو بعض روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ نسخ سے پہلے کا ہے۔

محدث مکہ مفتی مکہ امام کبیر ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔

ولیس فی غیر التحریمة رفع ید عند ابی حنیفة لخبر مسلم عن جابر بن سمرة.	امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں۔ ہے مسلم شریف کی اس حدیث کے مطابق جو کہ جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔

(مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 مکتبہ امدادیہ ملتان)

علامہ محدث بدر الدین عینی رحمتہ اللہ علیہ البنایہ فی شرح الھدایہ میں مسلم کی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

قلت فی الحدیث الاول انکار لرفع الیدین فی الصلاة وامر بالسکون فیها.	آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مسلم میں، نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت ہے اور نماز میں پُر سکون رہنے کا حکم ہے۔

(البنایہ فی شرح الھدایہ 2 ص 296 مکتبہ حقانیہ ملتان)

اسی طرح امام المحدثین امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمہ بھی نصب الرایہ میں اس حدیث شریف سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔ دیکھئے نصب الرایہ بحث رفع یدین میں۔

اس حدیث مبارک پر غیر مقلدین حضرات بہت سے اعتراض کرتے ہیں۔

اعتراض نمبر 1.

کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب جزء رفع یدین میں فرمایا ہے کہ اس حدیث مسلم سے وہی رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑے گا جس کا علم میں حصہ نہیں۔ اسی طرح امام نووی علیہ الرحمۃ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے۔

جواب نمبر 1.

غیر مقلدین حضرات اکثر تحریروں، تقریروں میں امام بخاری علیہ الرحمۃ کا یہ حوالہ دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ سے اس رسالہ کو روایت کرنے والا ایک مجہول شخص ہے محمود بن اسحاق۔ اس کا عادل ہونا ثقہ ہونا معروف ہونا ثابت کرنا غیر مقلدین کے ذمہ ہے۔ ایک مجہول شخص کی بنا پر اس رسالہ کا اعتبار کیونکر کیا جا سکتا ہے۔

اسی لئے امام المحدثین برصغیر پاک و ہند کا بے مثال محدث فقیہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں۔ **کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمعۃ للنسائی** ۔ ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

(بستان المحدثین ص139 مترجم مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

تو جب اس رسالہ کا راوی مجہول شخص ہے تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا۔ یہ اعتراض ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مجہول شخص کا عادل، ثقہ، معروف ہونا بیان کیا جائے۔

جواب نمبر 2.

یہ ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ امام بخاری علیہ

الرحمۃ کا قول ہی ہوگا کوئی (اللہ، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فرمان تو نہیں ہو گا۔ اگر تم اس حدیث پر اعتراض کرنے میں کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہو تو اس کا جواب دینے میں ہم بھی کسی امام کا قول پیش کر سکتے ہیں۔ اگر تم کہو کہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث رفع یدین کی ممانعت پر دلیل نہیں تو ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ امام جمال الدین زیلعی حنفی علیہ الرحمہ۔ امام ملا علی قاری، امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رفع یدین کی ممانعت ہے تم نے بھی امام کا قول پیش کیا ہم نے بھی امام کا قول پیش کیا۔ تو کیوں نہ ہم ان تمام اقوال سے ایک بار صرف نظر کر کے قولِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی غور فکر کر لیں کہ متن حدیث کا تقاضا کیا ہے، متن حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے۔

اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث حالت تشہد میں سلام کرنے کی ممانعت میں ہے جیسا کہ مسلم شریف میں اسی حدیث کے نیچے سلام والی حدیث درج ہے یعنی نیچے والی حدیث یعنی سلام والی حدیث پہلی حدیث کی شرح ہے تو سلام کے وقت ہاتھ اُٹھانے کی ممانعت ہے نہ کہ رکوع والی رفع یدین کی اور یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں۔ کیونکہ محدثین نے اس حدیث کو باب السلام میں نقل کیا ہے۔ یہ ہے وہ مرکزی اعتراض جو وہابیہ کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام محدثین نے اس کو (یعنی نماز میں سکون اختیار کرو) کو باب السلام میں نقل نہیں کیا۔ دیکھئے امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے۔ اسکنوا فی الصلوٰۃ والی حدیث کو باب الخشوع فی الصلوٰۃ میں درج کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی 2 ص 279-280۔

اور وہ حدیث جس میں حالت سلام کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے (باب کراھیۃ الایماء بالید عند التسلیم من الصلوٰۃ) میں ذکر کیا ہے۔ دیکھئے سنن کبریٰ بیہقی شریف 2 ص 181

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔ ترجمہ: (باب سلام کے وقت ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت)۔

پھر مسلم شریف میں جو باب ہے اس میں چار چیزوں کا ذکر ہے۔ **باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ.... الی آخرہ** کہ نماز میں سکون اختیار کرنا اور سلام کے وقت ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنے کی ممانعت اور پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء کو پُر کرنا اور اجتماع کا حکم۔ دیکھئے صحیح مسلم 1 ص 181۔

اب اس باب میں چار چیزوں کا ذکر ہے نہ کہ ایک کا۔

(۱) نماز میں سکون اختیار کرنا۔

(۲) عند السلام ہاتھ کے اشارے سے سلام کی ممانعت۔

(۳) پہلی صفوں کا مکمل کرنا اور خلاء پُر کرنا۔

(۴) اجتماع کا حکم۔

اب ان چار چیزوں کو بغور دیکھو تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ ان میں سے ہر ایک چیز علیحدہ ہے۔

(۱) میں ممانعت رفع یدین۔

(۲) حالت سلام میں اشارہ سے سلام کی ممانعت۔

(۳) میں پہلی صفوں کے مکمل کرنے کا حکم اور خلاء کو پُر کرنا۔

(۴) میں اجتماع کا حکم۔

تو یہ بات غلط ثابت ہوئی کہ اس حدیث مسلم کو ہر محدث نے باب السلام میں نقل کیا ہے۔ اگر کئی ائمہ کرام نے اس حدیث مسلم کو باب السلام میں نقل کیا بھی ہے تو بتاؤ متن حدیث کا اعتبار ہوگا یا کہ امام کے باب باندھنے کا۔ تو ہم حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کرتے ہیں اور غیر مقلدین اماموں کا

باندھا ہوا باب۔ اب حدیث کا منکر کون ہوا۔ یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ امام کا باندھا ہوا باب جو کہ صرف فہم محدث ہے جو کہ محدث کا استدلال ہے اسے آڑ بنا کر متن حدیث کا صاف انکار کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ لوگ اماموں کے باندھے ہوئے باب پر بھی قائم نہیں رہتے مثلاً

امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے سنن ابو داؤد 1 ص 117 پر ایک حدیث درج کی ہے جو ترک رفع یدین کی دلیل ہے وہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا مسدد نا یحیی ابن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیہ مدا۔

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔ (ابو داؤد 1 ص 117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

ہم کہتے ہیں یہ حدیث ترکِ رفع یدین پر دلیل ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ اس پر صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے رکوع کی نفی نہیں۔ ہم غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ دیکھو امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں بیان کیا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث ترک رفع عند الرکوع کی دلیل ہے لیکن یقین جانیے غیر مقلدین حضرات یہاں پر امام کے باندھے ہوئے باب کے بالکل منکر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات اماموں کے باب باندھنے کو بھی نہیں مانتے سوائے اس کے جو باب ان کی طبیعت کے مطابق ہو۔ تو ہم کہتے ہیں کہ جیسے تم کہتے ہو کہ اس حدیثِ مذکور میں رکوع کی نفی نہیں ہے اور امام کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ

الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ اماموں کے باب باندھنے کا اعتبار نہیں بلکہ الفاظ حدیث کا اعتبار ہے اور الفاظ حدیث میں رفع یدین کا ذکر ہے پھر ممانعت کا ذکر ہے۔ اب حدیث اور سند حدیث کو دیکھئے تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں جو کہ غیر مقلدین ایک بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دو مختلف واقعات ہیں جن کو اتحاد واقعہ قرار دیا جاتا ہے غیر مقلدین کی طرف سے۔ ہم پہلے سند کا فرق بتاتے ہیں کہ دونوں کی سند بھی ایک نہیں بلکہ سندیں بھی الگ الگ ہیں۔ جو ترک رفع یدین کی حدیث ہے یعنی (اسکنوا فی الصلوۃ) اس حدیث کو حضرت جابر بن سمرہ صحابی سے روایت کرتے ہیں جناب تمیم بن طرفہ۔ ان سے مسیب بن رافع ان سے اعمش ان سے ابو معاویہ۔

اور یہ حدیث جس میں عند السلام ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ وہ حدیث حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت کرتے ہیں جناب عبید اللہ بن قبطیہ۔ ان سے مسعر ان سے ابن ابی زائد اور سلام والی حدیث کی دوسری سند میں حضرت جابر سے عبید اللہ بن قبطیہ ان سے قرات فراز ان سے اسرائیل ان سے عبید بن موسیٰ ان سے قاسم بن زکریا۔

غور سے دیکھئے کہ یہ ایک ہی سند ہے یا کہ مختلف۔ یہ تو ہوا سند کا فرق۔ اب متن حدیث کی طرف توجہ کیجئے کہ ان دونوں حدیثوں کا متن بھی ایک نہیں، دیکھئے جناب وہ حدیث جس میں رفع یدین کی ممانعت ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم۔

کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ کیا وجہ ہے میں تمہیں ہاتھوں کو اٹھاتے

ہوئے دیکھتا ہوں۔

اور وہ حدیث جس میں سلام کا ذکر ہے اس کا متن اس طرح ہے۔

كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قلنا السلام عليكم ورحمة الله السلام ورحمة الله واشار بيده الى الجانبين.

کہ جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم اس طرح کہتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور آپ نے دونوں طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

اب دیکھئے رفع یدین کے ممانعت والی حدیث میں نہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر ہے نہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ذکر ہے نہ ہی دونوں جانبوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کا ذکر۔

رفع یدین کی ممانعت والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ كانها اذناب خيل شمس اور سلام والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں جن کی بنا پر اسے اتحاد واقعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کو شریر گھوڑوں کی دُمیں قرار دیا ہے اس میں ہاتھ اُٹھانے کا اشتراک ہے کہ دونوں ہی ہاتھ تو اُٹھاتے ہیں بس اسی اشتراک کے لئے دونوں کو ایک ہی لفظ فرمایا۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریر گھوڑے صرف اوپر کو ہی دُم نہیں اُٹھاتے بلکہ دونوں طرف دُم کو حرکت دیتے ہیں۔ اسی لئے دونوں کے حق میں یہ الفاظ درست ہیں۔ یہ دو واقعات ہیں نہ کہ ایک۔ پھر رفع یدین سے ممانعت والی حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

اسكنوا فى الصلوة. نماز میں سکون اختیار کرو۔

اور عند السلام والی حدیث میں یہ الفاظ نہیں بلکہ انہیں سلام پھیرنے کا

طریقہ ارشاد فرمایا۔

انما یکفی احدکم ان یضع یدہ علی فخذہ ثم یسلم علی اخیہ من علی یمینہ و شمالہ.

بے شک تمہیں یہی بات کافی ہے کہ تم اپنا ہاتھ اپنی فخذ پر رکھو پھر دائیں بائیں سلام کہو۔

دیکھا آپ نے کہ جو رفع یدین کر رہے تھے انہیں سلام پھیرنے کا طریقہ نہیں سمجھایا بلکہ انہیں اس کام سے منع کیا اور نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور جو عند السلام ہاتھ اٹھا رہے تھے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ نماز میں سکون اختیار کرو بلکہ سلام پھیرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ تو اس تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو مختلف حدیثیں ہیں۔ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مختلف واقعات ہیں تو ثابت ہوا کہ عند التحقیق یہ حدیث یعنی نماز میں سکون اختیار کرو ترک رفع یدین کی زبردست دلیل ہے۔

اسی لئے تو امام جمال الدین زیلعی علیہ الرحمۃ نے نصب الرایہ میں اور محدث بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے البنایہ فی شرح الھدایہ میں امام محدث فقیہہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کو ترکِ رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح نقایہ 1 ص 78 پر فرماتے ہیں۔

رواہ مسلم و یفید النسخ.

کہ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث رفع یدین کے نسخ کا فائدہ دیتی ہے۔

جبکہ مخالفین اس حدیث کا کوئی جواب نہیں پاتے تو پھر مختلف اعتراض شروع کر دیتے ہیں جو کہ ان کی کمزوری پر دال ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم صرف رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ساری نماز کی بات کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا رکوع نماز میں ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے تو پھر رکوع بھی فی الصلوٰۃ ہے تو اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کے الفاظ ہی تو ہیں۔ یا تو مخالفین انکار کریں کہ رکوع نماز میں نہیں ہے معاذ اللہ۔ اگر رکوع کو نماز میں مانتے ہیں تو پھر اس حدیث میں فی الصلوٰۃ کا ذکر ہی ہے۔ رفع یدین خواہ رکوع کے وقت ہو یا سجدہ کے وقت یا حالت تشہد میں اس سے ممانعت واضح ہے۔

اعتراض:

پھر تم نماز وتر میں رفع یدین کیوں کرتے ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ وتر میں رفع یدین کی ممانعت کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ بخلاف رکوع و بعد الرکوع کے کہ اس کی ممانعت میں کئی احادیث وارد ہیں۔ جیسا کہ ایک تو یہی حدیث دلیل ہے اور اکثر روایات کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو سر دست ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے اور کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے، ملاحظہ کریں۔ مالکی حضرات کی سب سے زیادہ معتبر کتاب مدونۃ الکبریٰ میں امام عبدالرحمٰن بن قاسم، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سند صحیح سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 10.

ابن وھب عن مالک بن انس	ابن وھب مالک بن انس سے وہ ابن
عن ابن شھاب عن سالم بن عبد	شہاب زہری سے وہ سالم بن عبداللہ

الله عن ابيه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح التکبیر للصلاۃ۔
(مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 مطبوعہ مصر)

سے وہ اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے کندھوں تک جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

یہ حدیث ترک رفع یدین پر دلیل ہے۔ اس پر یہ اعتراض کہ اس میں صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ آگے رکوع کی نفی نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام عبدالرحمٰن بن قاسم نے جو کہ فقہ مالکی کے محدث مجتہد ہیں۔ انہوں نے اس حدیث سے رکوع والی رفع یدین پر ترک کی دلیل قائم کی ہے۔ کیا اتنے بڑے امام کو علم نہیں تھا کہ اس میں رکوع کا ذکر نہیں ہے اور میں اس کو ترک رفع یدین عند الرکوع پر بطور دلیل پیش کر رہا ہوں اتنے بڑے امام کا اس حدیث کو ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا دلیل ہے کہ اس میں ماسوائے شروع کے باقی رفع یدین پر ممانعت ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ایک ضابطہ مشہور ہے۔
(ویسے غیر مقلدین کسی ضابطے کے پابند نہیں ہوتے)

تقدیم ما حقه التاخیر یفید الحصر.

کہ جس کا حق تاخیر تھا اگر اس کو مقدم کر دیا جائے تو کلام میں معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔

دیکھئے شرط مقدم ہوتی ہے جزا مؤخر ہوتی ہے۔ اگر جزا کو مقدم کر دیا جائے اور شرط کو مؤخر کر دیا جائے تو معنی حصر کا پیدا ہو جاتا ہے۔ تو سنیئے جناب اس

حدیث میں كان يرفع يديه یہ جزا ہے جو مقدم ہے۔ اذا افتتح التكبير للصلاة یہ شرط ہے جسے مؤخر کیا گیا ہے یعنی شرط پہلے ہونی چاہیے تھی اور جزا بعد میں۔ لیکن یہاں یہ جزا کو مقدم کیا گیا ہے اور شرط کو مؤخر اب معنی حصر کا پیدا ہو گیا یعنی صرف شروع میں ہی رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

تو اگر اس حدیث میں آگے رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہوتا تو امام ابن القاسم اس کا بھی ذکر کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث ترکِ رفع یدین پر دلیل ہے اور پھر امام مالک رحمتہ اللہ علیہ خود بھی تو رفع یدین نہیں کرتے تھے تو یہ حدیث خود ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔

تو ثابت ہوا کہ رکوع والی رفع یدین پر ممانعت کی احادیث ہیں بخلاف وتر کے اس کی ممانعت پر ایک بھی دلیل نہیں ہے پھر صحابہ جو نماز پڑھ رہے تھے وہ نہ تو وتر کی نماز تھی نہ ہی عید کی نماز تھی۔

وتر کی نماز تو اس لئے نہیں تھی کہ یہ دن کا واقعہ ہے اور وتر دن کو نہیں پڑھے جاتے بلکہ وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے ہوتا ہے۔ دیکھئے مسند امام احمد 4 ص 451 کا یہ دن کا واقعہ ہے۔ مسند کے یہ الفاظ ہیں۔

خرج علینا رسول الله صلى الله تعالىٰ علیه وسلم ذات یوم. کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے

تو معلوم ہوا کہ یہ وتر کی نماز نہیں تھی۔ عید کی نماز اس لئے نہیں تھی کہ اگر عید کا واقعہ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام بن کر نماز پڑھا رہے ہوتے اور صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی ہوتے۔ لیکن یہاں یہ ہے کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہ کی نماز بھی نہیں تھی تو کون سی نماز تھی۔

ظاہر ہے کہ دن کی نمازوں میں سے کوئی نماز تھی۔ اس میں رفع یدین سے منع کیا تو معلوم یہ ہوا کہ نہ تو وتر میں رفع یدین منع ہے، نہ عید میں بلکہ ان کے سوا نمازوں میں رکوع جاتے وقت سر اُٹھاتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین منع ہے اور یہ حدیث مسلم اسی کی ممانعت پر دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حدیث نمبر 11.

حدثنا الحمیدی قال ثنا (سفیان)[1] ثنا الزھری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ عن ابیہ قال: رائیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا ارادان یرکع وبعد مایرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی تو ہاتھ اُٹھائے کندھوں تک اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد آپ نے رفع یدین نہیں کیا اور نہ ہی دو سجدوں کے درمیان۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 حدیث نمبر 614 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث میں ترکِ رفع یدین کتنی واضح ہے وہ بھی عند الرکوع اور بعد الرکوع کے ذکر کے ساتھ۔

---

[1] مسند حمیدی مطبوعہ بیروت لبنان میں حروف جوڑنے والے کی غلطی سے اس سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اصل سند میں سفیان کا واسطہ ہے۔ ہم نے یہ سند ایک قلمی نسخہ سے درج کی ہے۔

حدیث نمبر 12.

محدث المکہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ موضوعات کبیر فرماتے ہیں۔

وحدیث اورده البیهقی فی الخلافیات من روایة عبدالله بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزهری عن سالم عن ابیه ان النبی علیه السلام کان یرفع یدیه الخ ثم لایعود. قلت وقد صح عنه خلاف ذلک فیحمل علی نسخ الاول فتامل فقول ابن القیم من شم روائح الحدیث علی بعد شهد بالله انه موضوع، مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ الموضوعات ص175)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے خلافیات میں عبداللہ بن عون خراز سے روایت کی ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے پھر دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی روایت ہے (یعنی رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو پہلی حدیث کو اس حدیث سے منسوخیت پر محمول کیا جائے۔

پس غور وفکر کریں کہ ابن قیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بُو سونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ پس ابن قیم کا جواب ہو گیا ہے۔ یعنی ملا علی قاری نے ابن قیم کا رد کیا ہے جو کہ ابن قیم نے اس

حدیث پر موضوعیت کا اعتراض کیا ہے کہ یہ اعتراض غلط ہے بلکہ پہلی حدیث کو یعنی رفع یدین کرنے والی حدیث کو رفع یدین نہ کرنے والی حدیث سے منسوخ مانیں گے یعنی رفع یدین نماز میں یہ پہلے کا عمل ہے۔ بعد میں متروک ہوا یہی اس حدیث کا مطلب ومفہوم ہے۔ غیر مقلدین جو ابن قیم کی تقلید میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ ذرا انصاف کے ساتھ موضوع حدیث کی تعریف کریں پھر دیکھو کیا یہ حدیث موضوع ہے ہرگز نہیں۔

حدیث نمبر 13.

امام المحدثین امام نسائی علیہ الرحمۃ اپنی سندِ صحیح کے ساتھ حدیث درج فرماتے ہیں جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح حدیث ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اخبرنا سوید بن نصر قال حدثنا عبدالله بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن الرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله. قال الا اخبرکم بصلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد.

(نسائی شریف کتاب الصلوٰۃ باب ترک ذلک 1 ص 117)

ہمیں خبر دی سوید بن نصر نے انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے سفیان سے۔ انہوں نے عاصم بن کلیب سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ بتلاؤں؟ علقمہ نے کہا پھر آپ کھڑے ہوئے (اور نماز نبوی پڑھ کر دکھانے لگے) تو

آپ نے صرف پہلی بار (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ نے ہاتھ اُٹھائے اس کے بعد دوبارہ رفع یدین نہ کیا۔

یہ حدیث صحیح حدیث ہے اور کئی حضرات نے اس حدیث کی صحت کو بیان کیا ہے جیسا کہ آپ آئندہ اوراق میں ملاحظہ کریں گے۔

حدیث نمبر 14.

امام نسائی علیہ الرحمۃ یہی حدیث ایک اور سند ثقہ سے بیان کرتے ہیں۔

اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله انه قال الا اصلی لکم صلوة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلم یرفع یدیه الامرة واحدة. (سنن نسائی 1 ص120)	ہمیں محمود بن غیلان مروزی نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی تو سوائے ایک (پہلی) مرتبہ کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

قارئین کرام! یہ دو حدیثیں بھی صحیح اور ترک رفع یدین پر صریح ہیں۔ بہت سے حضرات نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جن میں خود غیر مقلدین کے اپنے محدث علماء موجود ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن کہا۔ دیکھئے ترمذی 1 ص59 غیر مقلدین کا محدث ابن حزم کہتا

ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (محلی[1] ابن حزم 3 ص 4)

غیر مقلدین کے ایک اور علامہ محدث احمد شاکر صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی بتحقیق وشرح احمد شاکر صاحب 2 ص 41)

غیر مقلدین کا ایک اور محدث مولوی عطاء اللہ امرتسری کہتا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ بعد چند سطور لکھتے ہیں۔ ضرور کئی محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے تعلیقات سلفیہ علی سنن نسائی 1 ص 123)

غیر مقلدین کا ایک اور علامہ محدث ناصر الدین البانی صاحب نے اس حدیث کو چار بار صحیح کہا ہے۔ (دیکھئے ناصر الدین البانی کی صحیح ابو داؤد صحیح ترمذی، صحیح نسائی، مشکوۃ بتحقیق ناصر الدین البانی 1 ص 254 بیروت حدیث نمبر 8,9)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب لآلی المصنوعہ 2 ص 18 پر اس حدیث کی صحت امام دار قطنی اور ابن القطان کی طرف سے نقل ہے) ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور امام ابو داؤد جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے)۔

تو قارئین کرام دیکھا آپ نے کہ اس حدیث کو کتنے حضرات نے صحیح کہا ہے لیکن موجودہ غیر مقلدین حضرات بالکل اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر غیر مقلدین حضرات بنظر انصاف دیکھیں تو اس حدیث کو ضرور صحیح مانیں گے۔ غیر مقلدین حضرات اصول حدیث کے اعتبار سے اس کی سند کو دیکھیں انشاء اللہ تعالیٰ اصول حدیث کے اعتبار سے یہ حدیث ضرور صحیح ہے۔ اسی

[1] ابن حزم غیر مقلد نے محلی ابن حزم کے ص 4 جلد 3 پر۔ اس حدیث کو دوبارہ صحیح کہا ہے۔

فائدہ:۔ ائمہ محدثین کے نزدیک موضوع حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو۔ تو اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے غیر مقلدین کو چاہیے کہ زور لگا کر اس کی سند میں سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لئے تو جلیل القدر اماموں نے اس کو بیان کیا ہے۔

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ضعیف کہا ہے بالکل جھوٹ ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر یہ بات سچ ہے تو غیر مقلدین امام بخاری کی کسی کتاب کی نشان دہی کریں۔

غیر مقلدین حضرات کا یہ کہنا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں خود اس حدیث کو روایت کیا ہے اگر آپ اس کو ضعیف سمجھتے تو اس کو روایت کیوں کرتے جبکہ غیر مقلدین کا علامہ شوکانی امام سیوطی علیہ الرحمہ سے ناقل ہے کہ:

کل ما کان فی مسند احمد فهو مقبول. مسند امام احمد کی ہر حدیث قبول ہے۔ (1 ص 20)

اور دنیا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کی کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جس میں انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہو۔ اگر کسی غیر مقلد کو امام احمد کی کوئی ایسی کتاب مل جائے تو نشاندہی کریں۔

الغرض یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند ثقہ ترین ہے اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ رکوع والی رفع یدین ترک کر دی گئی تھی۔

حدیث نمبر 15.

حدثنا محمد بن الصباح البزار ناشریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن البراء. ان رسول الله صلی الله

ہم سے محمد بن صباح بزار نے بیان کیا ہے کہ خبر دی ہم کو شریک نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن

تعالیٰ علیه وسلم کان اذا افتتح الصلوة رفع یدیه الی قریب من اذنیه ثم لا یعود.
(ابوداؤد شریف 1 ص116)

عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اُٹھاتے پھر دوبارہ رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اس حدیث پر امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے سکوت کیا ہے اور امام ابوداؤد علیہ الرحمہ جس حدیث پر سکوت کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتی ہے دیکھئے ابکار المنن از عبدالرحمٰن مبارک پوری غیر مقلد۔

اس حدیث پر غیر مقلدین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بعض حضرات نے اس کے حافظہ کی جہت سے اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن اس کو ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ کتب اسماء الرجال پر نظر رکھنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم یزید بن ابی زیاد کی ثقات پر غیر مقلدین کے گھر سے ہی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں کہ یہ راوی ثقہ ہے ملاحظہ کیجئے۔

غیر مقلدین کے علامہ محدث احمد شاکر صاحب شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

والحق انه ثقة، قال ابن شاهين في الثقات. قال احمد بن صالح المصري يزيد بن ابی زیاد ثقة ولا يعجبني قول من تكلم فيه.

اور حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے، ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ

وقال ابن سعد فی الطبقات وکان ثقة فی نفسه.

ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔

(ترمذی تحقیق وشرح احمد شاکر 1 ص195 مطبوعہ بیروت)

یہی احمد شاکر صاحب ترمذی کی دوسری جلد میں بھی لکھتے ہیں۔ ایک حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے جس کی سند میں بھی یہی راوی یزید بن ابی زیاد ہے لکھتے ہیں۔

فمدار الحدیث علی یزید بن ابی زیاد وھو ثقة صحیح الحدیث.

اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔

(ترمذی تحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص409)

غیر مقلدین آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ان کے علامہ محدث نے یزید بن ابی زیاد کو ثقہ مانا ہے اور اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تو یہ مذکورہ حدیث بھی صحیح حدیث ہے۔

پھر اس ابو داؤد میں اس حدیث سے آگے یزید بن ابی زیاد کے دو زبردست متابع موجود ہیں کہ یزید بن ابی زیاد کی طرح عیسیٰ اور حکم بھی اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 16.

حدثنا حسین بن عبدالرحمن انا وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیه

بیان کیا ہم سے حسین بن عبدالرحمٰن نے کہا خبر دی ہم کو وکیع نے ابن ابی

عيسى عن الحكم[1] عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن البراء بن عازب قال رايت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لم يرفعهما حتى انصرف.

(ابوداؤد 1 ص117)

لیلیٰ سے انہوں نے اپنے بھائی عیسیٰ بن ابی لیلیٰ سے اور حکم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا جب نماز شروع کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا نماز پوری کرتے وقت تک۔

دیکھئے جس طرح یزید بن ابی زیاد نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے اسی طرح یزید بن ابی زیاد کی متابعت کرتے ہوئے عیسیٰ اور حکم بھی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں یزید کے دو متابع موجود ہیں۔ جیسا کہ اصول حدیث کے تحت ضعیف روایت کو بھی بطور متابعت پیش کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہاں پر تو دو متابع ثقہ ہیں پھر بھی غیر مقلدین اس حدیث کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس سند پر یہ اعتراض ہے کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض ضعیف بھی ہو تو کیا ضعیف روایت بطور متابعت پیش نہیں کی جا سکتی؟ حالانکہ اس قاعدہ کو غیر مقلدین خود تسلیم کر چکے

---

[1] ابوداؤد میں غالباً کاتب کی غلطی کی وجہ سے عن الحکم لکھا گیا ہے ورنہ سند اس طرح ہے عیسیٰ والحکم عن عبدالرحمٰن یعنی عیسیٰ اور حکم دونوں مل کر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص236 مدونۃ الکبریٰ 1 ص69 شرح معانی الآثار 1 ص162 مسند ابی لیلیٰ 2 ص152

ہیں کہ ضعیف روایت بطور متابعت پیش کی جا سکتی ہے اور متابعت سے حدیث کو تقویت ملتی ہے۔

لیکن یہاں پر راوی، محمد بن ابی لیلیٰ ایسا ضعیف بھی نہیں کہ بالکل اس کی روایت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اگرچہ کچھ حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ پر کلام کیا ہے مگر اس کو ثقہ صدوق کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

امام جرح وتعدیل علامہ ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں محمد بن ابی لیلیٰ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے بعد میں یوں فرماتے ہیں۔

قلت حدیثه فی وزن الحسن.

امام ذھبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کے برابر ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

غیر مقلدین غور کریں کہ امام جرح وتعدیل نے محمد بن ابی لیلیٰ پر جرح و تعدیل نقل کرنے کے بعد فیصلہ یوں دیا ہے کہ اس کی حدیث درجہ حسن میں ہے۔ تو امام ذھبی علیہ الرحمہ کے فیصلہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث درجہ حسن میں ہے۔ اسی لئے امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے (یعنی درجہ حسن کی حدیث ہے) اور صحت کی نفی سے درجہ حسن کی نفی نہیں ہوئی۔

تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث جس کو بطور متابعت پیش کیا گیا ہے خود درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو معلوم ہوا اصولی طور پر حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ صحیح حدیث ہے جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔

اب ہم اس حدیث کی وہ سند پیش کرتے ہیں جس میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیٰ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ روایت یہ ہے۔

حدیث نمبر 17

حدثنا ابو القاسم بن بالویہ النیسابوری ثنا بکر بن محمد بن عبدالله الحبال الرازی، ث علی، ثنا علی بن محمد بن روح ابن ابی الحرش المصیصی، سمعت ابی یحدث عن ابیہ روح ابن ابی الحرش، سمعت ابا حنیفة یقول الشعبی یقول. سمعت البراء بن عازب، یقول کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیه حتی یحاذی مکنبیه، لایعود برفعهما حتی یسلم من صلاته.

امام ابونعیم اصبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابوالقاسم بن بالویہ نیسابوری نے کہا بیان کیا ہم سے بکر بن محمد بن عبداللہ الحبال رازی نے کہا بیان کیا ہم سے علی نے بیان کیا ہم سے علی بن محمد بن روح ابن ابی الحرش مصیصی نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہ وہ اپنے باپ روح بن ابی الحرش سے بیان کرتے تھے کہا سنا میں نے (امام) ابو حنیفہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ امام شعبی[1] فرماتے تھے کہ سنا میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ

1۔ امام شعبی علیہ الرحمہ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

(مسند الامام ابی حنیفہ ص 156 مؤلف امام ابونعیم اصبہانی مطبوعہ مکتبۃ الکوثر الریاض)

کندھوں تک اُٹھاتے تھے، پھر سلام پھیرنے تک آپ پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

لو جناب اس سند میں نہ تو یزید بن ابی زیاد ہے اور نہ ہی محمد بن ابی لیلیٰ پھر جس طرح حدیث براء بن عازب کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حضرت براء بن عازب سے روایت کیا ہے اسی طرح اس حدیث کو حضرت براء بن عازب سے امام شعبی علیہ الرحمہ نے بھی بیان کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح بھی ہے اور ترکِ رفع یدین پر صریح بھی۔

اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ الھادی الی الرشد۔

حدیث نمبر 18.

امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد[1] قال ثنا نعیم بن حماد[2] قال ثنا وکیع[3] عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبدالله عن النبی

ہمیں بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے نعیم بن حماد نے کہا بیان کیا ہم سے وکیع نے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے

---

1. ابن ابی داؤد کے بارے میں ابن حجر لسان المیزان ج 1 ص 276 پر کہتے ہیں کان من الحفاظ المکثرین یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت سے احادیث آپ سے مروی ہیں۔
2. ابن حجر لسان المیزان ج 7 ص 412 پر نعیم بن حماد کے بارے کہتے ہیں کہ امام احمد امام یحیٰی امام عجلی نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔
3. وکیع بن جراح بخاری شریف کے راوی ہیں۔

صلى الله عليه وسلم انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة ثم لايعود.

(طحاوی شریف 1 ص 162 مکتبہ حقانیہ ملتان)

انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے تھے نماز شروع کرتے وقت پہلی تکبیر میں پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر 19.

امام ربانی مجتہد فقیہہ محدث محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ سیدنا امام مالک علیہ الرحمہ سے سند ثقہ سے روایت فرماتے ہیں۔

مالک بن انس قلدروی عن نعیم بن عبدالله المجمر وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هريرة رضى الله عنه كان يصلي بهم فيكبر كلما خفض ورفع قالا. وكان يرفع يديه حين يكبر ويفتتح الصلاة.

کہ امام مالک بن انس نے نعیم بن عبداللہ مجمر اور ابوجعفر قاری دونوں سے روایت کی ہے کہ دونوں راویوں نے کہا کہ بے شک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے دونوں نے کہا کہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

(کتاب الحجہ علیٰ اہلِ المدینہ 1 ص 96 مطبوعہ دارالمعارف نعمانیہ)

حدیث نمبر 20.

حدثنا مسددثنا یحییٰ عن ابن ابی ذئب عن سعید بن سمعان عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال کان رسول الله صلیٰ الله علیه وسلم اذا دخل فی الصلوٰة رفع یدیه مدا.	بیان کیا ہم سے مسدد نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید بن سمعان سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تھے تو خوب ہاتھ دراز کر کے رفع یدین کرتے تھے۔

(ابوداؤد 1 ص 117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

یہ حدیث بھی ترک رفع یدین عند الرکوع کی دلیل ہے کیونکہ امام ابو داؤد نے اس کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کے باب میں درج کیا ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں فرمائی۔

حدیث نمبر 21.

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

عن نعیم المجمر وابی جعفر القاری عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة ویکبر کما خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلاة برسول الله	حضرت نعیم المجمر اور حضرت ابوجعفر قاری علیہما الرحمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رفع یدین تو نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے اور تکبیر ہر اونچ نیچ

صلى الله تعالى عليه وسلم. التمهيد لما في الموطا من المعاني والاسانيد 9 ص 215

میں کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ تم سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

اس حدیث ...... میں صراحت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے اور رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میری نماز زیادہ مشابہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے۔

حدیث نمبر 22.

نا اسحق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر[1] عن حماد عن

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ

---

[1] اگرچہ محمد بن جابر پر جرح موجود ہے لیکن یہ روایت تو بطور متابعت پیش کی ہے پھر محمد بن جابر ایسا راوی بھی نہیں کہ بالکل متروک ہو بلکہ حدیث کے جلیل القدر امام اس سے روایت کرنے والے ہیں دیکھئے کامل ابن عدی 7 ص 328 تا 340۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ:

وعند اسحاق بن ابی اسرائیل عن محمد بن جابر كتاب احاديثه صالحة.

اسحاق بن ابی اسرائیل کے پاس محمد بن جابر کی روایت سے ایک کتاب ہے جس کی احادیث صالح ہیں۔

تو یہ روایت بھی محمد بن جابر سے روایت کرنے والے بھی امام اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔ امام ابن عدی کہتے ہیں کہ امام اسحاق ابن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو شیوخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے تھے جو یقیناً ان سے واثق تھے تو اگر وہ اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو یہ شیوخ اس سے روایت نہ کرتے۔ ہشام بن حسان، ثوری، شعبہ ابن عیینہ وغیرہ اس سے روایت نہ کرتے۔

محمد بن جابر کی حدیث کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سنن ترمذی 1 ص 25 میں بطور متابعت پیش کیا ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد نے بھی سنن ابوداؤد 1 ص 27 میں محمد بن جابر کی حدیث کو بطور متابعت پیش کیا ہے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر کی سند سے سات روایات درج کی ہیں۔ مسند امام احمد 3 ص 458-459۔ شوکانی نے نیل الاوطار میں 1 ص 20 پر لکھا ہے کل ماكان في المسند فهو مقبول۔ کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال صليت مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ومع ابی بکر ومع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عند التکبیرة الاولی فی افتتاح الصلوٰة ، قال اسحق به ناخذ فی الصلوة کلها.

تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز کسی نے پڑھی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی رفع یدین نہیں کیا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ امام اسحاق نے فرمایا کہ ہم اسی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

(دارقطنی 1 ص399 بیہقی سنن کبریٰ 2ص79)

حدیث نمبر23.

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا الحمانی قال ثنا یحیی بن ادم عن الحسن بن عیاش عن عبد الملک بن ابحر عن الزبیر بن عدی عن ابراهیم عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لا یعود قال ورأیت ابراهیم و الشعبی یفعلان ذلک قال ابو جعفر فهذا عمر لم یکن یرفع یدیه ایضا الا فی التکبیرة الاولی فی هذا

امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے حمانی نے کہا بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش سے انہوں نے عبدالملک بن ابحر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے اسود نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ رفع یدین نماز کی پہلی تکبیر میں کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور کہا کہ میں نے امام

الحدیث وھو حدیث صحیح.

(شرح معانی الآثار 1 ص164)

شعبی اور ابراہیم کو دیکھا وہ بھی اسی طرح کرتے تھے (یعنی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔ امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

رجالہ ثقات. الدرایہ 1 ص 152 کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں

علامہ ابن ترکمانی[1] علیہ الرحمۃ جوہر نقی میں فرماتے ہیں۔

---

[1] غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ علی بن عثمان بن ابراہیم المارد ینی علاء الدین الشہیر بابن ترکمانی۔

کان امام عالما شیخا بارعا کاملا محققا مدققا متبحرا فی الفنون العقلیۃ والنقلیۃ لہ الیدالطولی فی الحدیث والتفسیر.

کہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ امام عالم زاہد کامل محقق مدقق تبحر ہیں علوم عقلیہ ونقلیہ میں اور آپ حدیث میں اور تفسیر میں ید طولی رکھتے ہیں۔

(فوائد البھیہ نمبر 123)

بعد چند سطور امام سیوطی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

کان اماما فی الفقہ والا صول والحدیث

کہ آپ فقہ، اصول، حدیث میں امام ہیں۔

(فوائد البھیہ ص 123)

امام ابوالفضل مکی، ذیل طبقات الحفاظ میں فرماتے ہیں۔ ابن ترکمانی علی بن عثمان بن ابراهیم بن مصطفےٰ ماردینی حنفی قاضی القضاۃ امام علامہ حافظ علاء الدین روی عنہ شیخنا الحافظ ابو الفضل العراقی سمع علیہ صحیح البخاری ولہ تالیف حسنۃ مفیدۃ ... وذکرہ شیخنا زین الدین العراقی فی ذیلہ علی ذیل العبر للذھبی فقال شیخنا الامام العلامۃ الحافظ قاضی القضاۃ علاء الدین علی بن عثمان بن مصطفےٰ بن عثمان

وھذا السند ایضا صحیح علی شرط مسلم. جوھر نقی علیٰ البیھقی 2ص75
کہ یہ سند امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

یہ سند ثقہ صحیح ہے لیکن غیر مقلدین تعصب کی بناء پر اس کو صحیح ماننے کے لئے تیار نہیں۔

اس پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم نخعی ہے جو کہ مدلس ہے اور مدلس کی وہ روایت جو عن سے ہو قبول نہیں ہوتی۔

یہی اعتراض مبارک پوری نے ابکار المنن میں کیا ہے یہی اعتراض یحییٰ گوندلوی صاحب نے التحقیق الراسخ میں اس حدیث پر کیا ہے..............

اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ بخاری شریف کی ساری حدیثیں صحیح ہیں اور اس کے راوی ثقہ ہیں، یہ غیر مقلدین کا جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ اگر ان لوگوں کا بخاری اور اس کے راویوں پر صحت کا اتفاق ہوتا تو کبھی بھی ان راویوں پر جرح نہ کرتے جو بخاری شریف کے راوی ہیں حالانکہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بخاری شریف کے راوی ہیں اور بخاری میں متعدد ایسی احادیث ہیں جو کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے عن سے روایت لی ہیں تو گویا غیر مقلدین کے نزدیک پھر وہ بخاری شریف کی تمام احادیث نا قابل اعتبار

(بقیہ پچھلے حاشیہ کا)

الترکمانی وذکر لہ ترجمہ رحمہ اللہ علیہ. ذیل طبقات الحفاظ لابی الفضل المکی 5ص86 اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ حافظ الحدیث امام عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور امام عراقی نے آپ کو امام علامہ حافظ قاضی القضاۃ کے لقب سے ملقب کیا ہے اور ابو الفضل مکی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو امام علامہ حافظ اور صاحب تالیفات حسنہ اور مفیدہ فرمایا ہے یعنی آپ کی کتابیں بڑی عمدہ اور مفید ہے۔

اتنے بڑے امام نے حضرت عمر کی ترک رفع یدین کی حدیث کو جو ہرنقی میں صحیح کہا ہے۔

ٹھہریں گی جن کی سند میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے تو گویا ان لوگوں نے خود ہی بخاری کے رواۃ پر جرح شروع کر دی ہے۔ اگرچہ بخاری کا نام نہ لیا۔

تو غیر مقلدین حضرات جو جواب بخاری کی ان روایات کا دیں گے جن میں ابراہیم ہے اور عن سے روایت کی ہے۔ وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں۔ غیر مقلدین حضرات کی مشہور کتاب (الرسائل) میں اس حدیث میں یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں حمانی مجہول ہے۔ حالانکہ یہ راوی حمانی مجہول نہیں ہے بلکہ ثقہ ہے۔

پھر بھی ہم یہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں یہ راوی حمانی نہیں ہے اور وہ سند امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد کی سند ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں اپنی ثقہ سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدثنا يحيى بن آدم عن حسن بن عياش عن عبدالملك بن ابحر عن الزبير بن عدى عن ابراهيم عن الاسود قال صليت مع عمر فلم يرفع يديه فى شئى من صلاته الا حين افتتح الصلوة قال عبدالملك رايت الشعبى و ابراهيم وابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتتحون الصلوة.

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن آدم نے حسن بن عیاش نے انہوں نے عبدالملک بن ابحر سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے۔ اسود نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ عبدالملک نے کہا کہ میں

نے امام شعبی، ابراہیم اور ابو اسحاق کو دیکھا یہ سب حضرات نماز کی ابتداء کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جناب! اس سند میں حمانی راوی نہیں ہے جس کو غیر مقلدین نے مجہول کہا ہے.........تو معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ثقہ سند ہے جو نہ مانے اس کی اپنی مرضی ہے..........

حدیث نمبر 24.

امام ابو بکر عبداللہ بن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ حدیث روایت فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

حدثنا ابوبکر بن[1] عیاش عن حصین[2] عن مجاھد[3] قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی اول مایفتتح.

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے حصین بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے مجاہد سے کہ مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی

---

[1] ابو بکر بن عیاش: صحیح بخاری کا راوی ہے۔ (دیکھئے بخاری جلد اول ص 263,260,232,186 496,275 پر مذکور ہے) اگر ابوبکر بن عیاش کو ضعیف کہو گے بخاری شریف کی اتنی روایات کا کیا ہوگا جن میں ابوبکر بن عیاش ہے۔ فافھم و تدبر۔

[2] حصین بن عبدالرحمٰن بھی صحیح بخاری کا راوی ہے دیکھئے بخاری شریف جلد دوم 2 پ 725

[3] اور امام مجاہد تو وہ بالا تفاق ثقہ ثبت حجت ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خود امام ابوبکر بن ابی شیبہ بخاری کی تیس سندوں میں مذکور ہیں اور مسلم شریف کی پندرہ سو سے زائد سندوں میں مذکور ہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ اس حدیث کی سند بخاری کی سند ہے اور صحیح ہے، جو اس سند کو صحیح نہیں مانتا حقیقت میں وہ بخاری کی ان روایات کا منکر ہے جن سندوں میں یہ راوی ہیں۔ فافھم و تدبر۔

اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے
نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ترک رفع یدین پر عامل تھے اگر رفع یدین ترک نہ کر دیا گیا ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔ حضرت مجاہد جو کہ امام التفسیر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے ہیں اسی لئے امام عراقی کے استاد امام علامہ محدث ابن ترکمانی علیہ الرحمۃ جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 74 پر اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ھذا سند صحیح۔

تو قارئین کرام! اس حدیث ابن عمر سے پہلے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند صحیح کے ساتھ حدیث پڑھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے جیسا کہ ابھی سند صحیح کے ساتھ حدیث گزری ہے جس کے تمام راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔

تو اگر رفع یدین متروک نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ خلیفہ راشد ہیں آپ کی شخصیت سے یہ کب امید کی جا سکتی تھی کہ آپ رفع یدین نہیں کریں گے۔ پھر آپ کے صاحبزادے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ خود رفع یدین کرنے والی حدیث کے راوی ہیں اس کے باوجود آپ کا رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے اور جن روایات میں

رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوخیت سے پہلا کا ہے۔

حدیث نمبر 25.

امام المحدثین امام جلیل طحاوی[1] علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا	امام ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر	کہ بیان کیا ہم سے ابن ابی داؤد نے کہا
بن عیاش عن حصین عن مجاہد	بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا
قال صلیت خلف ابن عمر فلم	بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے
یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ	انہوں نے حصین سے انہوں نے مجاہد

1 امام ابوجعفر طحاوی: پورا نام اس طرح ہے، احمد بن محمد بن سلامہ.......... مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں۔ یہ حدیث کی روایت میں ثقہ، ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔

(البدایہ والنہایہ مترجم مطبوعہ نفیس اکیڈمی 11 ص 421)

ابن کثیر کے بعد امام ذہبی کا فرمان سنیے آپ فرماتے ہیں کہ طحاوی امام علامہ حافظ صاحب تصانیف عمدہ ہیں.......... ابن یونس نے کہا کہ امام طحاوی دو سو سینتیس میں پیدا ہوئے اور آپ ثقہ، ثبت، فقیہ، عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔ (تذکرۃ الحفاظ 3 ص 21)۔

اب ذہبی کے بعد غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحئی لکھنوی کی زبانی امام طحاوی کا ترجمہ سنیے.......... آپ اپنی کتاب فوائد البہیہ میں فرماتے ہیں کہ احمد بن محمد بن سلامہ ابوجعفر طحاوی، امام جلیل القدر ہیں اور آفاق میں مشہور ہیں۔

وکان اماما فی الاحادیث والاخبار وسمع	کہ آپ احادیث و اخبار میں امام ہیں اور آپ نے
الحدیث من کثیر۔	کثیر احادیث کا سماع کیا ہے۔

اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے آپ کا ذکر حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ امام ثقہ ثبت فقیہ ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا اور انساب سمعانی میں ہے کہ آپ امام ثقہ فقیہ عاقل ہیں اور اپنے بعد اپنی مثل نہ چھوڑا۔

(ملخصاً، فوائد البہیہ ص 33,32,31 مکتبہ خیر کثیر آرام باغ، کراچی)

الاولی من الصلوۃ۔ | سے کہ امام مجاہد نے کہا کہ میں نے
(طحاوی شریف 1 ص 163 مکتبہ | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
حقانیہ ملتان) | پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے نماز میں رفع
یدین نہیں کیا سوائے پہلی تکبیر کے۔

ابن ابی داؤد:

دوسرے راوی ہیں، ابن ابی داؤد کے متعلق ابن حجر عسقلانی لسان المیزان 1 ص 276 پر فرماتے ہیں۔

کان من الحفاظ مکثرین۔ یعنی آپ حافظ حدیث ہیں اور کثرت سے روایت کرنے والے ہیں۔

اس سند کے تیسرے راوی احمد بن یونس ہیں اور یہ بخاری شریف کے راوی ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 2 ص 725۔ ابو بکر بن عیاش، حصین بن عبدالرحمٰن بھی بخاری شریف کے راوی ہیں۔ بخاری اس صفحہ مذکورہ پر یہ سند اس طرح ہے۔ حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین بن عبدالرحمن۔

تو یہ بات واضح ہوگئی کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔ یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے کیونکہ اس کی ساری سند بخاری شریف والی ہے۔ اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہیں تو یہاں بھی ثقہ ہیں۔ اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں بھی ان کو ثقہ نہ مانو۔

یاایھا الذین امنو اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا۔

حدیث نمبر 26.

جس طرح امام مجاہد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی روایت کی ہے اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی ترک رفع یدین کی روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

امام محمد علیہ الرحمۃ موطا امام محمد میں فرماتے ہیں۔

قال محمد، اخبرنا محمد[1] بن ابان ابن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فیما سوی ذلک.	کہا خبر دی ہم کو محمد بن ابان بن صالح نے انہوں نے عبدالعزیز بن حکیم سے عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ پہلی تکبیر کے وقت کانوں کے برابر رفع یدین کرتے تھے۔ پھر کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

تو اس سند میں عبدالعزیز بن حکیم، مجاہد کا متابع بھی موجود ہے حالانکہ اس حدیث کو متابعت کی حاجت نہیں کیونکہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس کی سند بخاری شریف والی ہے اور صحیح ہے تاہم متابعت سے اور بھی تقویت حاصل ہوتی ہے اس سند میں محمد بن ابان بن صالح پر کلام ہے۔

---

[1] محمد بن ابان بن صالح، پر اگرچہ ائمہ نے جرح کی ہے لیکن وہ معتر نہیں کیونکہ یہ حدیث بطور متابعت پیش کی ہے اور غیر مقلدین نے توضیح الکلام اور کئی کتب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ ضعیف سند متابعت کو معتر نہیں پھر جبکہ محمد بن ابان بن صالح کوفی ہیں اور امام محمد بن حسن شیبانی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے تو اگر یہ راوی ان کی نظر میں اس قابل نہ ہوتا تو آپ ہرگز اس سے احتجاج نہ کرتے۔

ابن عدی نے کامل 7 ص 296 پر کہا کہ محمد بن ابان کی حدیث لکھی جائے گی اس کے ضعف کے باوجود۔

حدیث نمبر 27.

امام مالک علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید فقیہہ مجتہد محدث امام عبدالرحمٰن بن قاسم، مدونۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ، ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لایعود.

(مدونۃ الکبریٰ 1 ص69 مطبوعہ مصر مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص236)

امام وکیع نے ابو بکر بن عبداللہ بن قطاف نھشلی سے روایت کی ہے انہوں نے عاصم بن کلیب سے عاصم نے اپنے باپ کلیب سے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے پہلی تکبیر کے، اگر یہ رفع یدین ترک نہ کی گئی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی بھی رفع یدین نہ چھوڑتے، حالانکہ آپ خود رفع یدین کی ایک حدیث کے راوی ہیں۔تو آپ کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے چھوڑ دیا گیا تھا ورنہ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلاف سنت کام کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تو اگر رفع یدین باقی ہوتی تو آپ ضرور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھتے۔

اور اسی حدیث کو امام کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار المعروف طحاوی شریف میں بھی روایت کیا ہے۔

(دیکھئے طحاوی شریف 1 ص163 مکتبہ حقانیہ ملتان)

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس سند طحاوی کے متعلق فرماتے ہیں۔

ورجاله ثقات — کہ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص152)

حافظ ابن حجر کی توثیق کے بعد اب غیر مقلدین کو اس حدیث پر اعتراض کا حق تو نہیں تھا لیکن کیا کریں ضد بڑی بُری بلا ہے۔

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس کی سند میں ابو بکر عبداللہ بن قطاف نہشلی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

حالانکہ یہ راوی ثقہ ہے ضعیف نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ سند پیش کر دیتے ہیں جس میں ابو بکر بن عبداللہ بن نہشلی موجود نہیں ہے، وہ سند انتہائی درجہ کی اعلیٰ سند ہے۔

اہلبیت کرام کی سنہری سند ہے لو جناب ملاحظہ فرمائیں۔ وہ سند ہے حضرت سیدنا زید بن علی بن حسین بن بی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی مسند میں اسی سند کے ساتھ یعنی اپنے باپ علی بن حسین سے اور وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انه كان يرفع يديه فى التكبيرة الاولى الى فروع اذنيه ثم لا يرفعهما حتى يقضى صلاته.

بلاشبہ آپ پہلی تکبیر میں کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نہیں اُٹھاتے تھے حتیٰ کہ اپنی نماز پوری کر لیتے۔

(مسند امام زید ص 90)

یہ سنہری سند ہے جس کے تمام راوی جرح وقدر سے بالاتر ہیں۔ امام زید 122ھ میں شہید ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ آپ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی

ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا محترم ہیں اور حضرت سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے تہذیب التہذیب میں آپ کی ثقات بیان کی ہے۔

لو جناب! اب اس سند عالی میں نہ تو ابو بکر بن عبداللہ نہشلی ہے جس کی بناء پر آپ حدیث کا انکار کریں اور نہ ہی کوئی اور ضعیف راوی۔

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 183 پر امام زید کے مسند کا ذکر بھی کیا ہے جس کا دوسرا نام المجموع بھی ہے۔

غلام احمد حریری نے بھی امام زید کے مسند کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے تاریخ تفسیر و مفسرون ص 485۔

حدیث نمبر 28.

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا یحیی بن سعید عن اسماعیل قال، کان قیس[1] یرفع یدیہ اول مایدخل فی الصلوۃ ثم لا یرفعھما.	کہ بیان کیا ہم سے یحییٰ بن سعید نے انہوں نے اسماعیل سے اسماعیل نے کہا کہ حضرت قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رفع یدین کرتے جب نماز

---

[1] قیس بن ابی حازم: آپ کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ ثقہ حجت ہیں۔ قریب ہے کہ آپ صحابی ہوں۔ ابن معین اور تمام لوگوں نے آپ کو ثقہ کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 392)

شروع کرتے تھے پھر دوبارہ رفع
یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص236)

امام ذھبی کے ایک قول کے مطابق آپ صحابی ہیں اور آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ نہیں کرتے تھے اور اگر دوسرے قول کے مطابق آپ کو تابعی ہی مانا جائے تو پھر بھی دلیل ہے آپ کبار تابعی ہیں یعنی حضرت سیدنا امیر المومنین امام المتقین خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اگر آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رفع یدین کرتے دیکھتے تو آپ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ ترکِ رفع یدین کے قائل ہیں معلوم ہوا کہ آپ کے اساتذہ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ترکِ رفع یدین کے قائل ہیں اور جو احادیث رفع یدین کی ہیں وہ منسوخ ہونے سے پہلے کی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حدیث نمبر 29.

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وكيع واسامة عن شعبة عن ابی اسحاق قال كان اصحاب عبدالله واصحاب علی لايرفعون ايديهم الا فی افتتاح الصلوة.

بیان کیا ہم سے وکیع اور اسامہ نے۔ ان دونوں نے شعبہ سے انہوں نے ابو اسحاق سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگرد صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236) پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث کے متعلق علامہ ابن ترکمانی جوہر نقی میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح جلیل ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص 97)

اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس کی سند میں ابو اسحاق سبیعی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بالکل یہ غلط بات ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے، بلکہ یہ ثقہ ہے اور کتب رجال میں ان کی کافی توثیق موجود ہے۔

دار قطنی نے کتنی ہی حدیثوں کو صحیح کہا ہے جن کی اسناد میں یہی راوی ابو اسحاق ہے دیکھئے مثلاً دار قطنی[1] 1 ص 449 پر، تو معلوم ہوا کہ امام دار قطنی کے نزدیک ابو اسحاق کی حدیث صحیح ہے اسی لئے علامہ ابن ترکمانی جو کہ حافظ عراقی کے استاذ الحدیث ہیں اور حدیث، تفسیر، فقہ، اصول میں ید طولیٰ رکھنے والے ہیں۔ انہوں نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حوالہ اوپر مذکور ہو چکا، تو اگر رفع یدین باقی ہوتی یعنی نہ چھوڑ دی گئی ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد کیوں رفع یدین چھوڑتے۔

حدیث نمبر 30.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند صحیح کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس، بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن

---

[1] شیخ مہدی حسن نے بھی دار قطنی کے ذیل میں ابو اسحاق کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

قال لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن، واذا قام الی الصلوۃ واذا رای البیت وعلی الصفا والمروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.

(ابن ابی شیبہ ص237,236)

عباس سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے، نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مروہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ ہے جس کی سند صحیح ہے اور آپ نے رفع یدین کے مقامات بیان کئے ہیں کہ رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے گا جس میں نماز کا ذکر بھی ہے باقی چھ مقام حج میں، تو نماز کے متعلق رفع یدین کا ذکر آپ نے صرف پہلی بار کا کیا ہے۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کی جائے گی۔ مگر آپ نے رکوع وسجود والی رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور اس کا ذکر کرتے مگر آپ نے صرف ابتداء کا ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن روایات میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ متروک ہیں یعنی نسخ سے پہلے کا ہے۔ جیسا کہ امام جلیل استاذ المحدثین امام طحاوی علیہ الرحمہ نے شرح معانی الآثار میں وضاحت کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کو مرفوع بھی بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل حدیث کے بہت بڑے امام، طبرانی علیہ الرحمہ اپنی معجم کبیر 11 ص606 پر فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 31.

کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن، حین یفتتح الصلوۃ وحین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ.	رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

معجم طبرانی کبیر جلد گیارہ ص 305,304 بحوالہ نزل الابرار ص 43 نصب الرایہ 1 ص 390

غیر مقلدین کے محدث علامہ نواب صدیق حسن خاں کہتے ہیں۔

من حدیث ابن عباس بسند جید.	کہ اس حدیث ابن عباس کی سند بڑی عمدہ ہے۔ (نزل الابرا ص 44)

غیر مقلدین اس پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ موجود ہے جس پر جہتِ حفظ سے کلام ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جرح وتعدیل کے امام علامہ ذہبی علیہ الرحمہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو

درجہ حسن کی حدیث قرار دیتے ہیں۔

(دیکھئے تذکرۃ الحفاظ 1 ص129 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حدیث نمبر 32.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ:

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبدالله انه کان یرفع یدیه فی اول مایستفتح ثم لا یرفعهما.

(ابن ابی شیبہ 1 ص236)

بیان کیا ہم سے وکیع نے مسعر سے انہوں نے ابو معشر سے انہوں نے ابراہیم (نخعی) علیہ الرحمۃ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک ہے یعنی رکوع والی رفع یدین اگر یہ رفع یدین متروک نہ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں چھوڑتے۔ آپ کے شاگرد کیوں چھوڑتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں چھوڑتے اورآپ کے شاگرد کیوں رفع یدین ترک کرتے۔ حضرت ابن عمر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چھوڑ دیا تو احناف کثر ہم اللہ تعالیٰ نے بھی رکوع جاتے وقت سر اُٹھاتے وقت کی رفع یدین چھوڑ دی۔

حدیث نمبر 33.

امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابن مبارک عن اشعث عن الشعبی[1] انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یرفعهما.

(ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

بیان کیا ہم سے ابن مبارک نے انہوں نے اشعث سے انہوں نے امام شعبی سے کہ آپ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

قارئین محترم! دیکھا آپ نے کہ پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت کرنے والا جلیل القدر امام رفع یدین کا قائل نہیں بلکہ ترکِ رفع یدین کا عامل ہے اگر آپ نے صحابہ کرام کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہوتا یا صحابہ کرام میں مروج ہوتا تو اتنا بڑا امام رفع یدین کے بغیر نماز نہ پڑھتا۔ معلوم ہوا کہ جن احادیث میں رفع یدین کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں جیسا کہ نسخ پر پہلے شروع میں مرفوع احادیث درج ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روایت نمبر 34.

امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنی ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش[2] قال ما رایت فقیها قط یفعله یرفع یدیه فی غیر التکبیرة الاولی.

بیان کیا مجھ سے ابن ابی داؤد نے کہا بیان کیا ہم سے احمد بن یونس نے کہا بیان کیا ہم سے ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ میں نے کوئی ایسا فقیہ نہیں دیکھا جو کہ رفع یدین کرتا ہو سوائے

---

[1] امام شعبی وہ جلیل القدر تابعی ہیں جن کو پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل ہے

[2] امام ابوبکر بن عیاش: صحیح بخاری کے راوی ہیں دیکھئے گذشتہ صفحہ نمبر 61 پر حاشیہ۔

تکبیر افتتاح۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی 1 ص165 مکتبہ حقانیہ ملتان)

ابو بکر بن عیاش کا فرمان اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ رفع یدین متروک ہے۔

روایت نمبر 35.

امام ابراہیم نخعی[1] علیہ الرحمہ جو کہ جلیل القدر فقیہ اور تابعی ہیں آپ رفع یدین سے منع کرتے تھے اور آپ بخاری شریف کے راوی ہیں۔

امام الائمہ امام الفقہاء امام ربانی محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمۃ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں۔

کذالک بلغنا عن ابراھیم انه قال لا ترفع یدیک فی شئی من صلاتک بعدالمرة الاولی.

امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات اسی طرح پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تو رفع یدین نہ کر اپنی نماز میں پہلی تکبیر کے بعد

(کتاب الآثار ص174 مطبوعہ الرحیم اکیڈمی)

اسی روایت کو امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ باسند روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ھشیم قال اخبرنا حصین و مغیرة عن ابراھیم انه کان یقول اذا کبرت فی الصلوٰة فارفع

بیان کیا ہم سے ہشیم نے کہا خبر دی ہم کو حصین اور مغیرہ نے انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے کہ آپ نے فرمایا

---

[1] امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

يديك ثم لا ترفعهما فيما بقى.
(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 236)

جب تو تکبیر کہے نماز کی ابتدا میں تو رفع یدین کر پھر اس کے بعد باقی نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کر۔

اس کی دوسری سند یہ ہے۔ امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين و مغيرة عن ابراهيم قال لاترفع يديك في شئي من الصلوة الا في الافتتاحة الاولى.
(ابن ابی شیبہ 2 ص 236)

بیان کیا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے انہوں نے حصین اور مغیرہ دونوں سے روایت کی انہوں نے (امام) ابراہیم نخعی سے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ رفع یدین کر تو نماز میں سوائے پہلی تکبیر کے۔

روایت نمبر 36.

عن عباد بن الزبير ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه في اول الصلوة ثم لم يرفعهما في شئي حتى يفرغ.

حضرت عباد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اُٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی الخلافیات، بحوالہ: الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ 1 ص 152)

روایت نمبر 37.

امام دارقطنی نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن عبداللہ الوکیل نے کہا بیان کیا ہم سے حسن بن عرفہ نے کہا بیان کیا ہم سے ھشیم نے انہوں نے

حصین سے۔ دوسری سند بیان کیا ہم سے حسین بن اسماعیل نے اور عثمان بن محمد بن جعفر نے۔ دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو یوسف بن موسیٰ نے کہا خبر دی ہم کو جریر نے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم ابراہیم (نخعی) پر داخل ہوئے تو عمرو بن مرۃ نے ابراہیم سے بیان کیا کہ ہم نے حضرمیین کی مسجد میں نماز پڑھی پس بیان کیا مجھ سے علقمہ بن وائل نے انہوں[1] نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تیرے باپ نے اسی ایک دن ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو کیا اس نے یاد کر لیا اور حضرت عبداللہ نے یاد نہ رکھا؟ پھر حضرت ابراہیم (نخعی) نے فرمایا کہ بے شک رفع یدین تو صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔

(دارقطنی 1 ص 394)

شیخ مجدی حسن نے دارقطنی کے ذیل میں کہا کہ:

اسناد صحیح۔ اس کی سند صحیح ہے۔

یہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ وہی امام جلیل ہیں جن کے اقوال امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں کئی مقامات پر درج فرمائے ہیں مثلاً دیکھئے بخاری شریف 1 ص 44,180,170,84,37 اور کئی مقامات پر۔ یہ وہی امام

---

[1] عن ابيه انه راى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه حين يفتح الصلاة واذا ركع واذا سجد، فقال ابراهيم ماارى اباك راى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا ذلك اليوم الواحد فحفظ ذلك. وعبدالله لم يحفظ ذلك منه، ثم قال ابراهيم انما رفع اليدين عند افتتاح الصلاة۔ (دارقطنی 1 ص 394)

نخعی ہیں جو کہ بخاری شریف کے راوی ہیں دیکھئے جلد اول ص 344، جلد اول ص 10 اور کئی مقامات پر، یہ وہی امام جلیل ہیں جن کے بارے میں امام جرح و تعدیل ذھبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ حدیث کو بڑا پرکھنے والے تھے۔ (دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذھبی 1 ص 59)

تو اس فن حدیث کے امام نے کس طرح رفع یدین کی روایت کو رد کیا اور ترکِ رفع یدین کی تعلیم دی۔ تو اگر رفع یدین کرنا صحیح ہوتا تو اتنا بڑا امام جو کہ تابعی بھی ہے وہ رفع یدین کی مخالفت کیوں کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت رفع یدین متروک تھا۔

روایت نمبر 38.

امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد بن العلاء نے کہا بیان کیا ہم سے ابو الاشعث نے کہا بیان کیا ہم سے محمد بن بکر نے کہا بیان کیا ہم سے شعبہ نے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے کہا یزید بن ابی زیاد نے کہ سنا میں نے ابن ابی لیلیٰ سے وہ کہتے تھے کہ سنا میں نے براءؓ (بن عازب) سے اس مجلس میں جس میں قوم کو یہ حدیث سناتے تھے ان میں کعب بن عجرہ بھی تھے کہ[1] دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کی پہلی تکبیر میں۔ (دارقطنی 1 ص 396)

امام دارقطنی نے اس حدیث پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی۔ اس حدیث میں وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین صرف ابتداء کی تکبیر پر کی ہے پھر نہیں کی کیونکہ اس حدیث میں فی اول تکبیرۃ کی قید

---

[1] قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین افتتح الصلاۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ. (دارقطنی 1 ص 396)

ہے۔ اگر صرف ابتداء کی رفع یدین ہی بیان کرنا مقصود ہوتا تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا لیکن اس میں فی اول تکبیرۃ کی قید ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ بس شروع میں رفع یدین کی پھر نہیں کی۔ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے۔

الجواب:

یزید بن ابی زیاد کو کئی حضرات ثقہ کہنے والے بھی تو موجود ہیں۔ دیکھئے غیر مقلد علامہ احمد شاکر صاحب شرح ترمذی 1 ص195 مطبوعہ بیروت پر لکھتے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ راوی ثقہ ہے۔ ابن شاہین نے بھی اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ امام احمد بن صالح مصری نے کہا کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے اور مجھے اس کا قول پسند نہیں جس نے اس راوی میں کلام کیا ہے۔ امام ابن سعد نے طبقات میں فرمایا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ثقہ ہے۔......... یہی احمد شاکر صاحب شرح ترمذی کی دوسری جلد ص409 پر لکھتے ہیں۔ ایک حدیث کے بارے میں جس کی سند میں یہی یزید بن ابی زیاد ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور وہ ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ اب تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو بھی صحیح مان لیں۔

روایت نمبر39.

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے والد نے (یعنی امام احمد بن حنبل) کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالقدوس بن بکر بن خنیس نے کہا خبر دی ہم کو حجاج بن عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا عبداللہ بن زبیر

نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کانوں تک۔ (مسند امام احمد بن حنبل 3 ص 466)

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو عبداللہ بن زبیر اس حدیث میں ضرور بیان کرتے۔ لیکن آپ نے صرف نماز شروع کرتے وقت کی رفع یدین بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث میں اصلا ابتدا کی ہی رفع یدین ہے۔

روایت نمبر 40.

امام ابوعوانہ[1] فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ایوب مخزومی اور سعدان بن نصر اور شعیب بن عمرو تینوں نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان بن عینیہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب شروع کی نماز تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور کہا بعض نے حذو منکبیہ یعنی یحاذی بھما کی جگہ اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض نے کہا کہ اور نہیں کرتے تھے رفع یدین دو سجدوں کے درمیان اور معنی ایک ہی ہے۔

(صحیح ابوعوانہ ص 463)

[1] حدثنا عبدالله بن ایوب المخزومی و سعدان بن نصر و شعیب بن عمرو فی آخرین قالوا حدثنا سفیان بن عینیة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه و اذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسه من الرکوع لا یرفعهما. وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد۔

قارئین مکرم! یہ حدیث بھی صحیح مرفوع اور ترک رفع یدین پر صریح ہے کہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ترک رفع یدین روایت فرماتے ہیں اور یہ روایت تو خود حضرت عبداللہ بن عمر کے اپنے عمل کے مطابق ہے یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 237 میں سند ثقہ کے ساتھ حدیث روایت فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

تو جو حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اپنے عمل کے مطابق ہے اسے تو غیر مقلدین رد کرتے ہیں اور جس حدیث میں خود ان کا اپنا عمل نہیں تھا اس کو مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اس حدیث کو رد کرنے کے لئے غلط بہانے بناتے ہیں کبھی کہتے ہیں امام ابوعوانہ نے باب باندھا ہے رفع یدین کرنے کا تو حدیث ترک رفع یدین کی کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ غیر مقلدین کی بنیاد کمزور ہے بلکہ غلط ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے جب الفاظ حدیث میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع جاتے وقت اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کی تو اب حدیث کے مقابلے میں امام کے باب کو ترجیح دینا یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہ کیسی حدیث سے محبت ہے کہ حدیث کے الفاظ کا انکار اور محدث کے باب باندھنے کا اعتبار۔ تو اگر غیر مقلدین کو باب پر ہی اصرار ہے تو یہ چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

دیکھیے امام محدث فقیہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68 پر باب تو باندھا ہے۔ (رفع الیدین فی الرکوع والاحرام یعنی رفع یدین کرنا

رکوع میں اور تکبیر تحریمہ کے وقت۔ لیکن اس پورے باب میں رفع یدین عند الرکوع کی ایک بھی حدیث نقل نہیں کی بلکہ ترک رفع یدین کی پانچ روایات نقل کی ہیں بلکہ اسی باب میں امام عبدالرحمن بن قاسم نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے کہ امام مالک کے نزدیک رکوع والی رفع یدین ضعیف ہے۔

اب دیکھئے غیر مقلدین کا اعتراض یہ تھا کہ صحیح ابوعوانہ میں باب تو ہے رفع یدین کرنے کا لیکن حدیث ترک رفع یدین کی۔ اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی ہوتی تو امام یہ باب کیوں باندھتا۔

قارئین کرام! آپ بغور دیکھیں میں نے مدونۃ الکبریٰ کا حوالہ دیا ہے کہ امام نے باب تو باندھا ہے۔ رفع یدین کرنے کا لیکن رفع یدین کرنے کی ایک بھی حدیث نقل نہ کی بلکہ ترک رفع یدین عندالرکوع کی پانچ روایات نقل کی ہیں تو یہاں پر غیر مقلدین کیا جواب دیں گے۔

اسی طرح امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمہ نے کنز العمال 8 ص 46 پر باب تو قائم کیا ہے۔ رفع الیدین کا اور پھر اسی رفع یدین کے باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

اسی طرح امام بخاری و مسلم کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف 1 ص 271 پر باب تو باندھتے ہیں فی رفع الیدین بین السجدتین کہ باب سجدتین کے درمیان رفع یدین کرنا لیکن پہلی ہی حدیث وہ ذکر کی جس میں بین السجدتین رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں پر وہابی کیا جواب دیں گے۔

تو اس اصولی تحریر سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین جو باب کا عذر لے کر

اس حدیث ابوعوانہ کا انکار کرتے ہیں محض ضد ہٹ دھرمی میں صحیح حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

بلکہ دیکھئے بعض اوقات امام باب کوئی اور باندھتا ہے اور حدیث کوئی اور بیان کرتا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد اول 1 ص 2 پر حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب تو باندھا ہے۔

باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء کس طرح ہوئی۔

اب دیکھئے باب تو باندھا وحی کا اور حدیث بیان کی کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اب اس حدیث کا وحی کے باب سے کیا تعلق ہے۔

(بخاری شریف جلد اول ص 35 پر باب تو باندھا ہے)

باب البول قائما و قاعدا۔ — کہ باب کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر بول کرنا۔

اب اس باب میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کا بھی ذکر ہے اور کھڑے ہوکر کرنے کا بھی .... لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس باب میں تین حدیثیں تو بول کھڑے ہوکر کرنے کی نقل کی ہیں اور بیٹھ کر کرنے کی اس باب میں ایک بھی حدیث نقل نہ فرمائی۔ غیر مقلدین میں اگر کوئی دم خم ہے تو اس باب میں سے بیٹھ کر بول کرنے کی ایک ہی حدیث دکھا دیں لیکن یقین جانیئے بخاری شریف جلد اول ص 35 کے اس باب سے کوئی غیر مقلد قیامت تک بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث نہیں دکھا سکتا۔ تو اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ باب میں تو ذکر تھا کہ کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ لیکن کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی تو تین حدیثیں بیان کیں لیکن بیٹھ کر کرنے کی ایک بھی نقل نہ کی۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں اس باب کی ان حدیثوں سے کیا مناسبت ہے۔

غیر مقلدین کے علامہ وحید الزماں صاحب تیسیر الباری شرح بخاری جلد اول ص 224 پر ایک باب کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

غیر مقلدین تو ایک حدیث کی بات کرتے ہیں۔ وحید الزماں صاحب تو کہتے ہیں اس پورے باب کا ہی کتاب الحیض سے کوئی تعلق نہیں۔

وحید الزماں صاحب ایک اور باب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگوں کی عقلیں حیراں ہوئی ہیں اور کئی توجیہیں بیان کی ہیں۔ (تیسیر الباری شرح بخاری 1 ص 174)

تو قارئین کرام! دیکھئے اس فقیر نے کتنی مثالیں پیش کی ہیں کہ محدث نے باب باندھا اور حدیث وہ پیش کی جس کی باب سے مناسبت ہی نہیں ہے تو ان تمام روایات اور ان بابوں کے متعلق غیر مقلدین کیا کہیں گے۔ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا یہ عذر غلط اور تعصب پر مبنی ہے جس کی بنا پر مسند ابو عوانہ کی حدیث صحیح کا انکار کرتے ہیں جو کہ ترک رفع یدین کی مرفوع صحیح صریح حدیث ہے۔

روایت نمبر 41.

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے۔

دوسری سند:

یحییٰ بن بکیر نے کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا۔ انہوں نے یزید بن ابی

حبیب اور یزید بن محمد قرشی سے انہوں نے محمد بن عمر بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے دیکھا آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اُٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آجاتی اور جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ باہنوں کو بچھاتے اور نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے جب اخیر رکعت پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے۔ الخ (بخاری شریف جلد اول ص 114، ترجمہ وحید الزماں۔ تیسیر الباری 1 ص 546)

اس حدیث صحیح میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھ کر دکھائی۔ رفع یدین تحریمہ کے وقت کیا۔ پھر رکوع کا ذکر کیا۔ گھٹنوں پر ہاتھ جمانے کا ذکر کیا۔ پیٹھ سیدھی کرنے کا ذکر کیا۔ پھر رکوع سے سر اٹھانے کا ذکر کیا لیکن آپ نے رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا اور کسی ایک صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تم نے رکوع والی رفع یدین کا ذکر کیوں نہیں کیا......... اگر حضرت ابوحمید ساعدی کی حدیث میں رفع یدین عند الرکوع کا ذکر ہوتا تو حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور ذکر فرماتے۔ ہاں ابتداء کی

رفع یدین پر سب کا اتفاق ہے اس لئے اس حدیث میں ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر ہے......... باقی جتنی بھی اسناد ہیں جن میں رفع یدین کا ذکر ہے حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث میں۔ تو وہ تمام اسناد و متن مضطرب ہیں اور سندیں مجروح بھی۔

حافظ ابن حجر نے الدرایہ میں ابو حمیدی ساعدی کی حدیث بحوالہ ابو داؤد۔ ذکر کی جس میں رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کا ذکر ہے پھر ابن حجر کو بھی یہ کہنا پڑا کہ اصلہ فی البخاری ۔ کہ اصل حدیث بخاری میں ہے اور بخاری میں جو روایت ہے اس میں رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع نہیں ہے۔ (الدرایہ ص 153)

روایت نمبر 42.

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے فرمایا اے اشعری قوم جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی جمع کرو تا کہ تمہیں میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم دوں جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھایا کرتے تھے (الیٰ) پس مردوں نے صف باندھی نزدیک ترین صف میں اور بچوں نے صف باندھی ان کے پیچھے اور عورتوں نے صف باندھی بچوں کے پیچھے پھر کسی نے نماز کے لئے اقامت کہی پس آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے ہو گئے پھر رفع یدین کیا اور تکبیر تحریمہ کہی پھر فاتحۃ الکتاب اور اس کے بعد سورۃ دونوں کو خاموشی سے پڑھا پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا اور سبحان اللہ وبحمدہ تین بار کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہہ کر

سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے پس آپ کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ ہو گئیں جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی پس جس وقت نماز پڑھائی تو قوم کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ میری تکبیروں کو یاد کرلو اور میرے رکوع وسجود کو سیکھ لو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ نماز ہے جو ہمیں دن کے اس حصہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ بقدر الحاجتہ۔

(مسند امام احمد ج 5 ص 112)

قارئین کرام! آپ نے پڑھا کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کے مرد و زن کو وہ نماز پڑھائی جو مدینہ والی نماز ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز شروع کی تکبیر کہی رفع یدین کیا پھر سورة فاتحہ پڑھی پھر ساتھ کوئی سورت ملائی۔ پھر رکوع کیا، رکوع کی تسبیحات پڑھیں پھر رکوع سے سر اُٹھایا۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر سجدہ میں چلے گئے۔ دیکھا آپ نے کہ صحابی رسول حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کی تعلیم دی مگر رفع یدین صرف پہلی تکبیر میں کیا۔ رکوع کا ذکر ہے رکوع سے اُٹھنے کا ذکر ہے مگر رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو طالب ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور رفع یدین کرتے مگر آپ نے صرف پہلی رفع یدین کی ہے۔ پھر نہیں کی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ والی نماز میں عند الرکوع و بعد الرکوع رفع یدین نہیں ہے۔ پھر آپ نے خاص طور پر یہ فرمایا کہ میرے رکوع وسجود کو یاد کرلو اور آپ کے رکوع وسجود میں رفع یدین نہیں تھا۔

روایت نمبر 43.

سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاجزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی مجھ سے[1] میرے والد نے کہا بیان کیا ہم سے یحیٰ بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابوعوانہ نے انہوں نے عطاء بن سائب سے کہا ہم سے سالم البراد نے۔ سالم البراد نے کہا داخل ہوئے ہم حضرت ابومسعود انصاری پر پھر ہم نے نماز کے متعلق ان سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہا، حضرت ابومسعود انصاری کھڑے ہوئے (یعنی نماز کے لئے) پھر تکبیر کہہ کر رفع یدین کیا۔ پھر رکوع کیا، رکوع میں دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں اور اپنے بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا کہا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوگئے حتیٰ کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھا۔ کہا پھر آپ کھڑے ہوگئے حتی کہ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پہنچ گیا۔ پھر آپ نے اسی طرح چار رکعات پوری کیں۔

(مسند امام احمد 4 ص105)

اس حدیث میں بھی حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی اور فرمایا کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ رفع

---

[1] حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یحییٰ بن حماد انا ابو عوانۃ عن عطاء بن سائب، ثنا سالم البراد قال دخلنا علی ابی مسعود الانصاری سالناہ عن الصلاۃ فقال الا اصلی بکم کما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی قال فقام فکبر و رفع یدیہ ثم رکع فوضع کفیہ علی رکبتیہ وجافی بین ابطیہ قال ثم قام حتی استقر کل شی منہ ثم سجد فوضع کفیہ وجافی بین ابطیہ، قال ثم قام حتی استقر کل شئی منہ ثم صلی اربع رکعات ھکذا۔ (مسند احمد 4 ص105)

یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کیا، پھر رکوع تو کیا رکوع سے سر اٹھایا لیکن رفع یدین بالکل نہیں کیا۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتا تو آپ ضرور کر کے دکھاتے لیکن رکوع والی رفع یدین نہیں کی۔ پس تحریمہ میں رفع یدین کی ہے معلوم ہوا کہ اصلاً...... صرف تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔ (پھر نہیں ہے......)

روایت نمبر 44.

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا محمد بن عبدالله بن الزبیر ثنا ابی ابی ذئب عن محمد بن عمرو بن عطاء عن محمدبن عبدالرحمن بن ثوبان عن ابی هريرة ان رسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا قام فی الصلاة رفع یدیه مدا۔ (مسند امام احمد 2 ص 500)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں رفع یدین کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ تو اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بھی بیان فرماتے۔ کیونکہ رکوع والی رفع یدین نہیں ہے۔ اس لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بس تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین بیان کی ہے اور اس کی نسبت آپ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔

اسی حدیث کو امام المحدثین امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے اور اس حدیث سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے کیونکہ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس حدیث صحیح کو **باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح** میں ذکر کیا۔ یعنی باب جس نے نہیں ذکر کیا رفع یدین کا سوائے شروع نماز کے۔ تو اگر یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل نہ ہوتی تو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اس سے

ترک رفع یدین پر دلیل نہ پکڑتے۔

غیر مقلدین تو اماموں کے باب باندھنے کو بہت زیادہ ماننے والے ہیں۔ غیر مقلدین کے معتمد ممدوح محمد بن شوکانی اپنی کتاب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 182 پر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ **لا مطعن فی سندہ**...... کہ اس کی سند میں کسی قسم کا کوئی طعن نہیں ہے۔

روایت نمبر 45.

حدثنا ابو العباس بن محمد الدوری ثنا العلاء بن اسمعیل العطار ثنا حفص بن غیاث عن عاصم الاحول عن انس قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبر فحاذی بابہا میہ اذنیہ ثم رکع حتی استقر کل مفصل منہ وانحط بالتکبیر حتی سبقت رکبتاہ یدیہ. ھذا اسناد صحیح علیٰ شرط الشیخین.

(مستدرک حاکم 1 ص 226)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ نے تکبیر کہی اور انگوٹھے (مبارک) کانوں کے برابر اٹھائے۔ پھر رکوع کیا حتی کہ ہر جوڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے تو پہلے آپ نے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ۔

امام حاکم نے کہا کہ یہ اسناد بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

امام حاکم کی طرح اسی صفحہ پر 1 ص 226 مستدرک مع تلخیص ذھبی۔ (ذھبی نے بھی اس حدیث کو بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق کہا ہے)

حضرات گرامی! دیکھئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف پہلی

مرتبہ رفع یدین کا ذکر کیا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت وہ بھی کانوں تک ہاتھ اُٹھانا۔ پھر رکوع کا ذکر تو کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے عند الرکوع رفع یدین کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے۔

روایت نمبر 46.

حدثنا الحسين بن الاسود، حدثني محمد بن الصلت حدثنا ابو خالد الا حمر عن حميد عن انس قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا افتتح الصلاة كبر و رفع يديه حتى يحاذى بابهاميه اذنيه ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك. (مسند ابو یعلی 3 ص 310)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے کانوں تک۔ پھر ثناء پڑھتے تھے یعنی **سبحانک اللھم** الخ۔

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد 2 ص 107 پر فرمایا کہ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس حدیث میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت بیان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثقہ صحیح حدیث میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے بعد میں کسی جگہ نہیں۔

روایت نمبر 47.

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة ثنا عبدة بن سليمن عن حارثة بن

ابی الرجال عن عمرة قال سالت عائشة (رضی الله عنها) کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قالت کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا توضأ فوضع یده فی الاناء سمی الله ویسبغ الوضوء ثم یقوم مستقبل القبلة فیکبرو یرفع یدیه حذاء منکبیه ثم یرکع فیضع یدیه علی رکبتیه ویجا فی بعضدیه ثم یرفع راسه فیقیم صلبه ویقوم قیاماهوا طول من قیامکم قلیلا ثم یسجد. الخ

(ابن ماجہ ص 75)

حضرت عمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے بسم اللہ پڑھتے۔ پورا وضو فرماتے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے پھر رکوع کرتے اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور ہاتھوں کو پھیلاتے پھر سر اُٹھاتے تو پیٹھ اپنی جگہ پر آ جاتی۔ تمہارے اس قیام سے کچھ لمبا قیام ہوتا پھر سجدے کرتے الخ بقدر الحاجة..........

قارئین کرام! دیکھئے اس حدیث میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو اماں جی رضی اللہ عنہا نے طریقہ تعلیم فرمایا۔ رفع یدین کا ذکر صرف تکبیر تحریمہ میں کیا۔ پھر کسی جگہ رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو اماں جی رضی اللہ عنہا ذکر فرماتیں۔ کیونکہ آپ نے رکوع کا ذکر کیا ہے۔ رکوع سے سر اُٹھانے کا ذکر کیا ہے لیکن رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث صحیح میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین ہے۔

عندالرکوع اور بعدالرکوع رفع یدین نہیں ہے۔

روایت نمبر 48.

حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن انا عمر و بن یزید ابو بریر الجرمی ثنا سیف بن عبید الله ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال. السجود علی سبعة اعضاء. الیدین والقدمین، والرکبتین والجبهة، ورفع الایدی اذا رایت البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفة والجمع وعند رمی الجمار واذا اقیمت الصلاة. (طبرانی کبیر 11 ص 358)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا۔ دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع یدین بیت اللہ کی زیارت کے وقت، اور صفا پہاڑی اور مروہ پہاڑی اور عرفہ اور مزدلفہ اور رمی جمار کے وقت اور نماز کے شروع میں کیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں جو کہ صحیح مرفوع ہے۔ رفع یدین کا ذکر سات مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک تو نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا باقی چھ مقامات حج میں تو اگر عندالرکوع اور بعدالرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین بیان کی ہے رکوع اور بعدالرکوع کی رفع یدین کا نام تک نہیں لیا۔ معلوم ہوا صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرنا چاہیے۔ (فھو المقصود) یہ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوع حدیث بیان کی

ہے جب کہ آپ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

روایت نمبر 49.

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں فرماتے ہیں کہ:

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن اذا قام الی الصلٰوۃ واذا رای البیت وعلی الصفاء والمروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر نماز شروع کرتے وقت بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پہاڑی پر، مروہ پر، وقوف عرفہ ومزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث پاک میں بھی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین سات مقامات پر بیان کیا ہے۔ ایک نماز کے شروع میں اور باقی چھ جگہ حج میں۔ تو اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کے ساتھ رکوع والی رفع یدین کا ذکر بھی فرماتے مگر ایسا نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صرف شروع نماز میں رفع یدین کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔

روایت نمبر 50.

امام اجل حضرت سید علی متقی علیہ الرحمۃ کنز العمال شریف میں روایت درج فرماتے ہیں بحوالہ طبرانی اوسط۔

اذا استفتح احدکم فلیرفع یدیه ویستقبل بباطنهما القبلة فان الله تعالیٰ امامه. (طس عن ابن عمر رضی اللہ عنہ) کنز العمال 7 ص176)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی (رحمت) اس کے سامنے ہے۔

قارئین کرام! دیکھئے! اس حدیث میں حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بس رفع یدین کا حکم نماز شروع کرتے وقت ہی کا کیا ہے کہ جب تم نماز شروع کرو تو تمہیں رفع یدین کرنا چاہیے۔ اگر عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور علیہ السلام اس کا بھی حکم فرماتے کیونکہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت ہی کرنا چاہیے پھر نہیں کرنا چاہیے۔

روایت نمبر 51.

حضرت سید علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبرانی کبیر اور الباوردی کے حوالہ سے ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں۔

اذا قمتم الی الصلاة فارفعوا ایدیکم، ولا تخالف آذانکم ثم قولوا. الله اکبر. سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک وان لم تزیدوا علی التکبیر الجزء تکم.

(کنز العمال 7 ص176 بحوالہ الباوردی، طب عن الحکیم بن عمیر شمالی)

حضرت حکیم بن عمیر شمالی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو رفع یدین کرو۔ کانوں سے مختلف نہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو اور ثناء پڑھو۔ سبحانک اللھم الخ

تو اس حدیث شریف میں بھی صرف نماز کے شروع میں رفع یدین کا حکم فرمایا۔

تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز کی ابتداء میں چاہیے۔ رکوع جاتے اور سر اُٹھاتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر رکوع کے وقت رفع یدین ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا بھی ذکر فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان مقدس منور سے جب بھی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے تو ابتداء نماز کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ پوری حیات طیبہ میں کسی ایک موقع پر بھی ایک بھی بار رکوع اور بعد الرکوع کی رفع یدین کا ذکر اپنی زبان اقدس سے نہیں فرمایا..........

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان اقدس سے صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ہی ذکر فرمایا ہے اور بعد کے رفع یدین کی نفی فرمائی ہے۔

قارئین کرام! یہ چند روایات ترکِ رفع یدین کی میں نے پیش کی ہیں جو کہ صحیح، ثقہ روایات ہیں اور ترکِ رفع یدین پر صریح ہیں۔ تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ترکِ رفع یدین پر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نہیں بلکہ آپ کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کرام علیہم الرضوان کی اور کئی ائمہ کرام کی زبردست حمایت حاصل ہے، تو معلوم ہوا کہ رفع یدین صرف نماز شروع کرتے وقت کرنا چاہیے، پھر رکوع کرتے وقت بالکل نہیں کرنا چاہیے۔ طوالت کے خوف سے انہی روایات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس موضوع پر فقیر کی مفصل کتاب حصہ سوم زیرِ طبع ہے اس میں کافی شرح و بسط سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔

اس مسئلہ پر غیر مقلدین سے ایک سوال:

(1) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل، غیر مضطرب، غیر مجروح ہے جس میں یہ موجود ہو کہ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا سنت ہے، سنت کا لفظ متن حدیث سے ہو۔

(2) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع، متصل غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمان ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال شریف تک رفع یدین کیا ہے۔

(3) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مضطرب موجود ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع نماز کی زینت ہے۔

(4) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، متصل، مرفوع موجود ہے جس میں یہ موجود ہو کہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رکوع اور بعد الرکوع اور تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

(7) کیا کوئی ایسی حدیث صحیح، مرفوع، متصل، غیر مجروح موجود ہے کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ رکوع والی رفع یدین کرنے سے اتنا اتنا ثواب ہے۔

بینوا وتوجروا۔ واللہ اعلم بالصواب



ترک رفع یدین

(حصہ سوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقول وباللہ التوفیق۔ (بخاری شریف کی احادیثِ رفع یدین کا جواب)

حدیث نمبر 1.

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالک عن ابن شهاب عن سالم بن عبدالله عن ابيه ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه اذا افتتح الصلوة واذا كبر للركوع واذا رفع راسه من الركوع رفعهما كذلک ايضا وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولک الحمد وكان لايفعل ذلک في السجود.

(بخاری شریف جلد اول ص102)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے اپنے کندھوں کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب تکبیر کہتے رکوع کے لئے اور جب اُٹھاتے سر اپنا رکوع سے رفع یدین کرتے تھے اسی طرح اور کہتے تھے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد اور تھے نہیں کرتے یہ سجدوں میں۔

جواب:

اس حدیث بخاری شریف میں رفع یدین کے متعلق تین باتیں بیان ہوئی ہیں۔

(۱) نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک۔

(۲) جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے تو پھر بھی رفع یدین کرتے۔

(۳) اور سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

ترتیب وار ان تینوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابتداء نماز کے رفع یدین کا حکم:

نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنے پر کسی کو اعتراض نہیں اس پر سب کا اتفاق ہے بلکہ بقول امام ابن منذر اس پر امت کا اجماع ہے دیکھیے الاجماع لابن المنذر ص 29۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہاتھ کندھوں تک اُٹھائے جائیں یا کانوں تک غیر مقلدین حضرات اس حدیث کے پیش نظر ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے ہیں اور کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی احادیث پر کبھی عمل نہیں کرتے۔

کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی احادیث:

ملاحظہ فرمائیں کہ کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کی حدیث کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کی ہے مثلاً سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اپنے مسند مبارک میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثني ابي ثنا عبدالقدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم افتتح الصلاة فرفع يديه حتى جاوز بهما اذنيه. (مسند امام احمد بن حنبل 3 ص 466)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں سے تجاوز کر گئے۔

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا ہے جس کے غیر مقلدین منکر ہیں، دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا اسباط ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حتی تکون ابھاماہ حذاء اذنیہ. (مسند امام احمد ص 293,292)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک۔

حضرات گرامی قدر! جس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں تک رفع یدین بیان کی ہے اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کانوں کی رفع یدین بیان کی ہے، تیسری حدیث ملاحظہ فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کانوں تک ہاتھ مبارک اُٹھاتے تھے۔ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر قال قدمت المدینۃ فقلت لانظرن الی صلوٰۃ النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم قال فکبرو رفع یدیہ حتی رأیت ابھامیہ قریبا من اذنیہ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں آیا پس میں نے کہا کہ ضرور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا پھر آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا حتی کہ دیکھا میں نے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے انگوٹھے مبارک کانوں کے قریب ہو گئے۔ اس حدیث میں بھی کتنی صراحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت ہاتھ مبارک کانوں تک اُٹھاتے تھے، چوتھی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ حدثنا ابن نمیر عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث قال رایت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔ (ابن ابی شیبہ 1 ص 233)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کی حتی کہ ہاتھ مبارک کانوں کے برابر ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب حضرات نے بیان کیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ پڑھ

چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو ہاتھ مبارک کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے اور غیر مقلدین ہمیشہ کندھوں تک اُٹھاتے ہیں اور ان تمام احادیث کے منکر ہیں جن میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ادریس عن عاصم بن کلیب عن محارب قال لو رأیت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اذا قام الی الصلوٰۃ قال ھکذا ورفع یدیہ حذو وجھہ. **(ابن ابی شیبہ 1 ص 234)**

ترجمہ: حضرت محارب (بن دثار) نے فرمایا کہ اگر تو دیکھتا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کھڑے ہوتے طرف نماز کی فرمایا اس طرح کرتے اور رفع یدین کرتے اپنے چہرہ مبارک کے مقابل۔ اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اُٹھانا ہے۔ گویا کہ بخاری شریف کے حدیث متفق علیہ کے خلاف عمل کرتے تھے۔ غور فرمائیں یہ وہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی حدیث میں امام بخاری علیہ الرحمہ کندھوں تک ہاتھ اُٹھانا بیان کرتے ہیں وہی عبداللہ بن عمر خود نماز شروع کرتے وقت ہاتھ چہرے کے برابر یعنی کانوں تک اُٹھاتے تھے۔ چھٹی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمۃ جزٔ رفع یدین میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا ابو ھلال عن حمید بن ھلال

قال كان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلوا کان ایدیھم حیال آذانھم کانھا المراوح۔ (جز رفع یدین ص 24)

ترجمہ: جناب حمید بن ہلال نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں کے برابر ہوتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔

دیکھئے جناب اس روایت میں حمید بن ہلال فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ہاتھ کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں گویا کہ غیر مقلدین حضرات جو ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے ہیں، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے برعکس کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے، گویا کہ بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث پر کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا کیونکہ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ ساتویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ حدثنا ابراھیم بن المنذر ثنا ابراھیم بن طھمان عن ابی الزبیر قال رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما حین قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی باذنیہ بقدر الحاجۃ۔ (جز رفع یدین للبخاری ص 38)

ترجمہ: جناب ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو رفع یدین کیا کانوں تک۔

لو جناب اس حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے شروع

میں کانوں تک رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ بخاری میں تو بیان کیا ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل کندھوں تک بیان کرتے ہیں اور جزٔ رفع یدین میں امام بخاری ہی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل نقل کرتے ہیں کہ آپ جناب نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے تھے گویا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے۔ یعنی خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کندھوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے ہیں ان تمام احادیث کے منکر ہیں۔ اب آٹھویں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ مام بخاری علیہ الرحمہ جزٔ رفع یدین میں فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة انا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰة رفع یدیه الی فروع اذنیه بقدر الحاجه. (جز رفع یدین للبخاری ص 39)

ترجمہ: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے کانوں تک، امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کندھوں تک رفع یدین بیان کی مرفوعاً۔ لیکن اس رسالہ جزٔ رفع یدین میں کانوں تک رفع یدین کبھی مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کبھی خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ معلوم نہیں صحیح بخاری

کے خلاف اس میں کیوں یہ روایات درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کے بظاہر خلاف ہیں۔ کیونکہ بخاری میں نماز کے شروع میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اور جزُ رفع یدین میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حویرث کی حدیث جس میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے۔ مسند ابو عوانہ ص 427,426 نسائی 1 ص 117-120، شرح مشکل الآثار 2 ص 29 مسند امام احمد بن حنبل 4 ص 524-525 وغیرہ میں مذکور ہے۔

اب حدیث نمبر 9 ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

عن الحکیم بن عمیر الشمالی، اذا قمتم الی الصلوٰۃ فارفعوا ایدیکم، ولا تخالف آذانکم ثم قولوا الله اکبر، سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اله غیرک. (بقدر الحاجة) (کنزالعمال 7 ص 176 بحوالہ طبرانی کبیر)

ترجمہ: حکیم بن عمیر شمالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوؤ تو رفع یدین کرو اور کانوں سے مختلف نہ کرو۔ اسی طرح امام حاکم نے بھی مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے تکبیر کہی پس آپ نے انگوٹھے مبارک کانوں تک اُٹھائے۔ حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم 1 ص 226)

ناظرین دیکھا آپ نے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کانوں کی رفع یدین روایت کرنے والے کتنے صحابہ ہیں، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن عمیر، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نماز شروع کرتے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے تھے (اور بحوالہ جزٔ رفع یدین بخاری) تو حضرت حسن اور حمید بن ھلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ غیر مقلدین ان تمام صحابہ کے برخلاف کندھوں تک ہی ہمیشہ ہاتھ اُٹھاتے ہیں اور ان تمام روایات کے منکر ہیں۔ تو ناظرین، بخاری شریف کی رفع یدین والی حدیث جس میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے اس کے خلاف کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کانوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے گویا کہ بخاری کی اس حدیث کے اس حصہ پر صحابہ کرام کا عمل نہیں تھا خاص کر خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس کے خلاف تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ناظرین اس حدیث کا دوسرا حصہ ہے:

کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ اس دوسرے حصے کا بیان ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! پہلے غیر مقلدین حضرات کا موقف سمجھ لینا چاہیے کہ وہ رفع یدین کہاں، کہاں کرتے تھے اور کتنی جگہوں میں نہیں کرتے اور رفع یدین کو وہ کیا سمجھتے ہیں، تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات رفع یدین، افتتاح صلوٰۃ کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کی ابتداء میں، رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں اور ان کا یہ دعویٰ

ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال اقدس تک اسی طرح ہی نماز ادا فرمائی ہے اور یہ لوگ دوسری رکعت کی ابتدا میں اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کبھی نہیں کرتے بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جب آپ نے تفصیل معلوم کر لی تو اب ترتیب کے ساتھ اس کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) وہابی اسے سنت دائمہ قائمہ کہتے ہیں تو سب سے پہلے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث سے سنت دائمہ قائمہ کی تعریف کریں کہ سنت دائمہ قائمہ کسے کہتے ہیں اور سنت دائمہ قائمہ کو ثابت کرنے کے لئے کس طرح کی دلیل شرعی درکار ہے۔

(۲) پھر قرآن یا حدیث صحیح سے یہ دکھائیں کہ ان مواقع پر رفع یدین کرنا سنت دائمہ قائمہ ہے۔

(۳) پھر یہ بھی قرآن و حدیث سے دکھلائیں کہ دوسری اور چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں میں رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے اور جو اس طرح نماز ادا نہ کرے اس کی نماز باطل ہے یا ناقص ہے۔

(۴) تو اب مذکورہ روایت کے متعلق عرض کیا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات چار رکعت والی نماز میں چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں، لیکن اس حدیث میں رفع یدین تین جگہ پر مذکور ہے، یعنی چوتھی جگہ جو وہابی رفع یدین کرتے ہیں خود اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں جب حدیث میں تین جگہ ذکر ہے تو غیر مقلدین نے چار جگہ رفع یدین کی تو اس حدیث کے خلاف ہی عمل ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے تو یہ حدیث اصلاً حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ ہوئی۔ لیکن اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے موطا شریف میں اس وقت درج فرمایا جب کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ امام مالک نے جب اپنے موطا شریف میں اس حدیث کو درج فرمایا تو اس وقت اس حدیث میں رفع یدین صرف دوبار تھا۔ ایک نماز شروع کرتے وقت دوسرا رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، لیکن یہی روایت جب بخاری شریف میں درج ہوئی تو اس میں رفع یدین تین مرتبہ ہو گیا پھر تین کی بجائے چار مرتبہ ہو گیا، پھر جزء رفع یدین للبخاری میں چار کی بجائے پانچ دفعہ ہو گیا، جیسا کہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے، پھر اس حدیث کو روایت کرنے والے خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور خود ان کا اپنا عمل ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم جو کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ سے حدیث اور فقہی مسائل روایت فرمانے والے ہیں وہ اپنی کتاب المدونۃ الکبریٰ میں امام مالک سے اس مسئلہ کی تفصیل نقل کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ مالکی مذہب میں احکام وفتویٰ میں اعتماد اس مدونۃ الکبریٰ پر ہے جیسا کہ غیر مقلدوں کے محدث مبارک پوری صاحب نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تعجیل المنفعۃ سے نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

بل اعتمادهم فی الاحکام والفتویٰ علی ماروا ه ابن القاسم عن مالک سواء وافق مافی الموطا ام لا، بقدر الحاجة. مقدمه تحفة الاحوذی ص 210 مطبوعه بیروت لبنان، (تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة ص18 طبع بیروت لبنان)

ترجمہ: بلکہ مالکیہ حضرات کا احکام وفتویٰ میں اعتماد ابن القاسم کی روایت پر ہے جو انہوں نے امام مالک سے روایت کیا ہے چاہیے وہ موطا کے موافق ہو یا موطا

کے خلاف ہو) تو اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مالکیہ حضرات کے نزدیک معتبر روایت امام مالک سے ابن القاسم کی روایت ہے چاہے وہ موطا کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اسی المدونۃ الکبریٰ کے متعلق کاتب چلپی حاجی خلیفہ اپنی کتاب کشف الظنون میں فرماتے ہیں۔

(هي من اجل الكتب من مذهب مالک2ص1644)

ترجمہ: یعنی مدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے۔

اور خود امام ابن القاسم کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ آپ اپنی کتاب تھذیب التہذیب 3ص409 پر فرماتے ہیں۔

ابو عبدالله المصری الفقيه روی عن مالک الحديث والمسائل، قال ابوزرعة، مصری ثقة رجل صالح، قال النسائی ثقة مامون احد الفقهاء قال الحاكم ثقة مامون وقال الخطيب ثقة قال يحيی بن معين ثقة ثقة۔

ترجمہ: امام ابن القاسم مصری فقیہ ہیں۔ آپ نے امام مالک سے حدیث بھی روایت کی ہے اور مسائل بھی۔ امام ابوزرعہ نے کہا آپ ثقہ روای ہیں صالح آدمی ہیں۔ امام نسائی امام حاکم، امام خطیب، امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا کہ آپ ثقہ مامون راوی ہیں۔

ناظرین! جب یہ بات واضح ہو چکی کہ امام عبدالرحمٰن بن قاسم فقیہ مجتھد ثقہ مامون ہیں اور ان کی کتاب المدونۃ الکبریٰ مالکی مذہب کی سب سے بڑی کتاب ہے اور اسی پر ہی مالکی حضرات احکام وفتویٰ میں اعتماد کرتے ہیں تو امام ابن القاسم کے حوالے سے ہی امام مالک کی رفع یدین کے متعلق رائے بیان کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبدالرحمٰن بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال مالک لااعرف رفع الیدین فی شئی من تکبیر الصلاۃ لا فی خفض ولا فی رفع الافی افتتاح الصلاۃ، المدونۃ الکبریٰ 1ص68

ترجمہ: امام مالک نے فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کو نہیں پہچانتا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

قال ابن القاسم کان رفع الیدین عند مالک ضعیفاً الافی تکبیرۃ الاحرام۔ (المدونۃ الکبریٰ 1ص68)

ترجمہ: ابن القاسم نے فرمایا کہ رفع یدین کرنا امام مالک کے نزدیک ضعیف ہے سوائے نماز شروع کرنے کے۔

ابن رشد مالکی کا فیصلہ:

ایک اور مالکی مذہب کے محدث فقیہ علامہ ابن رشد مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب بدایۃ المجتہد میں رفع یدین کی بحث میں فرماتے ہیں کہ **فمنهم من اقتصر علی الاحرام فقط ترجیحا لحدیث عبدالله بن مسعود و حدیث البراء بن عازب وهو مذهب مالک لموافقة العمل به۔**

(بدایۃ المجتہد 1ص150 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: پس کوئی ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے فقط نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین کو اختیار کیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اور یہی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جو ان کے اپنے عمل کے مطابق ہے۔
اس عبارت میں بھی ابن رشد مالکی نے ترک رفع یدین ہی امام کا مذہب بتایا ہے

اور اسی پر ہی ان کا عمل ہے۔

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ کی شہادت:

علامہ نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قال ابو حنیفة واصحابه و جماعة من اهل الکوفة لا یستجب فی غیر تکبیرة الاحرام وهو الشهر الروایات عن مالک۔

(مسلم مع شرح نووی 1 ص168)

ترجمہ: نووی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی اور جماعتِ اہل کوفہ تکبیر احرام کے سوا کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے اور یہی روایت (یعنی ترک رفع یدین) امام مالک سے سب سے زیادہ مشہور ہے۔

علامہ شوکانی کی شہادت:

علامہ شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں رفع یدین کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقال ابو حنیفه و اصحابه وجماعة من اهل الکوفة لا یستجب فی غیر تکبیرة الاحرام قال النووی ، وهو اشهر الروایات عن مالک۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص186 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

ترجمہ: شوکانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور جماعت اہل کوفہ سوائے تکبیر احرام کے وقت کے کسی رفع یدین کو مستحب نہیں سمجھتے۔ نووی نے کہا کہ حضرت امام مالک سے مشہور روایت بھی یہی ہے۔ (یعنی ترک رفع یدین کی)

ناظرین آپ نے دیکھا کہ امام ابن القاسم اور علامہ ابن رشد مالکی اور شوکانی صاحب اور علامہ نووی یہ سب حضرات فرما رہے ہیں کہ امام مالک کا مذہب ترک

رفع یدین ہے۔

علامہ ابن عبدالبر اندلسی کی شہادت:

علامہ ابن عبدالبر اندلسی مالکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التمہید لمافی الموطا من المعانی ولا سانید 9 ص 212 پر رفع یدین کی بحث میں کہتے ہیں کہ:

واختلف العلماء فی رفع الیدین فی الصلاۃ فروی ابن القاسم وغیرہ عن مالک انہ کان یری رفع الیدین فی الصلاۃ ضعیفاً الا فی تکبیرۃ الاحرام وحدھا وتعلق بھذہ الروایۃ عن مالک اکثر المالکین.

ترجمہ: اور اختلاف کیا ہے علماء نے نماز میں رفع یدین کرنے کے متعلق پس روایت کی ابن القاسم نے اور ابن القاسم کے غیر نے بھی امام مالک سے کہ بے شک امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں رفع یدین کرنے کو ضعیف سمجھتے تھے سوائے نماز شروع کرتے وقت کے رفع یدین کے، اور اکثر مالکیوں نے امام مالک سے یہی بات متعلق کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کی اس عبارت سے کئی باتیں واضح ہوئی۔

(۱) جس طرح ابن القاسم نے امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے اسی طرح اور حضرات نے بھی امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ رفع یدین عندالرکوع و بعدالرکوع پر اتفاق نہیں ہے، بلکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

(۳) تیسری یہ بات واضح ہوئی بقول علامہ ابن عبدالبر کے کہ اکثر مالکی

حضرات امام مالک سے رفع یدین کا ضعیف ہونا ہی بیان کرتے ہیں تو ناظرین یہ بات واضح ہوگئی کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ترک رفع یدین ہے، تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگر یہ روایت رفع یدین کی قابل عمل ہوتی تو آپ ضرور اس پر عمل کرتے آپ کا اس کو روایت کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں اور نہ ہی قابل عمل ہے۔

امام ربانی مجتہد فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی کا اس کو روایت کرنے کے بعد آپ کا فیصلہ:

امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد آخر میں یہ فیصلہ دیتے ہیں۔

قال محمد: السنة ان يكبر الرجل في صلاته كلما خفض وكلما رفع واذا انحط للسجود كبر واذا انحط للسجود الثاني كبر فاما رفع اليدين في الصلوة فانه يرفع اليدين حذو الاذنين في ابتداء الصلوة مرة واحدة ثم لا يرفع في شئ من الصلوة بعد ذلك.

(موطا امام محمد ص 88)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تکبیر کہے ہر اونچ نیچ میں اور جب سجدے کرے تو بھی تکبیر کہے جہاں تک رفع یدین کا تعلق ہے تو وہ نماز شروع کرتے وقت کرے پھر دوبارہ نہ کرے۔

ناظرین! آپ نے دیکھا کہ امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ جو کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے استاذ الحدیث والفقہ ہیں اور حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد رشید ہیں وہ بھی اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایت

کرنے کے بعد اسے متروک العمل ہی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سنت صرف پہلی بار میں رفع یدین کرنا ہے۔

امام سفیان بن عینیہ کا عمل:

جس طرح اس حدیث کو امام زہری سے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام سفیان بن عینیہ بھی اس حدیث کو امام زہری سے روایت کرنے والے ہیں (اگرچہ آپ سے اختلاف ہے) لیکن امام سفیان بن عینیہ بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

وكان ابن عينية ربما فعله وربمالم يفعله. بقدر الحاجة

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 226)

ترجمہ: ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ امام سفیان بن عینیہ کبھی تو رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو علامہ ابن عبدالبر کی شہادت سے واضح ہو گیا کہ امام سفیان بن عینیہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ترک رفع یدین پر بھی عمل کرتے تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

اور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس وقت پیش ہوئی جبکہ امام بخاری و مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابھی تک شکم مادر میں بھی تشریف نہ لائے تھے۔ تو حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبول نہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

حضرت سفیان بن عینیہ کا ہی یہ فرمان ہے کہ: قال اجتمع ابو حنیفة والاوزاعی فی دار الحناطین بمکة فقال الاوزاعی لابی حنیفة مابالکم لاترفعون ایدیکم فی الصلوٰة عند الرکوع وعند الرفع منه فقال ابو حنیفة لاجل انه لم یصح عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فیه شئی قال کیف لا یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة وعند الرکوع وعند الرفع منه فقال له ابو حنیفة وحدثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن ابن مسعود ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان لا یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود لشئی من ذلک فقال الاوزاعی احدثک عن الزهری عن سالم عن ابیه وتقول حدثنی حماد عن ابراهیم فقال له ابوحنیفة کان حماد افقه من الزهری وکان ابراهیم افقه من سالم وعلقمة لیس بدون ابن عمر فی الفقه وان کانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة فالاسود له فضل کثیر وعبدالله هو عبدالله فسکت الاوزاعی۔

(مسند امام اعظم ص50 فتح القدیر جلد 1 ص219 طبع مصر)

ترجمہ: سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ اور اوزاعی مکہ میں گیہوں کی منڈی میں ایک دوسرے سے ملے اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ تم کو کیا ہوا کہ تم نماز میں رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ امام ابو حنیفہ فرمانے لگے کہ اس سبب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث (بغیر معارض کے) نہیں ملی۔ اوزاعی نے کہا صحیح حدیث کیوں نہیں ہے اور حدیث بیان کی مجھ سے زہری نے انہوں نے سالم سے روایت کیا

انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ رفع یدین کرتے نماز کے شروع میں اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، تو امام ابوحنیفہ نے ان سے فرمایا کہ روایت بیان کی مجھ سے حماد نے انہوں نے روایت کی ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر اوزاعی کہنے لگے کہ میں تم سے حدیث بیان کرتا ہوں زہری سے وہ سالم سے اور وہ اپنے والد سے اور تم کہتے ہو حدیث بیان کی مجھ سے حماد نے اور انہوں نے روایت کی ابراہیم سے تو امام ابوحنیفہ نے اس کا جواب دیا کہ حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہے اور حضرت علقمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ میں کچھ کم نہیں اگرچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرف صحبتِ نبوی نصیب ہے تو اسود کو بہت فضیلت حاصل ہے اور پھر عبداللہ تو عبداللہ ہی ہیں اس پر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

اگرچہ وہابیہ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں لیکن اس واقعہ کو امام ابن الھمام نے فتح القدیر میں اور شیخ المحدثین محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جیسی شخصیات نے شرح سفر السعادت ص 66 پر نقل کیا ہے اور اس واقعہ کو بلانکیر مختصراً غیر مقلد نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے بھی اپنی کتاب الروضۃ الندیہ میں بیان کیا ہے۔ (1 ص 95)

تو ناظرین کرام! حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو رفع یدین والی ہے اس کو امام صاحب علیہ الرحمہ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت امام علیہ الرحمہ نے روایت کی لیکن اس پر عمل نہ فرمایا، امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے روایت کیا

لیکن اس پر عمل نہ فرمایا۔ امام سفیان بن عیینہ نے اس کو روایت کیا لیکن اس پر ہمیشہ عمل نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کبھی کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ روایت رفع یدین ان حضرات کی نظر میں قابل عمل نہیں تھی ورنہ امام مالک جیسی شخصیت سے یہ کب امید کی جاسکتی ہے کہ وہ خود ہی روایت کریں اور عمل اس کے خلاف کریں۔

حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا:

پھر اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے اس روایت میں ان کے بیٹے حضرت سالم ہیں اور حضرت سالم نے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا۔ امام بخاری سے پہلے۔

حدیث:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن جابر سمعت سالم بن عبداللہ یحدث انه رأی اباه یرفع یدیه اذا کبر و اذا اراد ان یرکع واذا رفع راسه من الرکوع فسألته عن ذلک فزعم انه رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصنعه.

(مسند امام احمد 2 ص 64 ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا وہ بیان کرتے

تھے کہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔ سالم نے کہا کہ میں نے اس رفع یدین کے متعلق اپنے باپ سے سوال کر دیا۔ پس میرے باپ نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت سے چند باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

(۱) رفع یدین مدینۃ المنورہ میں مروج نہیں تھا۔ اگر مروج ہوتا تو اس پر تعجب نہ کرتے۔

(۲) حضرت سالم خود بھی رفع یدین کو نہیں جانتے تھے ورنہ اس کے متعلق سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہی تھا کیونکہ جو کبھی کبھار کیا تو فوراً اس پر تعجب کیا گیا اور اس رفع یدین کے متعلق سوال ہونے لگا۔

اس کے مخالف اثر:

قائلین رفع یدین یہاں پر امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزٔ رفع یدین کے حوالہ سے ایک اثر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سالم خود بھی رفع یدین کیا کرتے تھے حالانکہ یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں اور یہ اثر غیر مقلدین کے موافق بھی نہیں تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبداللہ انبا عکرمۃ بن عمار. قال رائیت سالم بن عبداللہ و القاسم بن محمد وعطاء و مکحول یرفعون

ایدیھم فی الصلوۃ اذا رکعوا واذا رفعوا۔

(جزٔ رفع یدین للبخاری ص 42 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کو دیکھا ہے یہ حضرات رفع یدین کرتے تھے نماز میں جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سالم حضرت قاسم بن محمد حضرت عطاء حضرت مکحول یہ تمام حضرات رفع یدین کے قائل تھے مگر یہ اثر قائلین رفع یدین کی ہرگز تائید نہیں کرتا تفصیل ملاحظہ ہو۔

(۱) اس میں رفع یدین کا ذکر دوبار ہے جب کہ غیر مقلدین حضرات چار بار رفع یدین کے قائل ہیں۔

(۲) اس میں سجدوں کی نفی نہیں جبکہ غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کی نفی کرتے ہیں۔

(۳) بلکہ اس کے بعد جو اثر آپ ملاحظہ کریں گے اس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت سالم سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ سالم کا یہ عمل بخاری کی متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے گویا کہ حضرت سالم حدیث بخاری کے خلاف عمل کرتے تھے۔

(۴) پھر یہ اثر سنداً بھی صحیح نہیں ہے جبکہ اس کی سند شروع ہوتی ہے۔ حدثنا محمد بن مقاتل سے جبکہ اصل میں سند یہ تھی۔ حدثنا مقاتل۔ جیسا کہ خود اس جلال پور پیروالہ نسخہ کے حاشیے میں موجود ہے کہ مطبوعہ نسخے میں مقاتل تھا ہم نے محمد بن مقاتل کر دیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ ضعیف ہے ملاحظہ

فرمائیں۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں درج کرتے ہیں۔

عکرمة بن عمار، ابو عمار، اليمامي، العجلي، قال يحيىٰ بن سعيد، احاديث ضعاف ليس بصحاح قال احمد احاديثه ضعاف.

(كتاب الضعفاء والمتروكين 2 ص 185)

ترجمہ: (امام جرح وتعدیل) یحیٰ بن سعید نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں صحیح نہیں ہیں۔ (امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحاتم نے کہا کہ سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا مگر ہے وہمی۔ (یہ رفع یدین وہم کا ہی نتیجہ ہے)۔

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ضعیف الحدیث ہے، اور خود امام بخاری نے کہا کہ اس کے پاس کتاب نہیں ہے پس اس کی حدیث میں اضطراب ہے، یحیٰ سے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 90-91)

تو جب یہ ہے ہی وہمی اور ضعیف الحدیث اور مضطرب الحدیث تو پھر اس کی حدیث صحیح کیسے ہوسکتی ہے لیکن سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنے کی حدیث وہ مسند امام احمد کی صحیح حدیث ہے، جس مسند کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ شوکانی کہتا ہے کہ مسند امام احمد کی ہر حدیث مقبول ہے۔ (نیل الاوطار 1 ص 20)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اسی عکرمہ بن عمار سے جزء رفع یدین ص 44 پر روایت کرتے ہیں۔ وقال عمر بن يونس حدثنا عكرمة بن عمار. قال رائيت القاسم وطاؤسا ومكحولا وعبدالله بن دينار وسالما يرفعون ايديهم اذا استقبل احدهم الصلوٰة وعند الركوع والسجود۔ (جزء رفع یدین ص 44)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ دیکھا میں نے قاسم اور طاؤس اور مکحول اور عبداللہ بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور رکوع کے وقت اور سجدوں کے وقت بھی۔

ناظرین کرام دیکھئے! اس روایت میں صاف لکھا ہوا کہ ہے حضرت قاسم، طاؤس، مکحول اور عبداللہ بن دینار اور سالم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جب یہ روایت بخاری شریف کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری شریف میں سالم اپنے باپ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں رفع یدین ابتدا نماز میں وقت رکوع اور بعد الرکوع اور پھر یہ کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور سالم ہی خود سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ یعنی بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف کرتے تھے۔ تو غیر مقلدین حضرات جو سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت کہتے ہیں اور اس کے سخت منکر ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت سالم، قاسم، طاؤس، مکحول، عبداللہ بن دینار کی نمازیں تو یقیناً خلاف سنت ہی ہوئیں۔ اب آپ خود ہی غور وفکر کریں کہ جس روایت پر خود اس کے اپنے راویوں کا ہی عمل نہ ہو وہ روایت کس درجے کی ہوگی۔

حضرت سالم کی طرح قاضی کوفہ حضرت محارب بن دثار نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا ہے:

جس طرح سالم نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے پوچھا اسی طرح حضرت محارب بن دثار نے بھی ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو تعجب سے سوال کر دیا کہ یہ کیا ہے۔ تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث سیدنا احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا محمد بن فضیل عن عاصم عن ابن کلیب عن محارب بن دثار قال رائیت ابن عمر یرفع یدیه کلمار کع و کلما رفع رأسه من الرکوع قال فقلت له ماهذا قان کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا قام فی الرکعتین کبر ورفع یدیه.

(مسند امام احمد 2 ص 146 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235-236)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ کیا ہے، تو فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

ناظرین اس روایت سے کئی باتیں واضح ہوتی ہیں۔

(۱) دور صحابہ اور دور تابعین میں رفع یدین سے کوئی واقف بھی نہیں تھا اگر کوئی کبھی کبھار کر لیتا تو فوراً اس سے سوال ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے، حیران ہو کر سوال کرتے۔

(۲) حضرت محارب بن دثار جو کہ کوفہ کے قاضی تھے اور صاحب علم وفضل تھے۔ انہوں نے جب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع والی رفع یدین کرتے دیکھا تو اظہار تعجب کیا اور پوچھا کہ (ماھذا) یہ کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس وقت رفع

یدین بالکل مروج نہیں تھا ورنہ اتنا تعجب نہ ہوتا اور محارب بن دثار تعجب کرنے والے تنہا نہیں ہیں بلکہ خود ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت سالم نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا۔

رفع یدین عند الرکوع پر یہ تعجب اور سوال کا سلسلہ اس بات کی خوب نشاندہی کرتا ہے کہ اس دور خیر القرون میں ترک رفع یدین ہی معمول تھا۔ بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل خود ترک رفع یدین تھا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث امام اجل امام کبیر ابن ابی شیبہ سند صحیح سے اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عمر کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے:

حدیث:

حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارأیت ابن عمر یرفع یدیه الافی اول مایفتتح، مصنف ابن ابی شیبه . (1ص 237)

ترجمہ: حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز کے شروع میں۔

حضرت مجاہد جو کہ امام التفسیر ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے نماز شروع کرنے کے یعنی صرف نماز کے شروع میں ہی رفع یدین کرتے پھر دوبارہ نہ کرتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے اس سند کے

تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں تاہم تفصیل کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے پہلے راوی امام ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں جو کہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ ثبت ہیں۔ (دیکھئے میزان الاعتدال 2 ص490)۔

(تقریب التہذیب 1 ص528۔تہذیب التہذیب 3 ص252)

دوسرے راوی ہیں، حصین بن عبدالرحمٰن ، یہ بھی ثقہ ثبت ہیں۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ ماموں ہے حدیث کا بہت بڑا امام ہے۔امام احمد عجلی نے کہا کہ یہ راوی ثقہ ثبت ہے، ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے امام ابوزرعہ سے اس راوی کے متعلق پوچھا تو ابوزرعہ نے کہا یہ راوی ثقہ ہے میں نے کہا کیا یہ حجت بھی ہے تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم یہ حجت ہے امام حاتم نے کہا یہ راوی ثقہ ہے امام ذھبی نے کہا یہ راوی ثقات میں ہے۔

(میزان الاعتدال 1 ص551-552)

تیسرے راوی حضرت امام مجاہد ہیں جو کہ حدیث کے ساتھ ساتھ تفسیر کے بھی امام ہیں اور بلاتفاق ثقہ ثبت ہیں دیکھئے تہذیب التہذیب جلد10 ص39-40۔طبع بیروت۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے تمام راوی ثقہ ثبت اعلیٰ درجہ کے روی ہیں تو پھر انکار حدیث کیوں شاید اس لئے کہ یہ حدیث ان کے مزاج کے خلاف ہے۔غیر مقلدین حضرات جب اس کا کوئی جواب نہیں پاتے تو کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حصین بن عبدالرحمٰن کا آخر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔(دیکھئے ابکار المنن) لیکن یقین جانیئے یہ صرف انکار حدیث کا ایک بہانہ ہے،غور فرمائیں کہ اس سند میں حصین سے روایت کرنے والا راوی ابوبکر بن عیاش ہے اور یہی سند یعنی ابوبکر بن عیاش عن حصین، بخاری شریف میں مذکور ہے تو بخاری شریف کی

جتنی سندوں میں یہ راوی ہو گا کیا غیر مقلدین حضرات بخاری کی اتنی حدیثوں کے منکر ہوں گے جب یہ راوی ہی بخاری کا ہے تو پھر اس پر آپ کا جرح کرنا ہی بیکار ہے یا پھر آپ بخاری کی تمام روایات کو صحیح نہیں مانتے، اگر مانتے ہیں تو پھر بخاری شریف کے راویوں پر جرح کرنا یہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔ تو اگر یہ راوی بخاری میں ثقہ ہے تو پھر یہاں بھی ثقہ ہے اگر یہاں ثقہ نہیں تو پھر بخاری میں یہ راوی کیونکر ثقہ ہو گیا ...... ہائے انصاف۔

اس حدیث کو مسترد کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ابوبکر بن عیاش کے متعلق بھی کچھ مہربانی کرتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش کا حافظہ بھی آخر میں متغیر ہو گیا تھا لیکن یہ بھی بہانہ ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ابوبکر بن عیاش خود بخاری شریف کا راوی ہے۔ غیر مقلدین حضرات بخاری کے راویوں کو صحیح ثقہ بھی کہتے ہیں پھر ان پر جرح بھی کرتے کچھ تو بخاری شریف کا خیال کیا ہوتا اور بخاری کے ساتھ حق وفا ادا کیا ہوتا۔ یہ بخاری شریف کے راویوں پر کتنی بداعتمادی ہے، غیر مقلدین کی کہ ایک ہی راوی بخاری میں آئے تو ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے وہی راوی بخاری کے علاوہ کسی ایسی حدیث میں آجائے جو غیر مقلدین کے مزاج کے خلاف ہو تو پھر خدا کی پناہ اس راوی کو شہید کرنے کے لئے عزم صمیم کر لیتے ہیں اور اس پر جرح کرتے کرتے کئی کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں جو راوی بخاری میں ثقہ تھا اب وہ ضعیف بن گیا کیونکہ اس نے وہ حدیث بیان کی ہے جو غیر مقلدین کے عمل و مزاج کے خلاف ہے یہ ہے غیر مقلدین کی دیانتداری اور انصاف حالانکہ ابوبکر بن عیاش بخاری و مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ثبت ہے۔ دیکھئے تہذیب التہذیب جلد 12 ص 38 امام نووی شافع علیہ الرحمہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

ابوبکر بن عیاش فھو الامام المجمع علی فضلہ 1 ص 10۔

ترجمہ: نووی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش ایسے جلیل القدر امام ہیں جن کی فضیلت پر سب کا اتفاق ہے۔

تو ناظرین کرام! جب اس سند کے راوی ثقہ ثبت ہیں تو پھر یہ حدیث صحیح ثابت ہوئی۔ اسی لئے تو امام عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے دادا استاد امام علامہ ابن ترکمانی جوہر نقی علی البیہقی میں اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔ ہذا سند صحیح۔ یہ سند صحیح ہے۔ جوہر نقی 2 ص 74 تو اب امام بخاری علیہ الرحمہ کا یحییٰ بن معین سے یہ نقل کرنا کہ **ابوبکر عن حصین انما ھو توھم لااصل له** ۔ جزء رفع یدین للبخاری ص 10 مطبوعہ جلال پور پیر والہ کہ ابوبکر کی حدیث حصین سے نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ سب دعویٰ بلا دلیل ہے جس پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل تھی تو انہیں پیش کرنی چاہیے تھی جب اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر یہ کیسے مان جائیں کہ ابوبکر کی حصین سے حدیث نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں تو کیا غیر مقلدین ابن معین کا یہ فرمان کہ ابوبکر کی حصین سے روایت نرا وہم ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ بخاری شریف میں بھی صحیح مانیں گے یا نہیں کیا بخاری میں بھی یہ ماننے کے لئے تیار ہوں گے کہ بخاری میں جو حدیث ابوبکر عن حصین کی سند سے مروی ہیں وہ سب نرا وہم ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اگر نہیں تو پھر یہاں بھی مان جاؤ کہ خود اس بے دلیل بات کی اپنی کوئی اصل نہیں ہے، حدیث تو صحیح ہے کیونکہ اس کی سند موجود ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور بیان کرنے والے امام جلیل القدر شخصیات ہیں۔ اسی لئے تو حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سند دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا وہی کہتا۔ مقدمہ شرح نووی مع مسلم تو اگر سند ہوگی تو کسی کو غلط بات کرنے کی جرأت

نہ ہوگی اگر کوئی بے سند بات کر بھی دے گا تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اس لئے یہ حدیث جو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی ترجمانی کرتی ہے کہ آپ ترک رفع یدین پر عامل تھے، یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد عبدالعزیز بن حکیم بھی آپ سے ترکِ رفع یدین بیان کرتے ہیں:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث والفقہ اور امام یحییٰ بن معین کے استاد اور ... بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد۔ امام المحدثین سید الفقہاء، امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ۔ موطا امام محمد 1 ص90 پر اپنی سند سے نقل کرتے ہیں۔

قال محمد اخبرنا محمد بن[1] ابان بن صالح عن عبدالعزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء اذنیه فی اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فیما سوی ذلک۔

(موطا امام محمد ص 90 مطبوعہ سعید ایم ایچ کراچی)

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نماز میں پہلی تکبیر کے وقت کانوں تک رفع یدین کرتے اس کے علاوہ نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اس سے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے اور یہ اثر صحیح ہے کیونکہ مجتہد کا کسی حدیث سے دلیل پکڑنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔

---

[1] محمد بن ابان بن صالح پر گفتگو ترک رفع یدین حصہ دوم ص پر ملاحظہ کریں۔

عطیہ عوفی بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں:

رواہ البیھقی عن سوار بن مصعب عن عطیة[1] العوفی ان باسعید الخدری وابن عمر کانا یرفعان ایدیھما اول مایکبران ثم لا یعود۔ (بتنسق النظام فی مسند الامام ص 35)

ترجمہ: عطیہ عوفی سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے تین شاگردوں نے ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ اصل روایت تو حضرت مجاہد کی ہے دو باقی شاگردوں کی روایتیں یعنی عبدالعزیز بن حکیم اورعطیہ عوفی کی دو روایتیں متابع ہے اور متابع کے لئے ثقہ ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں تو ناظرین کرام بخاری شریف کی حدیث رفع یدین کے آخری راوی صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور آپ تفصیلاً پڑھ چکے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل ترک رفع یدین ہے۔ آپ خود ہی اندازہ کریں جس روایت کے راویوں کا اپنا عمل اس روایت پر نہ ہو۔ بھلا وہ روایت کیسے قابل عمل ہو سکتی ہے پھر جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کا اثبات ہے اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

[1] اگرچہ یہ سند ضعیف ہے مگر متابعتاً کوئی حرج نہیں یہ اثر بطور متابعت عرض کیا گیا اور متابع اگرچہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو اصل روایت کو قوی کرتا ہے۔

سے مرفوعاً۔ عند الرکوع اور بعد الرکوع کی نفی بھی ثابت ہے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ مسند ابوعوانہ جس کو ذھبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں المسند الصحیح کہا ہے۔ جس کی حدیثیں بخاری و مسلم کی طرح صحیح احادیث ہیں۔ اس مسند ابوعوانہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

حدیث:

امام ابوعوانہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ ابن ایوب المخرمی وسعدان بن نصرو شعیب بن عمروفی آخرین قالوا ثنا سفیان بن عینیة عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا اراد[1] ان یرکع وبعد مایرفع راسہ من الرکوع لا یرفعھما. وقال بعضھم ولا یرفع بین السجدتین، والمعنی واحد.

(مسند ابوعوانہ 1 ص 423 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: حضرت سالم اپنے باپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کندھوں تک اور بعض راویوں نے حذو منکبیہ ذکر کیا ہے اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور بعض راویوں نے کہا اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ معنی ایک ہی ہے۔

---

[1] اس روایت پر غیر مقلدین کے اعتراضات کے تفصیلی جوابات ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔
اس روایت میں کتنی وضاحت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے ہیں تو یہ روایت خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے عمل کے مطابق ہے بلکہ حضرت مالک امام رحمتہ اللہ علیہ کا عمل بھی ترک رفع یدین ہے اور حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا حضرت محارب بن دثار نے رفع یدین پر تعجب کیا۔ ان تمام روایات کی یہ حدیث جو ترک رفع یدین پر صریح بھی صحیح بھی ہے مرفوع ہے تائید کرتی ہے تفصیل گذشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

جس طرح امام ابوعوانہ نے اس ترک رفع یدین کی مرفوع حدیث کو روایت کیا ہے اسی طرح حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بھی اس روایت کو مرفوعاً روایت کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔
محدث عبداللہ بن زبیر حمیدی اپنی سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا الحمیدی قال ثنا سفیان[1] ثنا الزھری قال اخبرنی سالم بن عبداللہ بن ابیہ قال. رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ، واذا اراد ان یرکع وبعد مایرفع راسہ من الرکوع فلا یرفع ولا بین السجدتین.

---

[1] مطبوعہ بیروت لبنان کے نسخہ حمیدی میں۔ حروف جوڑنے والے کی غلطی سے سند میں سفیان کا واسطہ رہ گیا ہے جبکہ اس کے محقق نے حاشیہ میں سفیان کا حوالہ دے دیا ہے اور مسند حمیدی کے قلمی نسخہ ص 79 میں بھی سند سفیان کے واسطہ سے ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان۔ مسند حمیدی (قلمی) ص 79)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب نماز شروع کی رفع یدین کیا کندھوں تک اور جب ارادہ کیا رکوع کا اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین نہیں کیا اور نہ دو سجدوں کے درمیان۔

تو ناظرین کرام! جس طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کی نفی مسند ابوعوانہ میں ہے اسی طرح عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کی نفی مسند حمیدی میں بھی ہے۔ یہ حدیث مرفوع بھی ہے صحیح بھی متصل بھی ہے اور رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع کی نفی بھی صریح ہے۔ غیر مقلدین حضرات جب مسند حمیدی کی حدیث کا کوئی جواب نہیں پاتے تو پھر اس کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بھی حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف افتتاح کی رفع یدین ہی روایت کرتے ہیں:

امام ابن القاسم علیہ الرحمہ جو کہ امام دار الہجرت حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے تلمیذ رشید ہیں اور فقہ مالکی کے مجتہد فقیہ ہیں آپ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی کتاب مدونۃ الکبریٰ میں یہ حدیث روایت کی ہے اور اس حدیث سے امام ابن القاسم نے ترک رفع یدین پر دلیل پکڑی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ابن وهب و ابن القاسم عن مالك بن انس عن ابن شهاب

عن سالم بن عبداللہ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح التکبیر للصلاۃ.

(المدونۃ الکبریٰ 1 ص 69)

ترجمہ: امام ابن وہب اور امام ابن القاسم دونوں نے حضرت امام مالک سے روایت کی انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب شروع کرتے تکبیر نماز کے لئے۔

حضرات محترم! یہ حدیث صحیح، مرفوع متصل ہے اور اس حدیث کو مالکی فقیہ مجتہد نے ترک رفع یدین کے دلائل میں پیش کیا ہے، ابن القاسم اور ابن وہب دونوں نے مل کر اس حدیث کو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں صرف افتتاح کی رفع یدین کا ذکر ہے اگر رکوع والی رفع یدین اس میں ہوتی تو ابن القاسم وہ بھی پیش کرتے لیکن ابن القاسم علیہ الرحمہ نے صرف ابتداء ہی کی رفع یدین بطریق مالک مرفوعا روایت کی ہے اور یہ حدیث ترک رفع یدین پر مالکیوں کا مستدل ہے۔ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بقول علامہ ابن عبدالبر اکثر مالکی حضرات نے امام مالک سے ترک رفع یدین ہی متعلق کیا ہے۔ اسی طرح امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اور شاگرد بطریق مالک، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں بحوالہ خلافیات بیہقی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ابن قیم نے اس حدیث کو جرأت کر کے موضوع کہہ دیا بلا دلیل۔

محدث مکہ مفتی مکۃ المکرمہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ، ابن قیم کا رد کرتے ہوئے اس حدیث کو ثابت کرتے ہیں۔

حدیث:

وحدیث اورده البیهقی فی الخلافیات من روایة عبدالله بن عون الخراز حدثنا مالک عن الزهری عن سالم عن ابیه ان النبی علیه السلام کان یرفع یدیه الخ ثم لا یعود. قلت وقد صح عنه خلاف ذلک فیحمل علی نسخ الاول فتامل فقول ابن القیم من شم روائح الحدیث علی بعد شهد باالله انه موضوع، مدفوع.

(موضوعات کبیر ملا علی قاری مع تذکرہ الموضوعات ص 175)

ترجمہ: امام بیہقی علیہ الرحمہ نے خلافیات میں عبداللہ عون الخراز سے روایت کی ہے کہا بیان کیا ہم سے مالک نے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے رفع یدین کرتے جب نماز شروع کرتے پھر دوبارہ یہ عمل نہیں کرتے تھے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور پر اس کے خلاف بھی روایت ہے۔ (یعنی رکوع جاتے وقت اور سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرنا) تو پہلی حدیث کو اس حدیث سے منسوخیت پر محمول کیا جائے۔ پس غور وفکر کر ابن القیم نے جو یہ کہا ہے کہ جس نے حدیث کی بو سونگھی ہے وہ اس کی گواہی دے گا کہ یہ حدیث موضوع ہے پس ابن قیم کا اعتراض ختم ہوا۔ دوسرے شاگردوں کی طرح عبداللہ بن عون الخراز نے بھی امام مالک سے ترک رفع یدین روایت کیا ہے اور یہی یعنی ترک رفع یدین ہی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا

عمل ہے جیسا کہ تفصیلاً سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات جو ابن قیم اور ابن حجر کی تقلید میں اس حدیث صحیح کو موضوع کہتے ہیں تو غیر مقلدوں کو موضوع حدیث کی تعریف پر غور کرنا چاہیے کیونکہ موضوع من گھڑت حدیث وہ ہوتی ہے جس کی سند میں کوئی کذاب راوی ہو تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ اس حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے اس کی سند سے کوئی کذاب راوی نکالیں ورنہ خدا کا خوف کریں اور اس حدیث کو موضوع کہنے سے باز رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت طحاوی شریف میں بھی موجود ہے مرفوعاً جس میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے لیکن جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو اس حدیث میں صرف ابتدا کی ہی رفع یدین کا ذکر ہے تو اگر رکوع اور بعد الرکوع بھی رفع یدین ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے تفصیلی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ امام جلیل محدث کبیر امام طحاوی علیہ الرحمہ شرح معانی الآثار میں اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسیٰ قال ثنا ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر و عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ وعند البیت وعلی الصفا والمروۃ وبعرفات وبالمزدلفۃ وعند الجمرتین.

(شرح معانی الآثار 1 ص 416)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ

تعالٰی عنہ دونوں صحابہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفع یدین سات مقامات پر کیا جائے۔ نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں مسئلہ رفع یدین ہی بیان کیا گیا ہے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رفع یدین کا بیان فرماتے ہوئے افتتاح صلوٰۃ کی رفع یدین کا ذکر تو فرمایا لیکن رکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کا آپ نے ذکر تک نہیں کیا تو اگر رکوع والی رفع یدین بھی ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے۔ تعجب کی بات ہے کہ جس رفع یدین کو وہابی غیر مقلد سنت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی ایک موقعہ پر بھی اپنی زبان اقدس سے اس رفع یدین کا ایک بار بھی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی رکوع والی رفع یدین کی فضیلت بیان کی ہے۔ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک اور سند سے روایت فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

حدثنا فهد قال ثنا الحماني قال ثنا المحاربي عن ابن ابي ليلى عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مثله،

شرح معانی الآثار 1 ص 416۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں پہلی حدیث کی مثل۔ (یعنی رفع یدین سات مقامات پر

کیا جائے)۔

اس حدیث کا انکار کرنے کے لئے غیر مقلدین حضرات ایک بہانہ تو یہ بناتے ہیں کہ اس میں رکوع اور بعد الرکوع کی نفی نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حدیث بالکل واضح ہے اور اس میں صرف مسئلہ رفع یدین ہی تو بیان کیا گیا ہے نماز کے متعلق ابتدا کی رفع یدین کا حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے اگر رکوع کی رفع یدین ہوتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا بھی ذکر فرماتے کیونکہ جب اس حدیث میں بیان ہی رفع یدین کا ہے تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رکوع کی رفع یدین کا ذکر نہ فرماتے اگر ہوتا تو ضرور ذکر فرماتے کیونکہ رکوع والی رفع یدین سنت ثابت نہیں ہے۔ اس لئے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے۔ رکوع والی رفع یدین کا ذکر زبان اقدس سے بالکل نہیں فرمایا۔ فھو المقصود۔

ایک اعتراض:

غیر مقلدین حضرات اس حدیث کو رد کرنے کے لئے ایک اور بہانہ بناتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن ابی لیلیٰ ہے جو کہ ضعیف ہے لہذا یہ حدیث معتبر نہیں ہے۔

جواب:

غیر مقلدین حضرات نے محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ تعصب کی نذر ہو گئے ہیں۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس پر جہت حفظ سے کلام کیا ہے لیکن اُسے ثقہ کہنے والے ائمہ بھی موجود ہیں۔ اس کے متعلق

امام جرح وتعدیل مسلم شخصیت امام ذھبی علیہ الرحمہ کا قول پیش خدمت ہے کہ امام ذھبی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق بحث کرنے کے بعد فیصلہ کر دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذھبی تذکرۃ الحفاظ میں ، ابن ابی لیلیٰ کو امام عالم مفتی کوفہ اور قاضی کوفہ اور فقیہ لکھتے ہیں۔ احمد بن یونس نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ افقہ اہل الدنیا ساری دنیا سے بڑا فقیہ ہے۔ وقال العجلی کان فقیھا صدوقاً صاحب سنة جائز الحدیث قارئاً عالماً بالقرآن۔ امام عجلی نے کہا ابن لیلیٰ فقیہ ہے سچا ہے اور سنت پر عامل ہے اس کی حدیث درست ہے قرآن کا قاری اور عالم ہے۔ قال ابوزرعة لیس هو باقوی مایکون۔ امام ابوزرعہ نے کہا کہ زیادہ :: اقوی نہیں ہے۔ (یعنی قوی ہے اقوی نہیں ہے) قال احمد مضطرب الحدیث امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ مضطرب الحدیث ہے۔ قلت حدیثه فی وزن الحسن ولا یرتقی الی الصحة لانه لیس بالمتقن عندهم ومناقبه کثیره۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں ذھبی کہتا ہوں کہ محمد ابن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے اور اس کی حدیث درجہ صحیح تک نہیں پہنچتی اس لئے کہ یہ ان کے نزدیک متقن نہیں ہے اور اس کے مناقب کثیر ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128-129 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین کرام! بنظر انصاف دیکھیں کہ امام جرح وتعدیل علامہ ذھبی علیہ الرحمہ نے اس پر جرح اور تعدیل نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ اس طرح دیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے۔ تو جب ذھبی جیسے نقاد نے محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث کو حسن کا درجہ دیا تو بے بچارے غیر مقلدوں کی کون سنتا ہے تو اگر غیر مقلدین حضرات ذھبی کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو علامہ محدث امام جرح وتعدیل عظیم نقاد علامہ نور الدین ہیثمی علیہ الرحمہ کی بات

مان لیں آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ وحدیث حسن انشاء اللہ اور اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے۔ (مجمع الزوائد 3 ص 238 بحوالہ حاشیہ طبرانی کبیر حدیث نمبر 12072 جلد 11 ص 304)

تو جناب محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے غیر مقلدین کا علامہ ذہبی اور علامہ نور الدین ہیثمی کے فیصلہ کے بعد اس پر جرح کرنا بے کار اور حقائق کو عمداً چھپانا ہے اور امام المحدثین استاذ المحدثین محدث کبیر حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے تو کئی مواقع پر اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف جلد 1 ص 111، جلد 1 ص 72، ص 169 تو اس ساری گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ محمد بن ابی لیلیٰ ثقہ راوی ہے اور اس کی حدیث درجہ حسن کی حدیث ہے، اور ترمذی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ تو مذکورہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مرفوع ہے اور اس میں صرف افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین ہے نماز میں رکوع و بعد الرکوع رفع یدین نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد حسن و صحیح روایات ثابت ہیں جو کہ ترک رفع یدین پر صریح ہے یہی حدیث بصیغہ حصر حضرت ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام بزار نے اپنے مسند میں ذکر فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

انما اخرج البزار والبیهقی من طریق بن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر، وعن الحکم عن مقسم عن ابن عباس مرفوعا وموقوفاً لاترفع الایدی الافی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰة واستقبال القبلة،

وعلى الصفا والمروة، وبعرفات، وبجمع، وفي المقامين، وعند الجمرتين. (الدرايه لتخريج احاديث هدايه ص 148مطبوعه دارنشر الكتب الاسلاميه لاهور)

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا و موقوفا روایت ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقامات کے، نماز کے شروع میں، بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر، مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

اس حدیث میں صیغہ حصر ہے کہ ان مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے اس حدیث میں بھی رفع یدین شروع نماز کے وقت بیان کیا گیا ہے اور باقی چھ مقام حج میں تو اگر رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع بھی ہوتا تو اس کو بھی بیان کیا جاتا کیونکہ اس حدیث میں مذکورہ رفع یدین کے سوا پر ممانعت کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

اگر مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین کی نفی ہے تو آپ احناف حضرات عیدین میں اور وتروں میں رفع یدین کیوں کرتے ہیں جبکہ احادیث میں ان مقامات کے علاوہ بھی کئی مواقع پر رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا، نماز استسقا کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا وغیرہ۔

جواب:

ناظرین کرام! جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث میں سات مقام پر جو بیان کیے گئے ہیں کہ ان میں رفع یدین کیا جائے اور مقام پر نہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سات مقامات میں رفع یدین کہاں کہاں کیا جائے مثلاً نماز

ہے تو فرمایا گیا کہ نماز کے متعلق رفع یدین شروع میں کیا جائے تو پھر نہ کیا جائے۔ اسی طرح باقی چھ مقامات کو بھی سمجھ لیں جو حضرات عیدین اور وتروں کی بات کرتے ہیں یا نماز استسقاء وغیرہ کی کرتے ہیں تو وہ رفع یدین اس سے منع نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عدد زائد کی نفی نہیں کرتا لیکن یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ نماز کے متعلق رفع یدین وہ صرف افتتاح میں ہی ہے نہ کہ رکوع و بعد الرکوع میں ھذا ماعندی والعلم عند اللہ واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث جو علامہ ذھبی نے نقل کی ہے جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کو بدعت قرار دیا ہے۔

حدیث:

امام ذھبی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث نقل کی **بسند جبارة بن المغلس حدثنا حماد بن زید عن بشر بن حرب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔** پھر کہتے ہیں **وبہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رایتکم ورفع ایدیکم فی الصلاة واللہ انہا لبدعة مارایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعل ھذا قط۔** الخ (میزان الاعتدال 1 ص 315 الکامل جلد 2 ص 160 لابن عدی) کہ اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں دیکھا ہے اور تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا اللہ کی قسم بے شک یہ ضرور بدعت ہے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا۔

اعتراض:

اس روایت میں یہ تو ہے کہ نماز کے اندر رفع یدین کرنا بدعت ہے مگر رکوع کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس سے رکوع مراد نہیں لے سکتے۔

جواب:

جناب جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس حدیث میں نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت کہا گیا ہے تو اب آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے کیونکہ فی الصلوٰۃ کا لفظ نماز شروع کرنے کے بعد سے سلام پھیرنے تک یہ سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ سب جانتے ہیں کہ نماز اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے تو یہ درمیان میں سارا فی الصلوٰۃ ہی تو ہے۔ روایت میں تو ذکر ہے کہ تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا بدعت ہے آپ کہتے ہیں کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں۔ تو شاید آپ رکوع اور بعد الرکوع کو فی الصلوٰۃ میں شمار نہیں کرتے ہونگے ہمارے خیال میں تو آپ یقیناً رکوع اور بعد الرکوع کو نماز میں شمار کرتے ہیں تو جب رکوع اور بعد الرکوع بھی فی الصلوٰۃ میں داخل ہے تو پھر آپ کا لفظ رکوع کا مطالبہ درست نہیں ہے آخر میں یہ عرض ہے کہ اگر آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ اس روایت میں فی الصلوٰۃ کے ساتھ رکوع کا لفظ دکھائیں تو پھر آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپ جناب کسی شرعی دلیل سے رکوع کو فی الصلوٰۃ سے خارج کر دیں تو ہم آپ کو رکوع کا لفظ دکھا دیں گے یا پھر اس روایت کو پیش نہیں کریں گے۔

تو ناظرین محترم! اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس روایت کی بنا پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے اندر رفع یدین کو بدعت فرمایا کیونکہ

آخران کا اپنا عمل بھی تو ترک رفع یدین تھا اور ان کے بیٹے حضرت سالم نے رفع یدین پر تعجب کیا اور قاضی کوفہ محارب بن دثار نے بھی رفع یدین پر تعجب کیا جیسا تفصیل گذشتہ اوراق میں مرقوم ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسے بدعت قرار دینا کوئی تعجب نہیں ہے جیسا کہ ''نماز چاشت کو بدعت قرار دیا''۔

تو ناظرین! بات ہو رہی تھی رفع یدین عندالرکوع اور بعدالرکوع پر بخاری شریف کی باب رفع یدین کی پہلی حدیث پر تو اب ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) یہ روایتِ رفع یدین عندالرکوع و بعدالرکوع جس میں کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے، ان تمام احادیث کے خلاف ہے جن میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے جو کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کی ہیں جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) اس راویتِ رفع یدین کے کئی راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہے جیسا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم کا رفع یدین پر تعجب کرنا اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اس کے خلاف ہے۔ اس روایت کے ایک راوی سفیان بن عینیہ کا بھی اس پر ہمیشہ عمل نہیں تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

(۳) یہ روایتِ بخاری جس میں رفع یدین کا ذکر تین بار ہے جو بطریق امام مالک ہے۔ جبکہ خود موطا میں دو بار۔ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۴) جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین مروی ہے بروایت بخاری۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق امام مالک مرفوعاً عندالرکوع اور بعدالرکوع کی نفی بھی روایت کی گئی ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

(۵) تو جس روایت میں اتنا تعارض ہو ایک میں نفی ایک میں اثبات اور خود اس کے اپنے راویوں کا عمل اس روایت کے خلاف ہو تو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔

(۶) مدونۃ الکبریٰ میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا رفع یدین صرف ابتدا کی ہے۔

(۷) اور موطا امام مالک میں ابن عمر سے مرفوعاً دوبار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۸) اور بخاری میں بطریق امام مالک، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا۔ تین بار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۹) پھر بخاری ہی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا۔ چار بار رفع یدین کا ذکر ہے۔

(۱۰) اور جزء رفع یدین بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں میں بھی رفع یدین ہے، جس کی صحیح بخاری میں نفی ہے۔ سجدوں کی رفع یدین کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۱۱) امام طحاوی علیہ الرحمہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین روایت کی ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۲) اور تو اور خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین میں ایک ایسی روایت درج کی ہے جس میں ایک رکوع میں چار مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ دیکھئے جزء رفع یدین بخاری ص 33 مطبوعہ جلال پور پیروالہ۔

(۱۳) غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک موقوف حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ ہے کہ ابن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب کہتے سمع اللہ لمن حمدہ اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس روایت میں سجدہ کی رفع یدین بھی ہے لیکن اس کے ساتھ دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی ہے کہ آپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعتوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کے غیر مقلدین منکر ہیں یعنی دوسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا۔ اب غیر مقلدین ہی بتائیں کہ اس روایت کے مطابق تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعت کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہیں۔

(۱۴) تو ناظرین جس روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے اسی لئے تو امام المحدثین سید الفقہا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ کے ساتھ مناظرہ میں یہ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔ (یعنی بغیر کسی تعارض کے)

رفع یدین متروک ہے:

امام علامہ محدث احمد بن ابوبکر بن اسماعیل البوصیری علیہ الرحمہ متوفی 840 نے اپنی کتاب اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ ص 369 باب نمبر 34 پر یہ سرخی قائم کی ہے۔

باب رفع یدین عند الرکوع وترکہ:

ترجمہ: باب رفع یدین کرنا رکوع کے وقت اور اس کا چھوڑ دینا۔

پھر انہوں نے حضرت وائل بن حجر کی حدیث نقل کی رفع یدین کرنے کی اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین کی حدیث روایت کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وقال ابوبکر بن ابی شیبة: لنا وکیع، عن حماد، عن بشر بن الحارث سمع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: واللہ ان رفعکم ایدیکم فی الصلاۃ لبدعة واللہ مازاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ھکذا یعنی باصبعہ قلت: بشر بن الحارث ضعیف، ولہ شاھد من حدیث ابن مسعود رواہ الترمذی، اتحاف الخیرۃ المھرۃ ص 369

ترجمہ: بحذف اسناد، بشر بن حارث نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم بے شک تمہارا نماز میں رفع یدین کرنا ضرور یہ بدعت ہے اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے یعنی انگلی کا اشارہ۔

محدث بوصیری کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اگر چہ بشر بن حارث ضعیف ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس کی شاہد ہے جو ترمذی[1] علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔

[1] حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی تو رفع یدین شروع میں کیا پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ ترمذی نے کہا کہ حدیث ابن مسعود کی حسن ہے اور کئی اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہے اور اہل کوفہ اور سفیان ثوری کا بھی اسی پر عمل ہے۔ (ترمذی جلد 1 ص 35)

ناظرین کرام ! محدث بوصیری علیہ الرحمہ نے ایک ہی باب میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے، رفع یدین کرنا اور رفع یدین کا چھوڑ دینا، رفع یدین کرنے کی دلیل حضرت وائل بن حجر کی حدیث بیان کی اور رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے کو بدعت فرمایا اور وہ بھی اللہ کی قسم اٹھا کر اور پھر محدث بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث اس کا شاہد ہے (یعنی ترک رفع یدین میں) جسے ترمذی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔

تو ناظرین کرام ! امام ابن ابی شیبہ جو کہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث ہیں اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا ابو معاویة عن الشیبانی عن ابی بکر بن عمرو بن عتبة عن شریح انه رای رجلاً قد یرفع یده وبصره الی السماء فقال اکفف یدک واخفض من بصرک فانک لن تراه ولن تناله. (مصنف ابن ابی شیبہ2ص240)

ترجمہ: جناب شریح نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ہاتھ اٹھا رہا تھا اور اپنی آنکھ آسمان کی طرف تو جناب شریح نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ روک لے اور اپنی آنکھ نیچے کر لے۔ اس لئے کہ تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ بقدر الحاجۃ۔

اس روایت میں جناب شریح نے ایسے آدمی کو منع کیا جو آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اور آنکھیں اٹھا رہا تھا آپ نے اسے دونوں کاموں سے منع کیا رفع یدین سے بھی اور آسمان کی طرف دیکھنے سے بھی یہ قاضی شریح ثقہ تابعی ہیں ان کا رفع یدین سے منع کرنا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اس وقت رفع یدین بالکل

مروج نہیں تھا۔

اعتراض:

اس روایت میں ایک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا رکوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جواب:

دیکھئے جناب جس طرح اس روایت میں ایک ہاتھ کا ذکر ہے اسی طرح ایک آنکھ کا بھی ذکر ہے۔ تو کیا وہ آدمی ایک ہی آنکھ اٹھا رہا تھا۔ ذرا سوچئے تو سہی۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسانی اعضاء میں جو عضو دو، دو ہیں ان میں ایک کا ذکر کرنا بطور جنس کے دوسرے کو بھی شامل ہے۔ معروف حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ الحدیث۔

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

دیکھئے اسی حدیث میں بھی ایک ہی ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہیں۔ اسی طرح اوپر والی روایت میں اگرچہ ایک ہاتھ کا ذکر ہے لیکن مراد دونوں ہاتھ ہی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ رفع یدین متروک العمل ہے جس پر احناف کثرھم اللہ تعالیٰ عامل ہیں۔ یہ مذکورہ تمام روایات بخاری شریف کی رفع یدین کرنے والی حدیث کے خلاف ہیں۔ خیر ترک رفع یدین کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گی۔ اب اس حدیث کا تیسرا حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت کا تیسرا حصہ:

یہ ہے کہ سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اب تفصیل کے ساتھ

سجدوں کی رفع یدین کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حصہ بھی کتنی حدیثوں کے خلاف ہے اور اس حصہ میں بھی کتنا اضطراب ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ وکان لا یفعل ذلک فی السجود۔ اور سجدوں میں یہ نہیں کرتے تھے۔ (یعنی رفع یدین)

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنے کی ممانعت ہی نہیں ہے بلکہ فی السجود کی ممانعت ہے یعنی سجدوں میں پڑے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے یعنی حالت سجدہ میں ہاتھوں کو اوپر نہیں اُٹھاتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وکان لا یفعل ذلک فی السجود۔ یہ کس کے الفاظ ہیں کیا یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے یا کہ کسی اور راوی کے یہ الفاظ ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ کے استاذ الحدیث سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے بغیر بھی روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مسند امام احمد 2 ص45 مسند امام احمد 2 ص 133,101,47,46 اسی لئے امام کبیر محدث جلیل حضرت امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ شرح مشکل الآثار 2 ص 17 میں فرماتے ہیں۔ فکان مافی ھذا الحدیث (وکان لا یفعل ذلک بین السجدتین) لایدری من قول من ھو؟ وانہ من ابن عمر او من ھو دونہ۔ ترجمہ: امام ابو جعفر طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے، معلوم نہیں کہ یہ الفاظ کس کے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں یا کہ کسی نچلے راوی کے۔ بہر حال اس میں بھی کئی احتمال پیدا ہو گئے ہیں دوسرا یہ

کہ اگر یہ الفاظ ثابت بھی ہو جائیں کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی الفاظ ہیں تو پھر بھی سجدون میں رفع یدین کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کو جاتے ہوئے یا سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ جزٔ رفع یدین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کے وقت بھی رفع یدین روایت کی ہے یعنی خود اپنی صحیح بخاری کے خلاف روایت کی ہے اور اس سجدہ کی روایت پر نہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی کسی غیر مقلد وہابی کا سوائے بعض کے۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے عمل کے خلاف تھی نہ جانے کیوں امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسے درج کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وزاد وکیع عن العمری عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یرفع یدیہ اذا رکع واذا سجد۔ (جزٔ رفع یدین ص 48)

سجدہ کی رفع یدین عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ترجمہ: اور زیادہ بیان کیا وکیع نے عمری سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس حدیث میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین روایت کر رہے ہیں۔ جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے صحیح بخاری میں نفی۔ جزٔ بخاری

میں اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے اور خود غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کے منکر ہیں جبکہ بیان کرنے والے خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سجدہ کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی نہیں بیان کی بلکہ آپ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی سجدہ کی رفع یدین بیان کی ہے۔

سجدہ کی رفع یدین عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ملاحظہ فرمائیں۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا ارکع و اذا سجد۔

(جزُ رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ دیکھئے جناب اس روایت میں بھی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سجدہ کی رفع یدین بھی روایت کی ہے۔ جس پر خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل بھی نہیں اور نہ ہی موجودہ دور کے غیر مقلدین کا اور یہ سجدہ کی روایت پھر صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے۔ دونوں جگہ روایت کرنے والے امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی اور جز رفع یدین میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات۔ یہ تعارض نہیں تو اور کیا ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صرف یہی دو روایتیں بیان نہیں کہیں بلکہ سجدہ کی رفع یدین کی اور بھی روایات نقل کیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

سجدہ کی رفع یدین عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقوفاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا حماد بن سلمة عن یحییٰ ابن ابی اسحاق قال رأیت انس بن مالک رفع یدیه بین السجدتین.

(جزء رفع یدین للبخاری ص 60 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: بحذف سند، یحییٰ بن ابی اسحاق نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔

اس حدیث کے بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں اور یہ روایت جو کہ موقوف ہے یعنی حضرت انس بن مالک صحابی رسول جب نماز پڑھتے تو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کرتے تھے جبکہ یہ روایت انس بھی بخاری کی روایات کے خلاف ہے گویا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے اور اس روایت کو بیان کرنے والے بھی خود امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ جس کے غیر مقلدین حضرات منکر ہیں۔

ناظرین کرام حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے لیکن امام ابو یعلی نے اپنے مسند میں سند صحیح کے ساتھ اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے۔ امام ابو یعلی اپنے مسند میں فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة حدثنا عبدالوهاب الثقفی، عن حمید، عن انس، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع والسجود. (مسند ابو یعلی 3 ص 314 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بحذف سند، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجود میں۔

اس حدیث کے متعلق مسند ابویعلی موصلی کا محقق مصطفیٰ عبدالقادر عطاء صاحب نے مسند ابویعلی موصلی کے حاشیہ میں فرمایا بحوالہ امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ۔ ورجالہ رجال الصحیح اور اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور اس حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری ومسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سند صحیح کے ساتھ بھی بیان فرماتے ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیبة، ثنا الثقفی عن حمید عن انس. ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ 1 ص235 محلی بن حزم 3 ص9)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجدوں میں" اس ابن ابی شیبہ کی سند کے بارے میں غیر مقلد علامہ احمد شاکر صاحب شرح ترمذی 2 ص42 پر فرماتے ہیں۔ وھذا اسناد صحیح جداً۔ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔ دوسرا غیر مقلد علامہ ابن حزم محلی 3 ص9 پر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ثقہ ہے۔

تو ناظرین کرام! حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں سجدہ کی رفع یدین ہے موقوفاً ومرفوعاً صحیح ثقہ سند ہے اور یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے اور نہ تو اس پر امام بخاری علیہ الرحمہ کا اپنا عمل ہے اور نہ ہی غیر مقلدوں کا جب ثقہ اسناد سے سجدہ کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین

کو چاہیے کہ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے ساری روایتوں پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کریں یا پھر سب کو ترک کر دیں سوائے پہلی رفع یدین کے۔

سجدوں کی رفع یدین عن ابن عمر موقوفا:

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ اپنے مصنف میں حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدثنا ابو بکر قال انا ابو اسامة عن عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر انه کان یرفع یدیه اذا رفع راسه من السجدة الاولی.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271)

ترجمہ: بحذف سند: جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب سر اُٹھاتے پہلے سجدے سے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور جزء رفع یدین میں جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں، سجدوں کی رفع یدین کا اثبات کیا ہے، اسی طرح امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث نے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت سجدوں کے وقت رفع یدین کی بیان کی ہے مذکورہ بالا، غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے اگر حدیث ابن عمر پر عمل کرنا ہے تو سجدوں میں بھی رفع یدین کرنی چاہیے یہ کیا ہوا۔ آدھی حدیث پر عمل اور آدھی حدیث جو مزاج کے خلاف ہے اس کا انکار غیر مقلدین کا علامہ ابن حزم بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدوں کی رفع یدین روایت کرتے ہیں اور اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔

حدثنا یونس بن عبداللہ ثنا احمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم

ثنا احمد بن خالد ثنا محمد بن عبدالسلام الخشنی ثنا محمد بن بشار ثنا عبدالوهاب بن عبدالمجید الثقفی عن عبید الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر. انه کان یرفع یدیه اذا دخل فی الصلاۃ، واذا رکع، واذا قال سمع الله لمن حمده، واذا سجدو بین الرکعتین یرفعهما الی ثدییه۔ (محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بحذف سند: جناب نافع علیہ الرحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز میں داخل ہوتے اور جب رکوع کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (یعنی رکوع سے سر اُٹھاتے) اور جب سجدہ کرتے اور دو رکعتوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے پستانوں تک۔ ابن حزم نے کہا کہ اس کی سند میں مداخلت کی مجال نہیں ہے۔

ابن حزم نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدوں کے وقت رفع یدین اسی لئے کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ثابت ہے۔

لو جناب! گھر کی گواہی ہی مان لو۔ اب تو تمہارے علامہ محدث نے بھی اقرار کرلیا ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور وہ اس لئے کرتے تھے کہ ان کے نزدیک یہ فعل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثابت ہے۔ اب غیر مقلدوں کو چاہیے کہ وہ سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن اس رفع یدین کو وہ لوگ نہ کبھی کرتے ہیں نہ اس کو مانتے ہیں بلکہ اس رفع یدین سے منع کرتے ہیں۔

اور یہ تمام روایات صحیح بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف ہیں۔ آپ غور فرمائیں جس ایک روایت میں اتنا تعارض ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہوسکتی ہے کہیں نفی کہیں اثبات ہے یہ اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔

لو جناب ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے اور اس کو دیگر ائمہ کے ساتھ ساتھ بیان کرنے والے بھی خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔

سجدوں کی رفع یدین حضرت سالم سے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین میں فرماتے ہیں کہ:

وقال عمر بن یونس حدثنا عکرمة بن عمار قال رایت القاسم وطاؤسا ومکحولا وعبداللہ بن دینار وسالما یرفعون ایدیهم اذا استقبل احدهم الصلوٰة وعند الرکوع والسجود. (جز رفع یدین للبخاری ص 44 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: عکرمہ بن عمار نے کہا کہ میں نے دیکھا حضرت قاسم، طاؤس، عبداللہ بن دینار اور سالم کو رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع و سجود کرتے تھے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں حضرت سالم کی روایت سے ہی حضرت ابن عمر کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے لیکن یہاں پر امام بخاری ہی بیان کرنے والے ہیں کہ جناب سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سجدہ کرتے تو اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ حضرت سالم نے جس حدیث کو روایت کیا صحیح بخاری والی کو اسی کے خلاف خود عمل کرتے تھے۔

تو جس روایت پر خود اس کے اپنے راوی کا ہی عمل نہ ہو بلکہ اس کے خلاف ہو اب آپ ہی فرمائیں وہ روایت کیسے قابل احتجاج ہو سکتی ہے۔ پھر اس روایت سالم کے ساتھ اور حضرات بھی ہیں جو کہ بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف نماز پڑھتے تھے یعنی حضرت سالم سجدے میں رفع یدین کرتے اسی طرح جناب قاسم، جناب طاؤس، جناب مکحول، جناب عبداللہ بن دینار یہ سب حضرات سجدے میں رفع یدین کرتے تھے۔ گویا ان سب حضرات کا بخاری کی حدیث پر عمل نہیں تھا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع بھی روایت کیا ہے اور اسے مرفوعاً بیان کیا ہے صحیح بخاری میں (مرفوع کی بحث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ) لیکن غیر مقلد علامہ محدث ابن حزم نے محلی میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جناب نافع سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔

سجدوں میں رفع یدین عن نافع:

بحذف سند: عن ایوب السختیانی قال رأیت طاؤسا ونافعا مولی ابن عمر یرفعان ایدیهما بین السجدتین قال حماد. وکان ایوب یفعله۔ (محلی ابن حزم 3 ص 10 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ایوب سختیانی نے فرمایا کہ میں نے طاؤس اور نافع کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے دو سجدوں کے درمیان۔ اور کہا حماد نے کہ خود ایوب سختیانی بھی سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لو جناب حضرت نافع بھی بخاری والی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف عمل کرتے تھے اور جناب ایوب سختیانی بھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین

کرتے تھے۔ گویا کہ ان تمام حضرات کی نماز صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف تھی اور تو اور حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث جناب عبدالرحمٰن بن مہدی نے سجدے کی رفع یدین کو سنت قرار دیا ہے اور ناقل خود حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سجدے کی رفع یدین سنت ہے بقول امام عبدالرحمٰن بن مہدی:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا۔

وقال وکیع عن الربیع قال رایت الحسن ومجاهد او عطا وطاؤس و قیس بن سعد والحسن بن مسلم یرفعون ایدیهم اذا رکعوا واذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مهدی هذا من السنة.

(جزٔ رفع یدین ص 44 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: جناب ربیع نے کہا کہ میں نے دیکھا جناب حسن، مجاہد، عطا، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدے کرتے اور کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہ یہ سنت ہے (یعنی سجدے کی رفع یدین)۔

دیکھئے جناب یہ سب حضرات سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جو کہ بخاری کی روایت کے خلاف ہے گویا کہ یہ سب حضرات بخاری کی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد امام عبدالرحمٰن بن مہدی نے تو سجدے کی رفع یدین کو سنت فرما دیا ہے، بخاری میں سجدے کی رفع یدین کی نفی ہے۔ یہاں امام بخاری اپنے استاد سے اس رفع یدین کو سنت لکھ رہے ہیں۔ کیا یہ تعارض نہیں کیا یہ تضاد نہیں ہے کہ بخاری شریف میں جس کی نفی کی ہے۔ جزٔ رفع یدین میں اس کو سنت کہہ دیا۔ یا للعجب۔

حضرت امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں۔

سجدوں کے درمیان رفع یدین امام حسن بصری اور امام ابن سیرین سے:

حدثنا ابوبکر قال انا یزید بن ھارون عن اشعث عن الحسن وابن سیرین انھما کانا یرفعان ایدیھما بین السجدتین.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271)

ترجمہ: بحذف سند: جناب اشعث سے روایت ہے کہ جناب حسن (بصری) اور ابن سیرین دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ گویا کہ جناب ابن سیرین اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی بخاری کی رفع یدین والی حدیث کے خلاف نماز پڑھتے تھے کہ سجدوں کے درمیان میں بھی رفع یدین کرتے تھے جب کہ صحیح بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین مرفوعاً:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنے مسند میں پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رکوع اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس سند کے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرفوعاً بیان کیا اور آخر میں فرماتے ہیں مثل ذلک یعنی یہ حدیث پہلی حدیث کی طرح ہے۔ جس طرح اس میں سجدہ کی رفع یدین ہے اسی طرح اس روایت میں بھی سجدہ کی رفع یدین ہے۔ وہ سند یہ ہے۔

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا الحکم بن نافع ثنا اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن نافع عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل ذلک. (مسند امام احمد 2 ص133 مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ گرجاکھ)

اس سند میں غیر مقلدین اسماعیل بن عیاش پر کلام کرتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ مختصراً اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اسماعیل بن عیاش کے متعلق اپنی کتاب القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں۔

قد وثقہ بعضهم مطلقا یعنی اسماعیل بن عیاش قال یعقوب بن سفیان تکلم ناس فی اسماعیل بن عیاش و اسماعیل ثقة عدل.

(القول المسدد ص 12)

ترجمہ: ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے تو مطلقاً اسماعیل بن عیاش کو ثقہ قرار دیا ہے محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ کچھ لوگوں نے اسماعیل میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ اور عادل راوی ہے۔

تو اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ صحیح مرفوع حدیث ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں۔ جس کے غیر مقلدین حضرات بڑی سختی سے منکر ہیں اور نہ ہی اس پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا عمل ہے؟ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری کی حدیث رفع یدین کے خلاف ہے۔ حضرت امام کبیر محدث جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر تکبیر

کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔ اس روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند صحیح کے ساتھ فرماتے ہیں۔

كما حدثنا اسحاق بن ابراهيم، حدثنا نصر بن علي الجهضمي، حدثنا عبدالاعلى بن عبدالاعلى، عن عبيدالله، عن نافع، عن ابن عمر: انه كان يرفع يديه في كل خفض، ورفع ورکوع و سجود و قيام وقعود بين السجدتين ويزعم ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يفعل ذلك. (شرح مشکل الآثار 2ص20)

ترجمہ: امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نصر بن علی جہضمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالاعلی بن عبدالاعلی نے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے ہر اونچ نیچ میں رکوع میں اور سجدوں میں اور قیام کے وقت اور جب بیٹھتے دو سجدوں کے درمیان اور خیال فرماتے تھے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

لو جناب! اس حدیث کی سند ثقہ ہے اور حدیث صحیح ہے اور ہے بھی مرفوع اور وہ بھی خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ صرف روایت بلکہ خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے مرفوعا چار جگہ رفع یدین ثابت کیا اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور قیام کے وقت بھی اور جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے اور اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بخاری میں تو چار جگہ رفع یدین تھی۔ ابتداء صلوٰۃ کے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، اور تیسری رکعت کی ابتداء میں اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی، لیکن اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے ہر قیام کے وقت اور سجدوں میں رفع یدین کرتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ سجدوں کی رفع یدین بھی صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے لیکن غیر مقلدین حضرات اس رفع یدین کے سخت سے منکر ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔ اگر رفع یدین پر عمل کرنا ہے تو پھر ساری حدیثوں پر عمل کرو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرو اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرو۔ سجدے کو جاتے ہوئے بھی اور سجدے سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی کرو ورنہ احناف کی طرح باقی تمام رفع یدین کو ترک کر کے صرف ابتداء صلوٰۃ کی رفع یدین کے قائل ہو جاؤ۔

نوٹ:۔ سجدے کی رفع یدین صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت نہیں بلکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 112 اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نسائی ص 123 حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مسند ابو یعلیٰ موصل 3 ص 314، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو داؤد ص 115، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن ماجہ ص 62 اور کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت ہے اور کئی تابعین سے بھی ثابت ہے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں اس کی تفصیل ہے۔

تو ناظرین کرام! اس ساری تفصیل سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین اس میں اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ کہیں نفی کہیں اثبات، کہیں ایک رکوع میں چار دفعہ رفع یدین کہیں دو مرتبہ کا ذکر کہیں سجدوں میں رفع یدین کی نفی کہیں سجدوں میں رفع یدین کا اثبات، اسی لئے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اوزاعی کے ساتھ مناظرہ میں فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح طریقے سے رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ عینی شرح ہدایہ 3 ص 302 فتح القدیر ص 219 مرقات ملا علی قاری 2 ص 255 مظاہر حق 1 ص 544 مسند امام اعظم اردو ص 133 جامع المسانید 1 ص 352۔ پھر اس حدیث کو امام ربانی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ موطا امام محمد میں روایت کرتے ہیں لیکن صرف ابتداء کی رفع یدین کو سنت قرار دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔ خود حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روایت کیا اور خود امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ دیکھئے۔ مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68، بدایۃ المجتہد 1 ص 150، شرح مسلم نووی 1 ص 168 جوہر نقی علیٰ البیہقی 2 ص 75 التمہید از ابن عبدالبر 9 ص 212۔ بلکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رفع یدین کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (مدونۃ الکبریٰ 1 ص 68)

تو حضرات گرامی قدر! اگر یہ روایت لائق احتجاج ہوتی اور اس میں کسی قسم کا اضطراب نہ ہوتا تو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرمانے کے باوجود اس کو کیوں ترک کرتے اور ہرگز رفع یدین کو ضعیف قرار نہ دیتے۔

معلوم ہوا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی یہ روایت لائق احتجاج نہیں ہے، حضرت سفیان بن عیینہ بھی ہمیشہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

(التمہید ابن عبدالبر 9 ص 226)

تو معلوم ہوا کہ ان ائمہ کے نزدیک یہ روایت ہرگز لائق احتجاج نہیں ہے ورنہ ایسے مقدس امام ہرگز ترک رفع یدین اختیار نہ کرتے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب یہ ہے:

اسی حدیث کو حضرت سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں بطریق نافع علیہ الرحمہ بھی بیان کیا ہے اور اس میں رفع یدین کا ذکر چار مرتبہ روایت فرمایا ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، تیسری رکعت کی ابتداء میں۔ یہ روایت بھی غیر مقلدین کے موقف کے مطابق نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی نفی نہیں ہے۔

کیا یہ روایت مرفوع ہے؟

ناظرین کرام آپ حضرات یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ جس روایت کو غیر مقلدین مناظروں میں پیش کرتے ہیں اور جس روایت کی بنا پر اہل اسلام کی نمازوں کو باطل قرار دیتے ہیں۔ سرے سے وہ روایت مرفوع ہی نہیں ہے بلکہ موقوف روایت ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید محدث جلیل امام المحدثین حضرت امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ اپنی سنن میں 1 ص 115 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان۔ پر یہی روایت درج فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔ **قال ابو داؤد الصحیح قول ابن عمر ولیس بمرفوع۔**

کہ ابو داؤد نے فرمایا کہ صحیح یہ بات ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔ اور یہ روایت مرفوع نہیں ہے۔ اس کے بعد امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس کو ثقفی نے عبیداللہ سے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ پھر امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو لیث بن سعد اور (امام) مالک اور ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ (ابوداؤد 1 ص 115)

یہ امام ابو داؤد حدیث کے جلیل القدر عظیم الشان امام ہیں جن کی جلالت شان میں کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ نے کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوع نہیں ہے۔ (یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے) بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک موقوف ہے لیکن غیر مقلدین پھر بھی اپنی ضد میں اندھے بنے ہوئے ہیں۔

امام عقیلی کی گواہی کہ یہ روایت موقوف ہے:

امام عقیلی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں ولم یتابع علی رفعہ۔ کہ مرفوع روایت کرنے میں اس کا کوئی متابع نہیں ہے پھر نافع کی سند سے موقوف حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

ہذا اولیٰ: یہ (موقوف) ہی بہتر ہے۔ (ضعفاء کبیر عقیلی 2 ص 68)

امام دارقطنی کی گواہی کہ اس کے مرفوع وموقوف ہونے میں اختلاف ہے:

غیر مقلدین کا امام ممدوح معتمد علامہ محمد بن علی شوکانی، نے نیل الاوطار 2 ص 189 پر اسی روایت نافع کی تشریح میں کہا ہے کہ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ روایت کیا اس کو ثقفی نے یعنی عبدالوہاب نے عبیداللہ بن عمر بن حفص سے تو اسے مرفوع بیان نہیں کیا اور یہ ہی صحیح ہے کہ یہ روایت مرفوع نہیں ہے، اسی طرح لیث بن سعد، ابن جریج، مالک نے بھی اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد شوکانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

وحکی الدار قطنی فی العلل الاختلاف فیؔ رفعه ووقفه.

اور امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے کا اختلاف بیان کیا ہے۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار 2 ص 189)

حضرات گرامی قدر! دیکھا آپ نے کہ امام دارقطنی بھی اس حدیث کے مرفوع ہونے میں متفق نہیں ہیں کیونکہ یہ روایت ہے ہی موقوف۔

امام زرقانی کی گواہی:

حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: امام اصیلی نے کہا ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت پر عمل اس لئے نہیں کیا کہ حضرت نافع رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف بیان کیا ہے اور یہ روایت ان چار رواتوں میں سے ایک ہے جہاں سالم و نافع کا اختلاف ہے۔ الیٰ...... اس سے جب سالم و نافع رحمہما اللہ نے اس

کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف کیا تو امام مالک نے اپنے مشہور قول میں رفع یدین کے استحباب کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ نماز کو افعال سے بچایا جائے۔ (زرقانی شرح موطا امام مالک 1 ص 143)

امام اسماعیلی کی گواہی:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ میں اسی حدیث کے متعلق امام اسماعیلی سے نقل کرتے ہیں کہ **واشار الاسماعیلی الی ان عبدالاعلیٰ تفردبه ورواه ابن ادریس والمعتمر و عبدالوهاب عن عبیدالله فلم یذکروها ،لا موقوفا علی ابن عمر وقال ابو داؤد بعد تخریج روایة عبدالاعلیٰ الصحیح انه من فعل ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه۔** (الدرایہ 1 ص 153 مطبوعہ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

یعنی امام اسماعیلی علیہ الرحمہ نے عبدالاعلیٰ کے تفرد کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ابن ادریس اور معتمر، عبدالوہاب ان تمام نے اس کو موقوف ہی روایت کیا ہے اور امام ابو داؤد نے اس روایت کے بعد فرمایا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی فعل ہے یعنی موقوف ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں:

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اخبرنا مالک حدثنا نافع ان عبدالله بن عمر کان اذا ابتدأ الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما دون ذلک۔ (موطا امام محمد ص 87 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی)

خبر دی ہمیں امام مالک نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نافع نے کہ بے

شک عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے ذرا نیچے کر کے۔

ناظرین! دیکھا آپ نے کہ امام محمد علیہ الرحمہ نے بھی امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے اسے بطریق نافع موقوف ہی روایت کیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام مالک علیہ الرحمہ کی گواہی:

حضرات گرامی قدر! آپ حیران ہوں گے کہ اس موقوف روایت کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت نافع سے مرفوع بیان کیا ہے جبکہ امام بخاری علیہ الرحمہ اور حضرت نافع علیہ الرحمہ کے درمیان تین واسطے ہیں جبکہ امام دارالہجرت حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ حضرت نافع علیہ الرحمہ کے خود شاگرد ہیں یعنی امام مالک اور حضرت نافع کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے تو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت نافع سے اس حدیث کو موقوف ہی بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مالک عن نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا رفع رأسہ من الرکوع رفعھما دون ذلک۔ (موطا امام مالک ص 61 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

امام مالک حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین ذرا کندھوں سے نیچے کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ اصل یہ روایت اسی طرح ہے جس طرح امام مالک رحمتہ

اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ (یعنی موقوف)

تو ناظرین کرام! گذشتہ اوراق میں آپ نے دلائل کے ساتھ پڑھا کہ اس روایت کو امام محمد علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے موقوف بیان کیا ہے۔ حضرت امام ابوداؤد نے صراحتاً اس کے مرفوع ہونے کی نفی کی ہے اور اس کے موقوف ہونے کو بیان کیا ہے۔ امام اسماعیلی نے اس کے موقوف ہونے کی طرف اشارہ دیا ہے امام زرقانی علیہ الرحمہ بھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور شوکانی وغیرہ نے بھی اس روایت کے موقوف ہونے کی طرف ہی گواہی دی ہے امام دارقطنی بھی اس کے مرفوع ہونے میں مشکوک ہیں تو ان جلیل القدر اماموں سے اتنی وضاحت کے بعد بھی اسے مرفوع کہنا اور اس کے موقوف ہونے کا انکار کرنا سوائے تعصب کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو واضح ہو گیا کہ یہ روایت ابن عمر بطریق نافع جو امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعا بیان کی ہے۔ حقیقت میں دلائل کی روشنی میں یہ روایت مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے اور موقوف آثار وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وہابی غیر مقلد نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ (قول الصحابی لا تقوم به حجة) کہ قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (الروضۃ الندیہ 1 ص 89)

تو جب آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان گستاخوں کے نزدیک حجت ہی نہیں تو پھر یہ روایت کس منہ سے پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

اس حدیث کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ یہ فعل رفع یدین منسوخ فعل کی حکایت ہے یعنی رفع یدین کی ممانعت سے پہلے کی روایت ہے تو جب رفع یدین منسوخ ہو گیا تو اب اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ رفع یدین کی ممانعت کی بحث۔ ترک رفع یدین حصہ دوم میں ملاحظہ کریں۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث مبارک پوری اپنی کتاب ابکار المنن میں امام محدث نیموی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ ایک حدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اس کی سند میں زہری ہے اور وہ مدلس ہے اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔ (ابکار المنن ص61)

اگر ایسی بات ہم اہلسنت و جماعت کہیں کہ اس سند میں بھی زہری ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے تو یہ حدیث کیسے صحیح ہو سکتی ہے تو غیر مقلدین کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

اس حدیث کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت فعلی ہے قولی نہیں جبکہ قولی میں دوام ہوتا ہے اور فعلی روایت میں دوام نہیں ہوتا جیسا کہ وہابیہ کے محدث علامہ صدیق حسن بھوبھالی صاحب نے لکھا ہے۔ والفعل لاعموم له. (الروضۃ الندیہ ص98)

اور فعل کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ یہ وہابیوں کے گھر کی گواہی ہے کچھ تو پاس رکھیں۔

اس حدیث کا چھٹا جواب یہ ہے:

کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رفع یدین پر عمل نہیں کرتے تھے جیسا کہ امام مجاہد نے روایت فرمائی ہے کہ میں نے آپ کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237 طحاوی شریف 1 ص 163)

نوٹ:- اس روایت کی توثیق کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا ص..........

اس حدیث کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اسے حضرت امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور خود امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا مذہب ترک رفع یدین ہے۔ تفصیل دیکھئے اس کتاب کے ص.......... پر۔

اس حدیث کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

جب کہ مسند ابوعوانہ 1 ص 423 اور مسند حمیدی 2 ص 277 پر اسی روایت میں ہے کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ایک میں اثبات تو دوسری میں نفی۔

کہیں رفع یدین فی السجود کی نفی ہے، تو کہیں سجدوں لی رفع یدین کا اثبات تفصیل گذشتہ اوراق میں۔

کہیں رفع یدین ایک مرتبہ دیکھئے مدونتہ الکبریٰ

کہیں رفع یدین دو مرتبہ	دیکھئے موطا امام مالک
کہیں رفع یدین تین مرتبہ	دیکھئے بخاری
کہیں رفع یدین چار مرتبہ	دیکھئے بخاری
کہیں رفع یدین پانچ مرتبہ	جزء رفع یدین بخاری
کہیں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین	شرح مشکل الآثار

تو جس روایت میں اتنا اضطراب ہو وہ کیسے لائق احتجاج ہو سکتی ہے۔
اسی لئے تو حضرت امام مالک نے اسے روایت کرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا۔

اس حدیث کا نواں جواب:

یہ ہے کہ بر سبیل تنزل اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو محدثین کے ضابطے کے تحت ابن عمر کی حدیث کے مقابل ترجیح حضرت عبداللہ بن مسعود[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ہے۔ دیکھئے۔
(مستدرک حاکم 1 ص 139، دار قطنی 1 ص 213 سنن بیہقی 1 ص 136)

اس حدیث کا دسواں جواب:

یہ ہے ترک رفع یدین کی احادیث میں سے بعض قولی بھی ہیں جبکہ رفع یدین کرنے کی ایک بھی قولی نہیں ہے۔ جو ہیں وہ سب فعلی ہیں اور فعل میں عموم نہیں ہوتا اسی لئے عندالمحدثین ترجیح قولی احادیث کو ہے دیکھئے۔
(نووی شرح مسلم 1 ص 453)

---

[1] حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چالیس اسناد بمع توثیق ترک رفع یدین حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔

تلک عشرۃ کاملۃ فاعتبروایا اولی الابصار.

بخاری شریف میں دو ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایت ہے۔ ایک تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس پر ابھی بحث ختم ہوئی ہے اور دوسری حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اب حضرت مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے)۔

حدیث نمبر 2.

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھا جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور حدیث سناتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

(بخاری شریف 1 ص 102)

اس حدیث کا پہلا جواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے موقف کے مطابق ہے ہی نہیں جب اس سے پورا موقف ہی واضح نہیں ہوتا تو اسے پیش کرنے کا کیا معنیٰ۔ غیر مقلدین حضرات تیسری رکعت کی ابتدا میں بھی رفع یدین کرتے ہیں اور اس رفع یدین کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور غیر مقلدین حضرات سجدوں میں رفع یدین نہیں کرتے بلکہ اس کی نفی کرتے ہیں جبکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی بھی نہیں ہے بلکہ آپ آگے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھیں گے کہ حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے جس کے

وہابی غیر مقلد سخت منکر ہیں۔ تو جب یہ روایت ان کے موقف کے مطابق ہی نہیں تو پھر اسے رفع یدین کے دلائل میں پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ حدیث پوری نقل نہیں فرمائی کیونکہ اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے جس کے وہابی منکر ہیں پوری روایت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے قبل آپ کے استاذ محترم امام المحدثین سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس حدیث کو اپنے مسند میں روایت فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا محمد بن ابی عدی عن سعید عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رای نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه فی صلاته اذا رفع راسه من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسه من سجوده حتی یحاذی بهما فروع اذنیه. (مسند امام احمد 4 ص 524 مطبوعہ ادارہ گرجا کھا احیاء السنہ)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رفع یدین کرتے تھے اپنی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سر اٹھاتے سجدوں سے حتی کہ آپ کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ جاتے۔

لو جناب! اس حدیث میں سجدہ جاتے وقت بھی رفع یدین ہے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کا ذکر ہے اور حضرت مالک بن حویرث رضی

اللہ تعالیٰ عنہ اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل قرار دیتے ہیں۔ تو اگر وہابیوں نے اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں اور سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن وہابی اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اس حدیث کی دوسری سند:

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا سعید عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا اراد ان یرکع واذا رفع راسہ من الرکوع واذا رفع رأسہ من السجود حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ.

(مسند امام احمد 4 ص 524)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے تو بھی رفع یدین کرتے حتی کہ ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔

اس حدیث کی تیسری سند:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ھمام ثنا قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ حیال فروع اذنیہ فی الرکوع والسجود۔

(مسند امام احمد 4 ص 525)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

لو جناب اس تیسری سند میں سجدوں کی رفع یدین ہے اور وہ بھی مرفوعا یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے لیکن وہابی غیر مقلدین حضرات رکوع والی رفع یدین تو کرتے ہیں لیکن سجدوں والی رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جناب اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کرو آدھی پر کیوں عمل کرتے ہو۔ کیا اسی کا نام عمل بالحدیث ہے؟

یہ تو تھے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید کی سنیے وہ بھی بخاری کی روایت کے خلاف بیان کرتے ہیں۔ حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ امام بخاری کے شاگرد ہیں اپنی سند ثقہ کے ساتھ حدیث مالک بن حویرث نقل فرماتے ہیں اور اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

اس حدیث کی چوتھی سند:

امام نسائی باب باندھتے ہیں۔ باب رفع الیدین للسجود۔ پھر حدیث بیان کرتے ہیں۔ اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا ابن ابی عدی عن شعبة عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انه رای النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه فی صلاته اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع واذا سجد واذا رفع راسه من السجود

حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ۔ (نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی پانچویں سند:

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا عبدالاعلیٰ قال حدثنا سعید عن قتادۃ عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ فذکر مثلہ.

(نسائی شریف 1 ص 123)

اس حدیث کی چھٹی سند:

اخبرنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ بن ھشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن نصربن عاصم عن مالک بن الحویرث انہ رأی نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا دخل فی الصلوٰۃ فذکر نحوہ وزاد فیہ واذا رکع فعل مثل ذلک واذا رفع رأسہ من الرکوع فعل مثل ذلک واذا رفع رأسہ من السجود فعل مثل ذلک.

(نسائی شریف 1 ص 123)

تو حضرات گرامی قدر آپ نے دیکھا کہ امام نسائی علیہ الرحمہ نے حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سندوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور تینوں سندوں میں ہی سجدوں والی رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین ہے سجدہ کو جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے بھی۔ لیکن غیر مقلدین حضرات سجدوں کی رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو اگر مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ لوگ پیش کرتے ہیں تو پھر اس پر عمل بھی

کریں یعنی سجدہ میں بھی رفع یدین کیا کریں لیکن کیا کریں خدا ضد کا بُرا کرے۔

اس حدیث کی ساتویں سند:

امام ابوعوانہ اپنے مسند مبارک میں یہ حدیث لائے اور اس میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر موجود ہے۔ اس مسند ابی عوانہ کو امام ذھبی المسند الصحیح کہتے ہیں۔ یعنی اس کی ساری حدیثیں صحیح ہیں۔ امام ابوعوانہ فرماتے ہیں۔

حدثنا الصائغ بمكة قال ثنا عفان قال ثنا همام قال انبا قتادة باسناده ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه حیال اذنیه فی الرکوع والسجود. (مسند ابوعوانہ 1 ص 427 مطبوعہ بیروت لبنان)

بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کانوں تک رکوع میں اور سجدوں میں۔

ناظرین محترم! جب مسند ابوعوانہ کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور اس حدیث میں امام ابوعوانہ سند ثقہ کے ساتھ حضرت مالک بن حویرث کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدوں میں بھی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر وہابیہ غیر مقلدین کیوں سجدوں کی رفع یدین کا انکار کرتے ہیں۔ اگر حدیث مالک بن حویرث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر کرو یعنی سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کرو ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی رفع یدین کی منسوخیت کے قائل ہو جاؤ۔

اس حدیث کی آٹھویں سند:

غیر مقلدین کا امام علامہ محدث ابن حزم محلی میں بیان کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالله بن ربيع ثنا محمد بن معاوية ثنا احمد بن

شعیب انا محمد بن المثنی ثنا معاذ بن ھشام الدستوائی وعبدالاعلیٰ و محمد بن ابی عدی عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة۔ وقال معاذ حدثنی ابی عن قتادة ثم اتفقوا، عن نصر بن عاصم عن مالک بن الحویرث رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رفع یدیه فی صلاته اذا رکع واذا رفع رأسه من رکوعه واذا سجدو اذا رفع رأسه من سجودہ حتی یحاذی بهما فروع اذنیه۔ (محلی ابن حزم 3 ص 8)

جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے اپنی نماز میں جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدوں سے سر اُٹھایا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کانوں تک پہنچ گئے۔

دیکھئے جناب اس حدیث میں بھی سجدوں کی رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔ جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدوں میں رفع یدین کرتے دیکھا۔ مگر غیر مقلدین حضرات کبھی بھی اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ سجدوں کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی کچھ روایات بیان کی ہیں جن میں سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے۔ انہیں روایات کے بارے علامہ ابن حزم کہتے ہیں۔

قال علی: فهذه آثار متاظرة متواترة عن ابن عمر، وابی حمید وابی قتادة ووائل بن حجر، ومالک بن الحویرث وانس وسواهم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وهذا یوجب یقین العلم۔ (محلی ابن حزم 3 ص 9)

اس عبارت میں علامہ ابن حزم نے رفع یدین کی روایات کو متواتر قرار دیا ہے اور ان میں سجدوں کی رفع یدین بھی موجود ہے تو ابن حزم کے نزدیک سجدوں کی رفع یدین بھی متواتر ہوئی اور غیر مقلدین وہابیہ اس متواتر رفع یدین کے (بقول ابن حزم) منکر ہوئے اور اس رفع یدین کے سخت مخالف ہیں نہ جانے کیوں، تو آخر میں گذارش یہ ہے کہ جناب اگر آپ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پوری حدیث پر عمل کریں آدھی پر عمل نہ کریں۔ (تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض) بعض پر ایمان بعض کا انکار احادیث کے ساتھ من مانی نہ کریں۔ یہودیوں والا طریقہ نہ اپنائیں۔ تو جب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث آپ کے ہے ہی خلاف تو آپ کس منہ سے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ تو حضرات معلوم ہو گیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ وہابیہ کے مخالف ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف میں انہی دو صحابہ حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات درج کی ہیں اور ان کے جوابات آپ نے بالتفصیل پڑھ لئے ہیں۔

نوٹ:- امام نسائی علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں وہ سنن نسائی میں حضرت ابن عمر اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات رفع یدین بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیتے ہیں، کیونکہ پہلے رفع یدین کی یہ دونوں روایات بیان کیں پھر باب باندھتے ہیں (ترک ذلک [1]) یعنی اس رفع یدین کا چھوڑنا، پھر

[1] نسائی شریف 1 ص 117۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث[1] نقل کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ امام نسائی کے نزدیک یہ رفع یدین کی روایات متروک العمل ہیں۔

یہی دو حدیثیں امام مسلم علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیں ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا جواب تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اب ابوداؤد شریف کی احادیث:

رفع یدین کا بیان ہوتا ہے اور ان کے جوابات۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے باب میں ان صحابہ کرام سے روایات درج کیں ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان آٹھ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے امام ابوداؤد نے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کا جواب ہو چکا ہے باقی سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] اخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبداللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمة عن عبداللہ قال الا اخبرکم بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال فقام فرفع یدین اول مرة ثم لم یعد. (نسائی شریف 1 ص 117)

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا عبدالله بن عمر بن میسرة ثنا عبدالوارث بن سعید ثنا محمد بن جحادة حدثنی عبدالجبار بن وائل ابن حجر قال کنت غلاماً لا اعقل صلوٰة ابی فحدثنی وائل بن علقمة عن ابی وائل بن حجر قال صلیت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وکان اذا کبر رفع یدیه قال ثم التحف ثم اخذ شماله بیمینه وادخل یدیه فی ثوبه قال فاذا اراد ان یرکع اخرج یدیه ثم رفعهما واذا اراد ان یرفع راسه من الرکوع رفع یدیه ثم سجد ووضع وجهه بین کفیه واذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلوته قال محمد فذکرت ذلک للحسن بن ابی الحسن فقال هی صلوٰة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعله من فعله وترکه من ترکه قال ابوداؤد روی هذا الحدیث همام عن ابن جحادة لم یذکر الرفع مع الرفع من السجود. (ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ حدیث بھی غیر مقلدین کے موافق نہیں ہے بلکہ ان کے خلاف ہے جس طرح اس حدیث میں رکوع والی رفع یدین کا ذکر ہے اسی طرح سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے اور سجدوں کی رفع یدین کے وہابی سخت منکر ہیں اور خلاف سنت سمجھتے ہیں تو جو روایت خود ان کے اپنے خلاف ہے اسے پیش کرتے ہوئے تو انہیں شرمانا چاہیے بشرطیکہ اگر شرم ہو بھی تو۔ واضح یہ ہوا کہ یہ روایت تو خود ان کے اپنے خلاف ہے یعنی وہابی تو خود اس حدیث کے منکر ہیں

کیونکہ اگر وہ منکر نہ ہوتے تو سجدوں کی رفع یدین بھی کرتے اور اسے ہرگز خلاف سنت نہ سمجھتے۔ حدیث وائل میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی کیا ہے دیکھئے۔ (جزٔ رفع یدین ص 45 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

اس حدیث کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ امام جلیل جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے سامنے جب یہ روایت پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے رد کیا بلکہ غضب ناک بھی ہو گئے اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے ترک رفع یدین بیان کیا۔ اگر یہ روایت قابل احتجاج ہوتی تو اتنا بڑا محدث فقیہ تابعی اسے کیوں رد کرتا ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت۔

قال محمد اخبرنا یعقوب بن ابراهیم اخبرنا حصین بن عبدالرحمن قال دخلت انا وعمرو بن مرة علی ابراهیم النخعی قال عمرو حدثنی علقمة بن وائل الحضرمی عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فراه یرفع یدیه اذا کبرو اذارکع واذا رفع قال ابراهیم ماادری لعله لم یر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یصلی الا ذلک الیوم فحفظ هذا منه ولم یحفظه ابن مسعود واصحابه ماسمعته من احد منهم انما کانوا یرفعون ایدیهم فی بدا! الصلوٰة حین یکبرون. (موطا امام محمد ص 90 دار قطنی ص 394 مسند امام اعظم ص 47، شرح معانی الاثار ص 162-163، مسند ابو یعلی موصلی ص)

جناب حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن مرہ ابراہیم نخعی کے پاس حاضر ہوئے تو حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے

علقمہ بن وائل بن حجر نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو انہوں نے اسی دن ہی حضور علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا ہے تو کیا انہوں نے یہ بات یاد کر لی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں نے یاد نہ رکھا؟ میں نے تو یہ بات (یعنی رفع یدین والی) ان میں سے کسی سے سنی تک نہیں ہے بے شک وہ رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں جب تکبیر کہتے فقط۔

تو دیکھا جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے حدیث وائل کو جو کہ رفع یدین کے بارے ہے قبول نہیں فرمایا اور اس کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی ہے۔

اس پر اعتراض:

وہابیہ اس جواب پر یہ کہتے ہیں کہ جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تابعی ہیں تو تابعی کی بات سے صحابی کی روایت کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے اپنی بات سے حدیث وائل بن حجر کو مسترد نہیں کیا بلکہ ان کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رسول کو پیش کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً افضلیت رکھتے ہیں۔ تو جب امام ابراہیم نخعی نے اپنا قول پیش ہی نہیں کیا تو پھر اعتراض کیسا بلکہ

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے تو اس روایت کے مقابل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے باقی ساتھیوں کو پیش کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر اندلسی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ولا انا اذهب الى حديث وائل بن حجر لانه مختلف فی الفاظه. (التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

کہ میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ خود بھی حدیث وائل کی طرف مائل نہیں ہیں۔ آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث وائل سے اچھا سمجھا ہے۔

(التمہید لابن عبدالبر اندلسی 9 ص 227)

تو ایک امام ابراہیم نخعی ہی کیا حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تو اس پر عامل نہیں ہیں اور امام ابن عبدالبر بھی اس کے مقابل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہیں۔ تو معلوم یہ ہوا کہ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین والی قابل احتجاج نہیں ہے۔

اور پھر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری بار آتے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف ابتداء میں رفع یدین کرتے تھے۔ اصل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عن وائل بن حجر رضی الله تعالیٰ عنه قال رايت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حين افتتح الصلوٰة رفع يديه حيال اذنيه قال ثم

اتیتھم فرایتھم یرفعون ایدیھم الی صدورھم فی افتتاح الصلوٰۃ وعلیھم برانس واکسیہ۔

جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک کہا پھر ایک بار میں آیا تو میں نے انہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے تھے سینوں کے مقابل نماز کے شروع میں اور ان پر گرم کپڑے تھے۔

(ابوداؤد شریف 1 ص 112)

اس روایت میں جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آمد پر صرف ابتداء کی رفع یدین کا ذکر فرمایا ہے اگر رکوع والی رفع یدین ہوتی تو اس کا بھی ذکر فرماتے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہابیہ کا پورا موقف ہی نہیں ہے تو اس حدیث کے مطابق تو ان کی اپنی نماز خلاف سنت ہے۔ جب اس میں ان کا پورا موقف ہی نہیں تو پھر اس میں ان کے لئے حجت کہاں سے آگئی۔ یعنی چار رکعت نماز میں رفع یدین کے مواقع۔ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا، رکوع جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور دو رکعتوں سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کرنا اور سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ یہ ہے موقف غیر مقلدین کا رفع یدین کے بارے میں اس کو سنت دائمہ قائمہ سمجھتے ہیں۔ اب حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں غور فرمائیں تو اس میں رفع یدین نہ تو تیسری رکعت کا ہے اور نہ ہی سجدوں میں رفع

یدین کی نفی بلکہ سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے تو پھر یہ حدیث ان کے خلاف ہوئی نہ کہ موافق۔

ایک اعتراض:

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں راوی ھمام نے سجدوں کی رفع یدین کا ذکر نہیں کیا۔ (ابوداؤد 1 ص105)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اگر ھمام نے ذکر نہیں کیا تو عبدالوارث بن سعید نے تو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے ابوداؤد 1 ص105 اور عبدالوارث بن سعید نہایت ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب: سجدوں میں رفع یدین کی حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ علامہ ابن حزم نے محلی میں نقل کی ہے۔3 ص8 اور اس حدیث کو بھی متواتر قرار دیا ہے 1 ص9)۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ نسائی شریف 1 ص124 پر امام نسائی علیہ الرحمہ نے جو حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرمائی ہے اس میں رفع یدین کا ذکر صرف دوبار ہے۔ تو یقیناً یہ وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ چار جگہ رفع یدین کرتے ہیں جبکہ اس میں صرف دوبار ذکر ہے تو جو حدیث ان کے اپنے خلاف وہ ہمارے لئے بطور حجت کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ اس حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام سندیں مجروح ہیں غالباً اسی لئے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو صحیح بخاری میں جگہ نہیں دی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابو داؤد میں ایک حدیث حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ذکر کی ہے جس میں دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر ہے کہ ان کی موجودگی میں آپ نے حدیث بیان کی اور اس میں رکوع جاتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کا ذکر فرمایا تو سب نے کہا کہ آپ نے سچ بیان فرمایا ہے۔ (ابو داؤد 1 ص 113)

اس حدیث کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث حجت نہیں ہوتی دیکھئے کسی روایت میں تورک کا اثبات ہے۔ (ابوداؤد 1 ص 113 اور کسی روایت میں تورک کی نفی ہے۔ دیکھئے ابو داؤد 1 ص 114)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس میں عبدالحمید بن جعفر ہے جو کہ بدعتی اور تقدیر کا منکر ہے اور سخت ضعیف ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صدوق رمی بالقدر وربما وھم۔ (تقریب التہذیب 1 ص 554)

ہے سچا لیکن قدری ہے اور کئی مرتبہ حدیث کی روایت میں اسے وھم ہو جاتا ہے۔ امام سفیان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس راوی کو ضعیف جانتے تھے۔ ابو حاتم نے کہا اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

(میزان لاعتدال 2 ص 539)

امام جلیل امام عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر

نقی میں فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث میں طعن کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہی امام یحییٰ بن سعید نے فرمایا اور وہ لوگوں کے امام ہیں اس بارے میں اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس روایت میں محمد بن عمرو نے ابوحمید سے کچھ نہیں سنا نہ ہی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ سنا ہے کیونکہ اس روایت جناب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر ہے جبکہ آپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے اور آپ پر نماز بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی ہے۔ اسی طرح ہی کہا ہے ہیثم بن عدی نے اور امام ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ بات ہی صحیح ہے اسی لئے علامہ ابن حزم نے کہا کہ اس روایت میں عبدالحمید کو وہم ہو گیا ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص69)

تو معلوم ہوا کہ یہ روایت منقطع بھی ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطا کا سماع حضرت ابوقتادہ سے ہرگز ثابت نہیں ہے حالانکہ حدیث میں ہے کہ منھم ابوقتادہ کہ ان میں سے ایک حضرت ابوقتادہ بھی ہیں۔ اسی لئے امام طحاوی فرماتے ہیں۔

وفاۃ ابی قتادۃ قبل ذلک وصلی علیہ علی۔

(شرح معانی الاثار 1 ص185)

کہ حضرت قتادہ کی وفات اس محمد بن عمرو بن عطا کی ولادت سے بھی پہلے ہے اور ان کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

چنانچہ امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابوبکر بن ابی شیبہ سند ثقہ کے ساتھ روایت درج فرماتے ہیں۔ **صلی علی علی ابی قتادۃ** ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 3 ص304) کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

یہی مضمون سنن الکبریٰ بیہقی ص تاریخ بغداد۔ طبقات ابن سعد میں بھی

ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہجری میں شہید ہوئے اور محمد بن عمرو بن عطا ایک سو بیس ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ تو اس کی کل عمر اسی سال سے کچھ زائد ہوئی تو اس عمر کے مطابق محمد بن عمرو بن عطا نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ اسی لئے تو امام ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ: **قال ابی فصار الحدیث مرسلا۔** (کتاب العلل ص 163)

کہ میرے باپ ابو حاتم نے فرمایا کہ پس یہ حدیث منقطع ہے۔

تو ناظرین! جب اس میں اتنی خرابیاں ہیں تو پھر یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے۔

اس حدیث کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں بھی اضطراب ہے اور اضطراب موجب ضعف ہے۔ دیکھئے کسی روایت میں آتا ہے محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی۔ (ابو داؤد ص 113 مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235، طحاوی شریف 1 ص 162، ابن ماجہ ص 62)

اور کسی روایت میں ہے: **محمد بن عمرو اخبرنی مالک عن عیاش اوعباس بن سهل الساعدی انه کان فی مجلس فیه ابوه۔**

(شرح معانی الآثار 1 ص 184، ابو داؤد ص 114)

اور کسی روایت میں ہے: **محمد بن عمرو بن عطاء قال حدثنی رجل انه وجد عشرة من اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔** طحاوی شریف 1 ص 184 تو جب اتنا سخت اضطراب ہے تو پھر یہ حدیث صحیح کیسے ہو سکتی ہے بلکہ یہ روایت انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔

اس حدیث کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں سند متصل کے ساتھ درج فرمایا ہے اور اس میں صرف پہلی رفع یدین کا ذکر ہے باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے کیونکہ اس میں نہ تو عبدالحمید بن جعفر بدعتی ہے نہ ہی اس میں رفع یدین کا ذکر۔ (دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 114)

اسی لئے تو امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ الدرایہ میں حدیث ابو حمید ساعدی بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ **اصله فی البخاری**۔

(الدرایہ 1 ص 153)

کہ ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل حدیث بخاری شریف میں ہے اور بخاری میں جو حدیث ہے حضرت ابو حمید ساعدی کی اس میں رکوع والی رفع یدین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اصلاً حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین ہے۔ رکوع کی رفع یدین نہیں ہے۔ اب غیر مقلدین حضرات صحیح بخاری کی حدیث چھوڑ کر جسے ابن حجر اصل حدیث قرار دیتے ہیں۔ ضعیف راویوں کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ (یاللعجب)

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی درج فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے نماز کے لئے تو اپنے دست مبارک کندھوں کے مقابل کرتے تھے اور جب رکوع کرتے اسی طرح ہاتھوں کو

اُٹھاتے اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو اسی طرح ہاتھوں کو اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو بھی ہاتھوں کو اُٹھاتے۔ (ابوداؤد 1 ص115)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سنداً بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابن جریج ہے جس نے نوے عورتوں سے متعہ کیا ہے۔ دیکھئے تذکرۃ الحفاظ للذھبی 1 ص128 تو ایسے آدمی کی روایت کیسے قبول ہوسکتی ہے۔

نوٹ:۔ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے۔ مؤلف نے اس کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کرلیا ہے۔

دوسرا جواب:

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں غیر مقلدین کا پورا موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے بطور دلیل پیش کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

تیسرا جواب:

تیسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث تو غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث میں مرفوعاً سجدوں کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور وہابی سجدوں کی رفع یدین کے سخت منکر ہیں بلکہ اسے خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو جو جواب وہابی سجدے کی رفع یدین کا دیں گے وہی ہماری طرف سے رکوع والی رفع یدین کا سمجھ لیں۔

سجدے والی رفع یدین کی روایت مرفوعاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنی ابی ثنا الحکم بن نافع ثنا اسماعیل بن عیاش عن صالح بن کیسان عن عبدالرحمن الا عرج عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه حین یکبر و یفتتح الصلاة و حین یرکع و حین یسجد۔(مسند امام احمد 2 ص133)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ تو حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امام ابو داؤد کی طرح امام المحدثین امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے بھی سجدوں کی رفع یدین بیان کر دی ہے۔ تو اگر جناب اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر سجدوں کی رفع یدین بھی کر دو تا کہ پوری حدیث پر عمل ہو جائے ورنہ ہم احناف کی طرح تم بھی کہہ دو کہ رفع یدین عند الرکوع ہو یا بعد الرکوع یا تیسری رکعت کی ابتداء میں یا سجدوں کے درمیان یا سجدوں سے سر اٹھاتے وقت یہ سب رفع یدین منسوخ ہے تا کہ کسی حدیث کا انکار بھی نہ ہو اور ترک و منع کی احادیث پر عمل بھی ہو جائے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو روایت پیش کی ہے جس میں سجدہ کی رفع یدین کا ذکر ہے اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جو کہ ضعیف ہے۔ لہٰذا آپ کی پیش کردہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب آپ نے جس راوی کو ضعیف کہا ہے اس راوی کے

متعلق حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب القول المسدد فی الذب عن مسند احمد کے ص 11-12 پر فرماتے ہیں۔ **قد وثقہ بعضھم مطلقا۔** (یعنی اسماعیل بن عیاش)۔

ضرور بعض حضرات نے تو اس راوی کو مطلقاً ثقہ کہا ہے۔

قال یعقوب بن سفیان تکلم ناس فی اسماعیل بن عیاش واسماعیل ثقۃ۔

ترجمہ: محدث یعقوب بن سفیان نے کہا کہ لوگوں نے اسماعیل بن عیاش میں کلام کیا ہے حالانکہ اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے۔

تو جناب ثابت ہوا کہ راوی ضعیف نہیں بلکہ ثقہ ہے جب یہ راوی ثقہ ہے تو پھر اس کی روایت بھی قبول ہونی چاہیے۔

اس اعتراض کا ایک اور جواب:

یہ ہے کہ جناب اگر اسماعیل بن عیاش کی وجہ سے ہی یہ روایت قابل احتجاج نہیں تو چلو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے سنن ابو داؤد میں جو روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کی ہے اس سند میں تو یہ راوی نہیں ہے لیکن اس میں سجدہ کی رفع یدین ضرور ہے۔ تو چلو اسی کو ہی مان لو۔ (این المفر) لیکن کیا کر لیا اس فرقہ کے نزدیک ہر وہ روایت ضعیف نا قابل احتجاج ہوتی ہے جو ان کی خواہشِ نفس کے خلاف ہو۔ جو ان کے مزاج کے مخالف ہے وہ ضرور ضعیف ہے اگرچہ اس کی سند کیسی ہی ثقہ کیوں نہ ہو۔ اس کے راوی کیسے ہی اعلیٰ درجے کے مضبوط کیوں نہ ہوں تو الحاصل یہ ہے کہ جناب اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو اور سجدہ میں بھی رفع

یدین کیا کریں۔

تو اگر آپ حضرات غیر مقلدین سجدوں کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں تو آپ کو پھر یہ یقین کر لینا چاہیے کہ احناف بھی اسی طرح رکوع و بعد الرکوع کی رفع یدین ترک کرنے کے باوجود حدیث کے منکر نہیں ہیں اگر آپ ہمیں مجرم ثابت کرتے ہیں تو پھر آپ بھی یقیناً اسی جرم کے مرتکب ہیں۔ **(فافهم و لا تكن من المتعصبين)**

چوتھا جواب اس روایت کا:

یہ ہے کہ جناب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بڑی مضبوط سند کے ساتھ صرف ابتدا کی رفع یدین ہی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں امام ابوداؤد علیہ الرحمہ سند ثقہ کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا مسدد نا يحيىٰ بن ابى ذئب عن سعيد بن سمعان عن ابى هريرة قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا دخل فى الصلوٰة رفع يديه مداً۔

(ابوداؤد 1 ص 117 باب من لم يذكر الرفع عند الركوع)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو رفع یدین کرتے ہاتھوں کو دراز کر کے۔

اس حدیث میں جناب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے اور وہ کیونکہ صرف ابتدا کے ساتھ متعلق ہے نہ کہ رکوع اور سجدے کے ساتھ اس لئے جناب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء کی رفع یدین کا ہی ذکر کیا ہے۔ اگر عند الرکوع و بعد الرکوع اور تیسری رکعت

کی ابتداء میں ہوتا تو آپ اس حدیث میں اُس کا بھی ذکر فرماتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف ابتدا کی رفع یدین کا ذکر ہے یہ تو درست ہے لیکن اس میں اگر رکوع و بعد رکوع کا رفع یدین مذکور نہیں تو اس کی نفی بھی تو نہیں ہے لہٰذا اس حدیث کو رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی میں پیش کرنا درست نہیں ہے اور یہ ایک قاعدہ بھی ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب امام ابو داؤد علیہ الرحمہ جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید ہیں اور بالاتفاق حدیث کے مسلّم جلیل القدر امام ہیں انہوں نے دو باب باندھے ہیں ایک باب رفع یدین کرنے کا اور دوسرا باب رفع یدین نہ کرنے کا۔ رفع یدین کے اثبات کے باب میں وہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت لائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان میں ایک حدیث رفع یدین کرنے کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بیان کی ہے۔ پھر امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے دوسرا باب باندھا ہے۔ رفع یدین نہ کرنے کا۔ اس باب میں تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات لائے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عدم رفع یدین کی روایات بیان کی ہیں اور اس باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع میں ہی یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے ہیں۔ تو امام ابو داؤد نے تو اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ اس حدیث میں رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے تبھی تو اس باب میں اس حدیث کو لائے ہیں۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین رکوع اور بعد رکوع کی نفی کی دلیل ہے اور غیر مقلدین کا اس قاعدہ سے استدلال کرنا کہ (عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں) یہ ان کو مفید نہیں بایں وجہ۔ حضرت امیر المومنین فی الحدیث جناب سیدنا امام بخاری علیہ الرحمہ اس قاعدہ کو نہیں مانتے دیکھئے صحیح بخاری شریف 1 ص 139,138 پر آپ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے اور اس روایت میں جو آپ کا استدلال ہے وہ عدم ذکر پر ہی موقوف ہے اور عدم ذکر کو دلیل بنا کر آپ نے اس کے وجود کا انکار ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں وہ حدیث شریف یہ ہے۔

حدیث بخاری:

حضرت امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں یہ حدیث بیان کرنے سے قبل یہ باب باندھا ہے۔ باب ماقیل ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یحول ردآئہ فی الاستسقآء یوم الجمعة باب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استسقاء میں اپنی چادر نہیں الٹی۔

عن انس بن مالک ان رجلا شکا الیٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ھلاک المال وجھد العیال فدعا اللہ یستسقی ولم یذکر حول رداءہ ولا استقبل القبلۃ۔

(بخاری شریف 1 ص138-139 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی)

(بخاری مترجم 1 ص 413 مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مال تباہ ہونے اور بچوں کے زحمت اُٹھانے کی شکایت کی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی لیکن (راوی) نے یہ بیان نہیں کیا کہ آپ نے چادر اُلٹی تھی اور نہ اس کا ذکر کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کیا تھا۔

لو جناب! اس روایت میں واضح طور پر موجود ہے کہ راوی نے چادر اُلٹنے کا ذکر نہیں کیا اور امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس عدم ذکر سے استدلال کرتے ہوئے اس حدیث پر باب ہی وہ باندھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن دعائے استسقاء میں اپنی چادر نہیں اُلٹی۔ الغرض امام بخاری علیہ الرحمہ اگر اس قاعدہ کو مانتے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں تو پھر آپ علیہ الرحمہ عدم ذکر سے عدم وجود پر دلیل نہ لاتے۔ غیر مقلدین حضرات کو کم از کم امام بخاری علیہ الرحمہ کا خیال تو ضرور کرنا چاہیے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے (باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع) میں درج کیا ہے یہ حدیث ترک رفع یدین کی دلیل ہے اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ حضرت امام مجتہد محدث استاذ الامام شافعی استاذ الامام یحییٰ بن معین، حضرت سیدنا امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی سند ثقہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترک رفع یدین روایت کرتے ہیں۔

بروایت امام مالک علیہ الرحمہ۔

حدیث:

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ان فقیھهم مالک بن انس قد روی عن نعیم بن عبداللہ المجمر وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هریرة رضی اللہ عنہ کان یصلی بهم فیکبر کلما خفض ورفع قالا۔ وکان یرفع یدیہ حین یکبر و یفتتح الصلاة فهذا حدثکم موافق لعلی وابن مسعود رضی اللہ عنهما۔

کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ 1 ص95-96 (مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب نعیم بن عبداللہ مجمر اور ابوجعفر قاری دونوں سے روایت کی ہے۔ دونوں نے امام مالک کو خبر دی کہ بے شک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تھے تو تکبیر تو ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے۔ پھر دونوں راویوں نے کہا کہ رفع یدین اس وقت کرتے تھے جب تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے تھے۔

امام محمد علیہ الرحمہ اہل مدینہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو کہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے۔ یہ حدیث (ترک رفع یدین میں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے موافق ہے۔ یعنی جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ترک رفع یدین ماسوا تکبیر افتتاح کے واضح ہے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں بھی ترک رفع یدین واضح ہے۔ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو موطا امام محمد میں بھی بیان کیا ہے اور اس سے ترک رفع

یدین پر دلیل پکڑی ہے۔ موطا امام محمد ص 88 (مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی) اور حضرت امام محدث اندلس ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو التمہید میں اس طرح روایت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

وحجتهم ایضا ماروا ه نعیم المجمر وابو جعفر القاری عن ابی هریرة انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلاة ویکبر کلما خفض ورفع ویقول انا اشبهکم صلاة برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (التمهید لما فی الموطا من المعانی ولا سانید 9 ص215

مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

ترجمہ: اور ان کی (یعنی احناف کی) ترک رفع یدین کی ایک دلیل یہ حدیث ہے جس کو ابونعیم مجمر اور ابوجعفر قاری نے بیان کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین تو اس وقت کرتے جب نماز شروع کرتے اور تکبیر ہر اونچ نیچ میں کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ازروئے نماز کے زیادہ مشابہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے بنسبت تمہاری۔

تو لو جناب! امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو احناف کے دلائل ترک رفع یدین میں پیش کیا ہے اور پھر ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے جس سے اس کے مرفوع ہونے میں ذرہ برابر بھی شک باقی نہیں رہتا۔ ناظرین گرامی! طوالت کی معذرت کرتا ہوں لیکن کیونکہ اس مسئلہ کو واضح کرنا مقصود ہے۔ اس لئے اگر کچھ قدر طوالت ہو جائے تو محسوس نہ فرمائیں۔ الحاصل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اب دو قسم کی روایات ثابت ہوگئیں۔ نمبر ایک رفع یدین بوقت رکوع اور بعد رکوع اور بوقت سجدہ اور

دوسری قسم سوائے افتتاح صلوٰۃ کے باقی رفع یدین کا ترک۔ اب غیر مقلدین نے ترک کی روایات کو چھوڑ دیا اور رفع یدین کی روایت کو اپنا لیا لیکن اس پر بھی مکمل عامل نہ ہوئے یعنی بوقت سجدہ رفع یدین کے منکر ہیں بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔

اگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین پر ہی عمل کرنا ہے تو پھر پوری حدیث پر عمل کرو یعنی سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کیا کرو یا پھر احناف کی طرح کرو کہ کسی حدیث کا انکار نہ ہو یعنی رفع یدین کی روایات منسوخ ہیں اور ترک پر عمل ہے۔

ناظرین گرامی! آپ کو یاد ہوگا کہ ابوداؤد کی رفع یدین کی روایات کے جوابات شروع تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا قتيبة بن سعيدنا ابن لهيعة عن ابى هبيرة عن ميمون المكى انه راى عبدالله بن الزبير وصلى بهم يشير بكفيه حين يقوم و حين يركع و حين يسجدو حين ينهض للقيام فيقوم فيشير بيديه فانطلقت الى ابن عباس فقلت انى رايت ابن الزبير صلى صلوة لم

اراحدیصلیھا فوصفت لہ ھذہ الاشارۃ فقال ان احببت ان تنظر الٰی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاقتد بصلوٰۃ عبداللہ بن الزبیر۔ (ابوداؤد شریف 1 ص115 مطبوعہ حقانیہ ملتان)

(ابوداؤد مترجم 1 ص300 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: ابو ھبیرہ نے میمون مکی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا اور ان کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ اپنی ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے جب رکوع کرتے جب سجدہ کرتے اور جب کھڑے ہونے لگتے جب وہ کھڑے ہو جاتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے پس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ کسی دوسرے کو اس طرح پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں کے متعلق بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسی نماز پڑھو۔

ناظرین گرامی! یہ حدیث ہے ابوداؤد کی جس کی بنا پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یقین جانیے کہ یہ روایت نہ تو غیر مقلدین وہابیہ کے موافق ہے نہ ہی اس پر ان کا عمل ہے اور نہ ہی اس کی سند صحیح ہے۔ اب ترتیب وار اس کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

پہلا جواب:

اس کا یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین حضرات کے اپنے موقف کے ہی

خلاف ہے، غیر مقلدین وہابیہ سجدوں کے وقت اور سجدوں سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کے سخت منکر ہیں اور اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین واضح طور پر موجود ہے جس کے وہابیہ منکر ہیں بڑی عجیب بات ہے کہ جس روایت کو اپنی دلیل میں بچارے غیر مقلد شمار کرتے ہیں وہ خود ان کے اپنے موقف کے خلاف ہے۔
جب اس حدیث میں غیر مقلدین کا موقف ہی نہیں ہے بلکہ یہ روایت تو بخاری کی روایت کے خلاف ہے کہ بخاری میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی ہے اور ابو داؤد کی اس روایت میں سجدوں کی رفع یدین کا اثبات ہے اگر غیر مقلدین اس پر عمل کرتے ہیں تو بخاری کی روایت کا انکار لازم آتا ہے اگر بخاری کی روایت پر عمل ہے تو پھر اس کا انکار لازم۔ الغرض یہ حدیث تو غیر مقلدین کے اپنے خلاف ہے نہ کہ یہ ان کی دلیل ہے۔

فائدہ:

غیر مقلدین وہابیہ جب رفع یدین کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شمار کرتے ہیں تو ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی شمار کرتے ہیں جہاں تک میری ناقص معلومات ہیں اس کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں رکوع کی رفع یدین اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین کا ذکر ہو اور سجدے کی رفع یدین کا ذکر نہ ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی رفع یدین رکوع والی حدیث مروی ہے اس میں سجدے کی رفع یدین ضرور ہے۔ جس کے وہابیہ منکر ہیں تو جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی حدیث بھی وہابیہ کے موافق نہیں ہے تو پھر ان کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بڑا عجیب ہے۔

اس روایت کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ابن لھیعہ راوی ہے جو کہ سخت ضعیف منکر الحدیث بلکہ متروک الحدیث ہے ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **قال ابن معین ضعیف لا یحتج به۔** ابن معین نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

عن یحیی بن سعید انه کان لا یراه شیئا۔

امام یحییٰ بن سعید اس کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔

ابن المدینی عن ابن مهدی قال لا احمل عن ابن لهیعة شیئا۔

ابن المدینی نے ابن مھدی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ابن لھیعہ سے کوئی چیز نہیں اٹھاتا۔ (یعنی کچھ روایت نہیں کرتا)

احمد بن محمد الحضرمی نے کہا کہ میں نے ابن معین سے ابن لھیعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لیس بقوی کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

قال النسائی۔ ضعیف: امام نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

قال ابوزرعة و ابو حاتم. امره مضطرب۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا کہ اس کی حدیث مضطرب ہے۔ **قال الجوز قانی لا نور علی حدیثه و لا ینبغی ان یحتج به۔** جوزقانی نے کہا کہ اس کی حدیث بے نور ہے اور کسی کے لائق نہیں کہ اس کے ساتھ دلیل پکڑے۔

(ملخصا میزان الاعتدال 2 ص 475 تا 477)

اسی طرح تھذیب التھذیب کتاب الضعفاء لابن الجوزی۔ کتاب الضعفآ کبیر عقیلی کی اور بہت سی کتب میں ابن لھیعہ کو ناقابل احتجاج ضعیف الحدیث

مضطرب الحدیث بیان کیا گیا ہے تو ایسے راوی کی روایت کیسے حجت ہوسکتی ہے۔معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ترین .وایت ہے جو کہ قابل استدلال نہیں۔

اس کا تیسرا جواب یہ:

یہ ہے کہ ثقہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف افتتاح رفع یدین کی روایت ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام المحدثین سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

حدیث:

حدثنا عبدالله حدثني ابى ثنا عبدالقدوس بن بكر بن خنيس قال انا حجاج عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا افتتح الصلوٰة فرفع يديه حتى يحاذى بهما اذنيه قال قرئ عن سفيان و انا شاهد سمعت ابن عجلان و زياد بن سعد عن عامر بن عبدالله عن ابيه قال رأيت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هكذا وعقد ابن الزبير۔ (مسند امام احمد 3 ص466)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا کانوں تک۔

ناظرین گرامی ! اس صحیح السند حدیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلہ رفع یدین بیان کیا ہے کیونکہ رفع یدین صرف ابتداء ہی میں

ہے اس لئے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف ابتداء میں رفع یدین ہی بیان کیا ہے اگر رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع یدین ہوتا تو آپ وہ بھی بیان کرتے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ مسئلہ رفع یدین بیان کریں مکمل بیان نہ کریں۔ تو معلوم ہوگیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صحیح السند روایت ہے اس میں بس افتتاح صلوٰۃ کے وقت ہی رفع یدین ہے۔ جس پر سب کا اتفاق وعمل ہے۔ بلکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نماز میں رفع یدین کی ممانعت کی بھی موجود ہے۔ غیر مقلد مولوی عبدالرحمن مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 123 پر طبرانی کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں آپ نے یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں رفع یدین کرنے سے منع کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ان عبدالله بن الزبير رای رجلا رافعا يديه يدعو قبل ان يفرغ من صلاته فلما فرغ منها قال ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلاته وراه الطبراني ورجاله ثقات۔

(المعجم الکبیر جلد 13 ص 102)

(تحفۃ الاحوذی 2 ص 123 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ابن کثیر اس حدیث کی سند کے بارے ارشاد فرماتے ہیں۔ "رواه الطبرانی عن ابی کامل الجحدری عن الفضل بن سلیمان عنه به"۔

(جامع المسانید والسنن لابن کثیر جلد 7 ص 526)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس

آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر کے دعا کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اسی روایت کو مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 211 مطبوعہ لبنان پر بھی ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عن محمد بن یحییٰ الا سلمی قال رایت عبداللہ بن الزبیر، ورای رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلاتہ، فلما فرغ منھا قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلاتہ قال رجالہ ثقات۔

(تحفۃ الاحوذی 2 ص 221 مطبوعہ بیروت لبنان)

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جناب محمد بن یحییٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ رفع یدین کر رہا تھا نماز سے فارغ ہونے سے قبل جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ناظرین گرامی ! اس روایت میں بالکل واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ جو آدمی اپنی نماز میں قبل از فراغت رفع یدین کر رہا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو رفع یدین کرنے سے منع کیا اور ساتھ یہ دلیل بھی دی

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اس پر ایک اعتراض:

یہ ہے کہ اس روایت میں رفع یدین کی ممانعت تو ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا کی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اس لئے اس روایت کو رکوع والی رفع یدین کی ممانعت کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب ہم صرف رکوع اور بعد رکوع کی ہی بات نہیں کرتے بلکہ ہم ساری نماز کی بات کرتے ہیں کہ نماز شروع کر لینے کے بعد سلام تک رفع یدین کرنا اس کی ممانعت ہے چاہے وہ رفع یدین رکوع کے وقت ہو یا رکوع کے بعد ہو یا سجدہ کے وقت ہو یا سجدہ سے سر اُٹھانے کے بعد ہو یا دو سجدوں کے درمیان ہو یا عند التشھد ہو غرض یہ کہ اس سے ساری نماز میں رفع یدین کی ممانعت موجود ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے۔

اگر آپ رکوع کا نام لیتے تو صرف رکوع کا رفع یدین منع ہوتا اگر سجدے کا نام لیتے تو صرف سجدے کا رفع یدین منع ہوتا آپ نے ساری نماز کی بات کی ہے تا کہ یہ الفاظ اپنے عموم میں ساری نماز کو شامل رہیں جیسا کہ ایک ضابطہ بھی ہے کہ العبرۃ بعموم اللفظ۔ (الدرایہ 1 ص 157) کہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے۔ تو یہ اپنے عموم کی وجہ سے ساری نماز کو شامل ہے جس میں

رکوع اور بعد رکوع اور تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین ضرور شامل ہے لہٰذا اس رفع یدین کی ممانعت واضح ہے۔

تو ناظرین گرامی قدر ! اس ساری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین عند الرکوع اور بعد رکوع والی روایت ضعیف نا قابل احتجاج ہے بلکہ اس کے خلاف آپ سے ترک رفع یدین واضح ہو گیا جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔

اب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین والی بروایت ابو داؤد ذکر ہوتی ہے تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ: حدثنا قتیبة بن سعید و محمد بن ابان المعنی قالاثنا النضر بن کثیر یعنی السعدی قال صلی الیٰ جنبی عبداللہ بن طاؤس فی مسجد الخیف فکان اذا سجدا السجدة الاولیٰ فرفع راسه منها رفع یدیه تلقاء وجهه فانکرت ذلک فقلت لوهیب بن خالد فقال له وهیب بن خالد تصنع شیئالم ارا احدا یصنعه فقال ابن طاؤس رایت ابی یصنعه وقال ابی انی رایت ابن عباس یصنعه ولا اعلم الا انه قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یصنعه۔

(ابو داؤد شریف۔1 ص 115 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ: نضر بن کثیر سعدی نے کہا کہ میرے پہلو میں عبداللہ بن طاؤس نے مسجد خیف میں نماز پڑھی جب انہوں نے پہلا سجدہ کرنے کے بعد سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا اپنے چہرے کے برابر میں نے اس کا انکار کیا اور

میں نے یہ بات وھیب بن خالد کو کہی تو وھب بن خالد نے عبداللہ بن طاؤس کو کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا ہے اس طرح تو کوئی بھی نہیں کرتا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے اپنے والد طاؤس کو دیکھا ہے اور طاؤس نے کہا کہ میں نے اس طرح کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس کو دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

ناظرین گرامی! یہ روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس کی بنا پر غیر مقلدین وہابیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قائلین رفع یدین میں سے شمار کرتے ہیں لیکن یقین سے جان لیں کہ یہ روایت نہ تو صحیح السند ہے نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ کے موافق۔ جب یہ روایت ہی ثابت نہیں تو پھر اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکوع کی رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کرنا بھی غلط ہوگا۔ بلکہ آپ تفصیل سے پڑھیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے۔ اب تفصیل حاضر خدمت ہے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت وہابیہ کے موافق نہیں بلکہ ان کے خلاف ہے کیونکہ اس روایت میں پہلے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد رفع یدین کا ذکر موجود ہے اور وہابی اس کے منکر ہیں ثابت ہوا کہ یہ حدیث وہابیہ کے خلاف ہے تو جو حدیث خود ان کے اپنے خلاف ہے اس کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائلین رفع یدین میں سے شمار کرنا کتنی غلط بات ہے اور کتنا بڑا فریب ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی نضر بن کثیر سعدی ہے جو کہ سخت ضعیف ہے اس لئے یہ روایت انتہائی ضعیف۔ معلول ہے یہ کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم فیه نظر وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات قال البخاری عنده مناکیر ۔ (میزان الاعتدال 4 ص 262 مطبوعہ مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل) ابو حاتم نے کہا کہ اس میں نظر ہے (یعنی یہ ضعیف ہے)

امام ابن حبان نے کہا کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ نے تقریباً یہی کچھ المغنی فی الضعفاء میں کہا ہے۔ (سوائے قول بخاری کے)۔

(المغنی فی الضعفاء 2 ص 460 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

قال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات لایجوز الاحتجاج به دجال. کہا ابن حبان نے کہ یہ راوی ثقہ راویوں سے من گھڑت جعلی روایات بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا جائز نہیں ہے یہ راوی دجال ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 3 ص 162 مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ العابد، ضعیف، تقریب التھذیب 2 ص 247 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ۔ عبادت گزار ہے لیکن ضعیف

ہے۔ اس تمام گفتگو سے معلوم ہو گیا کہ یہ روایت نا قابل احتجاج ہے سخت معلول ہے تو جب یہ روایت اس قابل ہی نہیں کہ اس کو استدلال میں پیش کیا جا سکے تو پھر اسے رفع یدین کی روایات میں تعداد بڑھانے کے لئے درج کرتے رہنا مناسب نہیں ہے۔ تو یہ روایت ثابت نہ ہوئی تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو قائلین رفع یدین میں شمار کرنا بھی درست نہ رہا۔ اس گفتگو پر ایک اعتراض اور اس کا جواب۔

اس پر ایک اعتراض:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک یہی روایت ہی نہیں بلکہ اور روایات بھی ہیں جن کی بنا پر انہیں رفع یدین کرنے والوں میں سے شمار کیا جاتا ہے مثلاً امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین ص 15 پر یہ حدیث درج فرمائی ہے۔ ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ثابت ہو گیا کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ رفع یدین کرنے والوں سے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ اس اثر کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اور یہ اثر بھی نا قابل احتجاج ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا چہ معنی دارد۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ابو حمزہ ہے جو کہ سخت ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذھبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق تفصیل کرتے ہیں۔ ابو حمزہ عمران بن ابی عطار اسدی القصاب حدث عن ابن عباس۔ قال

ابوزرعة لين وقال العقيلي لا يتابع على حديثه قال ابو حاتم والنسائي ليس بقوى۔ ملخصاً۔ (میزان الاعتدال 3 ص239)

ابوزرعہ نے کہا یہ راوی کمزور ہے۔ عقیلی نے کہا اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ ابو حاتم اورنسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس راوی کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق له اوهام۔ (تقریب التہذیب 1 ص752 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ) ہے سچا لیکن اس کے بہت سے وہم ہیں۔

اس اثر میں دوسرا راوی ہے۔ ھیثم۔ یہ اگرچہ فی نفسہٖ ثقہ صدوق ہیں مگر یہ مدلس ہیں۔ تدلس کیا کرتے تھے دیکھئے علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وقال العجلی هيشم واسطی ثقة وكان يدلس۔

امام عجلی نے فرمایا کہ ہیثم ثقہ ہے لیکن تدلس کرتا تھا۔

وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث ثبتا يدلس كثيرا فما قال فی حديثه انا فهو حجة ومالم يقل فليس بشی۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 42 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن سعد نے کہا کہ یہ راوی ثقہ کثیر الحدیث ثبت ہے لیکن نسبتاً زیادہ تدلیس کرتا تھا۔ جب یہ کہے کہ مجھے خبر دی تو یہ حجت ہے اور یہ نہ کہے تو یہ راوی کچھ بھی نہیں ہے۔

علامہ ابن سعد کی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ جب یہ اخبرنا کہے تو حجت ہے اس روایت میں اس نے عن سے روایت کی ہے لہٰذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ مدلس جب عن سے روایت کرے تو اس کی روایت حجت نہیں ہوتی۔ علامہ نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ المدلس اذا روى

معنعنة لا يحتج به۔ (شرح مسلم نووی 1 ص172) کہ جب مدلس عن سے روایت کرے تو وہ روایت قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ اثر بھی نا قابل احتجاج ہے انتہائی درجہ کا معلول مجروح ہے۔ اس مجروح معلول اثر کی بنا پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا صحیح نہ ہوا۔

ایک اور اعتراض:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اور اثر جزء رفع یدین میں بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکوع کی رفع یدین کے قائلین میں سے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت ابن عباس و ابن الذبیر و ابا سعید و جابرا رضی اللہ تعالیٰ عنھم. یرفعون ایدیھم اذا افتتحوا الصلوٰۃ و اذا رکعوا۔

(جزء رفع یدین ص14)

ترجمہ: جناب عطاء سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے۔

ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوسعید، حضرت جابر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین کرنے

والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے۔ لہٰذا ان و قائلین رفع یدین میں سے شمار کرنا درست ہے۔

اس اعتراض کا جواب:

یہ ہے کہ جناب اس اثر کی سند بھی صحیح نہیں ہے بلکہ سخت ضعیف ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ اثر غیر مقلدین کو نافع نہیں کیونکہ اس میں غیر مقلدوں کا مکمل موقف ہی نہیں ہے تو پھر اسے پیش کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس اثر کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ سخت ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے۔

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہ: **لیث بن ابی سلیم. قال احمد مضطرب الحدیث قال یحیی والنسائی، ضعیف. قال ابن حبان اختلط فی آخر عمره. قال مومل بن الفضل سالت عیسی بن یونس عن لیث فقال قدرایته وكان قداختلط۔**

(میزان الاعتدال 3 ص 421)

امام احمد نے فرمایا یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ امام یحیٰی اور نسائی نے کہا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا (حافظ خراب ہونے کی وجہ سے) اسے اختلاط ہو گیا۔ مول بن فضل نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے یہ مختلط ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی نا قابل احتجاج۔ سخت مجروح ہے جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا۔ اسی طرح حضرت ابن زبیر، حضرت ابوسعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کو بھی رفع یدین شمار کرنے والوں سے شمار کرنا غلط ٹھہرا بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بسند جید رفع یدین کی ممانعت کی حدیث موجود ہے سوائے افتتاح صلوٰۃ کے۔

پہلے جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن کی ایک آیت کی تفسیر ملاحظہ کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

الذین هم فی صلوتهم خشعون۔ پ 18 سورۃ المومنون آیت نمبر 2

ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اس کی تفسیر میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔ **مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا ولا شمالا، لایرفعون ایدیهم فی الصلوٰۃ۔** (تفسیر ابن عباس ص 359)

ترجمہ: عاجزی وانکساری کرنے والے جو دائیں اور بائیں نہیں دیکھتے اور نہ وہ اپنی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ یاد رکھیں کہ فی الصلوٰۃ کے الفاظ ساری نماز کو شامل ہیں جو کہ رکوع اور بعد رکوع وغیرہ کو ضرور شامل ہے۔

تو جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین کی ممانعت موجود ہے تو پھر آپ کو رفع یدین ترک کرنے والوں میں سے شمار کرنا چاہیے جیسا کہ ثابت بھی یہی ہے۔ اسی طرح اس آیت کی تفسیر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے بھی مروی ہے ملاحظہ ہو۔ امام محدث فقیہ علامہ ابولیث سمرقندی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ **خاشعون الذین لا یرفعون ایدیهم فی الصلوٰۃ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ۔** (تفسیر سمرقندی 2 ص 408 مطبوعہ عرب)

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ: عاجزی کرنے والے وہ لوگ جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے بھی اس آیت سے رفع یدین ممنوع سمجھا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث جو کہ بسند جید ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین تفتتح الصلوٰۃ و حین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا و حین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃعرفۃ وبجمع والمقامین حین یرمی الجمرۃ۔ (معجم طبرانی کبیر 11 ص304-305)

ترجمہ: رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات میں جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا اور مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین کا علامہ محدث نواب صدیق حسن خان بھوبھالی اپنی کتاب نزل الابرار ص44 پر کہتے ہیں۔ **من حدیث ابن عباس بسند جید۔** کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند جید یعنی بڑی عمدہ ہے۔

اس حدیث کے متعلق علامہ امام محدث شیخ عزیزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حدیث صحیح: السراج المنیر شرح جامع صغیر 2 ص258

شیخ عزیزی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے اس کی سند جید ہے اور اس حدیث میں جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے نماز میں رفع یدین کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ممانعت روایت کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ پس ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ترک رفع یدین ثابت ہے۔

سطور بالا میں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل ہوئی اب جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ابن عباس کا فرمان:

جناب امام بخاری ومسلم نسائی ابوداؤد کے استاذ الحدیث جناب امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت لائے ہیں۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن واذا قام الی الصلوٰۃ واذا رای البیت وعلی الصفا و المروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص235)

ترجمہ: بحذف سند: جناب سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے نماز شروع کرتے وقت اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی

پر اور وقوف عرفہ کے وقت اور مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

(امام الوہابیہ ابن قیم نے اس موقوف حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے المنار المنیف ص138 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرمان سے ثابت کر دیا کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اس کے علاوہ نہیں کرنا چاہیے۔

اس پر ایک اعتراض:

آپ نے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ نقل کیا ہے اور اس سے رفع یدین کی ممانعت پر دلیل قائم کی ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ کیا اس سے قبل بھی کسی نامور محدث مسلّم شخصیت نے اس حدیث سے تکبیر افتتاح کے سوا میں رفع یدین کی ممانعت پر دلیل پکڑی ہے؟ یا یہ صرف آپ کا ہی استدلال ہے

اس اعتراض کا جواب:

ہاں جناب دیکھئے حضرت امام بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ کے استاذ الحدیث جو کہ ثقہ صدوق محدث کبیر ہیں انہوں نے اس حدیث کو اس باب میں نقل کیا ہے۔ **من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

یعنی باب جس نے رفع یدین پہلی تکبیر میں کیا پھر دوبارہ نہیں کیا۔ امام ابن ابی شیبہ نے اس باب میں اس حدیث کو درج فرما کر واضح کر دیا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تکبیر افتتاح کے بغیر نماز میں رفع یدین کرنے کی ممانعت موجود ہے۔ **(فافھم و تدبر ولاتکن من المتعصبین)**

تو ثابت ہو گیا کہ ابو داؤد اور جزء رفع یدین بخاری میں جو ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین منقول ہے وہ درست نہیں بلکہ آپ سے سند جید کے ساتھ مرفوعا اور سند صحیح کے ساتھ موقوفا ترک رفع یدین ثابت ہے جیسا کہ ابھی تفصیل گزری ہے۔ ناظرین گرامی قدر! آپ کو یاد ہوگا کہ ابو داؤد کی رفع یدین کی حدیثوں کے جوابات شروع تھے اب ابو داؤد کی وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع روایت کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔

حدثنا الحسن بن علی نا سلیمان بن داؤد الهاشمی نا عبدالرحمن بن ابی الزناد عن موسی بن عقبة عن عبدالله بن الفضل بن ربیعة بن الحارث بن عبدالمطلب عن عبدالرحمن الا عرج عن عبید الله بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم . انه کان اذا قام الی الصلوة المکتوبة کبرورفع یدیه حذو منکبیه ویصنع مثل ذلک اذا قضی قرأته وارا دان یرکع ویصنعه اذا رفع من الرکوع ولا یرفع یدیه فی شی من صلاته وهو قاعد واذا قام من السجدتین رفع یدیه کذلک وکبر.

(ابو داؤد شریف 1 ص 116 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

(ابو داؤد مترجم 1 ص 302 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابو رافع نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو

تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے اور جب قرأت سے فارغ ہوتے تو اسی طرح کرتے جبکہ رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے اُٹھتے اور نماز میں کسی اور جگہ پر نہ اٹھاتے جبکہ بیٹھے ہوئے ہوتے اور جب سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور تکبیر کہتے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے کیونکہ اس میں دو سجدوں سے کھڑے ہو کر بھی رفع یدین کرنے کا ذکر ہے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو اسے اپنے دلائل میں بھرتی کرنا سوائے دھوکہ دہی کے اور کیا ہو سکتا ہے یا تو پھر غیر مقلدین کو چاہیے کہ خود بھی اس حدیث پر عمل کریں اور ہر رکعت میں دو سجدوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین شروع کر دیں اور جو نمازیں اس رفع یدین (یعنی دو سجدوں سے کھڑے ہو کر کرنا) کے بغیر آج ادا کر چکے ہیں وہ ساری نمازیں دوبارہ پڑھیں مگر غیر مقلدین کبھی ایسا نہ کریں گے۔ ہاں ان واضح الفاظ کی غلط تاویل ضرور کریں گے اور سجدتین کو رکعتیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر لا حاصل۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے عبدالرحمٰن بن ابی زناد۔ یہ مجروح ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں۔ صدوق تغیر حفظه۔ (تقریب التہذیب 1 ص569) ہے سچا مگر اس کا حافظ خراب ہو گیا تھا۔ اس خراب حافظے والے کی روایت کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔

علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

کان ابن مهدی لا یحدث عنہ ۔ کہ ابن مہدی اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ وقال احمد مضطرب الحدیث ۔ امام احمد نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ وقال النسائی ضعیف ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ وقال یحیی، والرازی، لا یحتج بہ ۔ امام یحییٰ اور رازی نے کہا کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ وثقہ مالک ۔ اور امام مالک نے اس کی توثیق کی ہے۔

(کتب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص 94 مطبوعہ مکۃ المکرمہ عرب)

اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی خطا کار، ضعیف الحدیث مضطرب الحدیث ہے اور اس کی حدیث حجت نہیں۔ تو پھر روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کریں کہ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس کی توثیق کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب جرح مفسر غیر مبہم ہو تو وہ توثیق پر مقدم ہوتی ہے۔ حافظہ کا خراب ہونا، مضطرب الحدیث ہونا، یہ جرح مفسر ہے جو کہ تعدیل پر مقدم ہے لہذا امام مالک علیہ الرحمہ کا اس کو ثقہ کہنا غیر مقلدین کے کام نہیں آ سکتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ:

قال ابن محرز عن یحیی بن معین لیس ممن یحتج بہ اصحاب الحدیث لیس بشئی. وقال معاویۃ بن صالح وغیرہ عن ابن معین. ضعیف، ابن محرز نے کہا کہ یہ ان میں سے نہیں ہے جن کے ساتھ محدثین نے دلیل پکڑی ہے اور یہ راوی کوئی چیز نہیں ہے۔ معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

وقال الدوری عن ابن معین لا یحتج بحدیثہ

عباس دوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اس کی حدیث کے

ساتھ حجت نہ پکڑی جائے۔

قال صالح بن احمد عن ابیہ مضطرب الحدیث۔

صالح بن احمد نے اپنے باپ سے ان کا مضطرب الحدیث ہونا بیان کیا ہے۔

وقال محمد بن عثمان عن ابن المدینی. کان عند اصحابنا ضعیفا.

محمد بن عثمان نے ابن مدینی سے بیان کیا ہے کہ یہ راوی ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف ہے۔ ملخصاً (تہذیب التہذیب 3 ص 359)

تو ثابت ہو گیا کہ یہ راوی نا قابل احتجاج مجروح مضطرب الحدیث ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ ثقہ راوی جب اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں کرتے بلکہ رفع یدین کے بغیر اس کو بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا عبید اللہ بن معاذنا ابی ناعبدالعزیز بن ابی سلمة عن عمہ الماجشون بن ابی سلمة عن عبدالرحمن الا عرج عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰة کبر ثم قال وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض۔ الخ (ابوداؤد شریف 1 ص 117 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: عبید اللہ بن ابی رافع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ الخ

اس روایت میں رفع یدین کا ذکر نہیں کیونکہ اس میں عبدالرحمن بن ابی

زناد ضعیف راوی نہیں ہے۔ ثقہ راویوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

حدیث:

حضرت مطرف اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں صرف تکبیر کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا یحیی بن یحیی و خلف بن هشام جمیعا عن حماد قال یحیی انا حماد بن زید عن غیلان بن جریر عن مطرف قال صلیت انا و عمران بن حصین خلف علی بن ابی طالب فکان اذا سجد کبر و اذا رفع راسه کبر و اذا نهض من الرکعتین کبر فلما انصرفنا من الصلوٰة قال اخذ عمران بیدی ثم قال لقد صلی بنا هذا صلوٰة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ۔

(مسلم شریف 1 ص169 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: جناب مطرف نے فرمایا کہ میں نے اور جناب عمران بن حصین نے جناب علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے سجدہ کیا تو تکبیر کہی اور جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو تکبیر کہی اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوئے ہو تو تکبیر کہی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو جناب عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے۔

ناظرین گرامی قدر! یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے اس حدیث علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف تکبیر کا ہی ذکر ہے کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ثقہ حدیث ہے کہ آپ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدیث:

امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث لائے۔

حدثنا وکیع عن ابی بکر بن عبداللہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لایعود.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ کراچی)

ترجمہ: جناب عاصم بن کلیب اپنے باپ جناب کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ (کسی جگہ) رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث جلیل کو امام المحدثین جناب امام طحاوی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار 1 ص 163 پر روایت فرمائی ہے۔ محدث بے مثال فقیہ علامہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص 69 پر روایت فرمائی ہے اور مسند امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ مروی ہے۔ (مسند امام زید ص 90)

یہ حدیث پاک جو کہ ترک رفع یدین میں صریح ہے صحیح السند روایت ہے

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شافعی المذہب ہونے کے باوجود وہ بھی اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس کے تمام راوی ہیں ہی ثقہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص152

اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ زین الدین عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے دادا استاذ الحدیث محدث جلیل علامہ ابن ترکمانی علیہ بھی اس کے رجال کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ جوہر نقی علی البیہقی 2 ص78۔ اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر نقی علی البیہقی کے 2 ص79 پر پھر فرماتے ہیں۔ قد تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن علی والسند بذلک صحیح کمامر۔

اور اس سے قبل امام طحاوی کا اس حدیثِ علی کو صحیح کہنا گزرا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

اور امام محدث بے مثال فقیہ مجتھد امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الحجہ 1 ص94 پر فرماتے ہیں۔ جآء الثبت عن علی بن ابن طالب و عبداللہ بن مسعود. انھما کانا لا یرفعان فی شی من ذلک الافی تکبیرۃ الافتتاح۔ کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے بڑے مضبوط طریقے سے ثابت ہے کہ وہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

محدث اجل امام کبیر علامہ زیلعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صرف تکبیر کا ہی ذکر ہے کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند ثقہ حدیث ہے کہ آپ جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدیث:

امام بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ اپنے مصنف میں سند ثقہ کے ساتھ یہ حدیث لائے۔

حدثنا وكيع عن ابى بكر بن عبدالله بن قطاف النهشلي عن عاصم بن كليب عن ابيه ان عليا كان يرفع يديه اذا افتتح الصلوٰة ثم لا يعود.

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص236 مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم السلامیہ کراچی)

ترجمہ: جناب عاصم بن کلیب اپنے باپ جناب کلیب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نماز شروع کرتے وقت کرتے تھے پھر دوبارہ (کسی جگہ) رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث جلیل کو امام المحدثین جناب امام طحاوی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی شہرۂ آفاق حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار 1 ص163 پر روایت فرمائی ہے۔ محدث بے مثال فقیہ علامہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے مدونۃ الکبریٰ 1 ص69 پر روایت فرمائی ہے اور مسند امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ مروی ہے۔ (مسند امام زید ص90)

یہ حدیث پاک جو کہ ترک رفع یدین میں صریح ہے صحیح السند روایت ہے

اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ شافعی المذہب ہونے کے باوجود وہ بھی اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہنے پر مجبور ہیں کیونکہ اس کے تمام راوی ہیں ہی ثقہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ 1 ص152

اوراس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ زین الدین عراقی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث اور علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے دادا استاذ الحدیث محدث جلیل علامہ ابن ترکمانی علیہ بھی اس کے رجال کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ورجالہ ثقات۔ جوہرنقی علی البیہقی 2 ص78۔ اوراس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ جوہر نقی علی البیہقی کے 2ص79 پر پھر فرماتے ہیں۔ **قد تقدم تصحیح الطحاوی ذلک عن علی والسند بذلک صحیح کمامر۔**

اوراس سے قبل امام طحاوی کا اس حدیثِ علی کو صحیح کہنا گزرا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

اور امام محدث بے مثال فقیہ مجتہد امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الحجہ 1 ص94 پر فرماتے ہیں۔ **جآء الثبت عن علی بن ابن طالب و عبداللہ بن مسعود. انھما کانا لا یرفعان فی شی من ذلک الافی تکبیرۃ الافتاح** ۔ کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے بڑے مضبوط طریقے سے ثابت ہے کہ وہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

محدث اجل امام کبیر علامہ زیلعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وھو اثر صحیح۔ نصب الرایہ ص406

اور یہ اثر صحیح ہے۔

شارح حدیثِ نبوی امام علامہ محدث فقیہ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ اس حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

حدیث عاصم بن کلیب صحیح علی شرط مسلم۔

(البنایہ فی شرح الھدایہ 2 ص301)

عاصم بن کلیب کی حدیثِ علی مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

جب اس کی سند ثقہ ہے اور علامہ ابن حجر امام زیلعی امام طحاوی امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر حضرات اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں تو پھر اس کو صحیح نہ ماننا سوائے تعصب کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ غیر مقلدین کی حالت بھی بڑی عجیب ہے جو روایت ان کے مزاج کے خلاف ہو اگرچہ وہ کیسی ہی ثقہ صحیح السند روایت ہو۔ غیر مقلدین اس کو ضعیف ہی کہیں گے اور جو روایت ان کے موافق نظر آئے اس کی سند میں اگرچہ کذاب، دجال جیسے راوی موجود ہوں۔ اس کو صحیح مانتے ہیں دیکھئے۔ قرأت خلف الامام کے بارے میں جو غیر مقلدین حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروایت ابو داؤد پیش کرتے ہیں اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ایک راوی ہے۔ اگرچہ چند حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تاہم کثیر محدثین نے اس پر جرح مفسر کی ہے اور اس کو کذاب یعنی بڑا جھوٹا اور دجال تک قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات اس کی روایت سے امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا فرض ثابت کرتے ہیں اور ترک رفع یدین کی یہ حدیثِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی سند میں نہ کوئی کذاب و دجال ہے اور نہ ہی کوئی متھم بالکذب ہے بلکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن پھر بھی

غیر مقلدین حضرات اس حدیث صحیح کو ثقہ ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ امام دارمی اور امام بیہقی کی تقلید میں اس حدیث کو بلا دلیل ضعیف ہی کہتے ہیں حالانکہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہرنقی میں دارمی اور بیہقی دونوں کا رد کر کے اس حدیث کو صحیح ثابت کیا ہے۔

الحاصل حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین متروک ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل مبارک کے خلاف نماز نہ پڑھتے واضح ہو گیا کہ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرنا چاہیے اور اس کے ماسوا میں یعنی رکوع جاتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اور دو رکعتوں سے اُٹھتے وقت اور سجدوں کے وقت رفع یدین متروک و منسوخ ہے۔

یہاں تک ابو داؤد شریف کی رفع یدین کی تمام روایات کے جوابات مکمل ہو گئے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

ابن ماجہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن ماجہ نے رفع یدین کی روایات دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے اس دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کی روایات بیان کیں ہیں۔ ان میں سے حضرت ابن عمر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت وائل بن حجر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں گزر چکے ہیں۔ حضرت عمیر بن حبیب اور حضرت انس اور جابر بن عبداللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث عمیر بن حبیب:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں۔ **حدثنا هشام بن عمار ثنا وفدة بن قضاعة النسائی ثنا الاوزاعی عن عبدالله بن عبید بن عمیر عن ابیه عن جدهٖ عمیر بن حبیب. قال کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یرفع یدیه مع کل تکبیرة فی الصلوٰة المکتوبة** ۔ (ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتبائی لاہور، ابن ماجہ مترجم 1 ص 259 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: حضرت عبید بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز فرض میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ کی خود غیر مقلدین وہابیہ کے اپنے خلاف ہے خود وہابیہ کا اس پر عمل نہیں کیونکہ اس روایت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (یعنی نماز شروع کرتے وقت رکوع میں اور سجدہ کرتے وقت سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت) دو سجدوں سے

کھڑے ہونے کے بعد الغرض نماز میں جتنی بار تکبیر یعنی اللہ اکبر کہا جاتا ہے اتنی بار رفع یدین کرنا اس روایت میں موجود ہے جو کہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ جب یہ روایت خود ان کے اپنے ہی خلاف ہے تو پھر اس کو وہابیہ کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہے وفدہ بن قضاعہ جو کہ نا قابل احتجاج اور مجروح، متروک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم منکر الحدیث.

ابو حاتم نے کہا کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔

وقال البخاری فی حدیثہ بعض المناکیر لا یتابع فی حدیثہ.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں بعض منکر چیزیں ہیں اور اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقال النسائی لیس بقوی.

نسائی نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

وقال العقیلی لا یتابع علیٰ حدیثہ

عقیلی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔

وقا الدارقطنی متروک.

امام دارقطنی نے کہا کہ یہ راوی متروک ہے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ: قلت وقال ابن حبان کان ممن یتفرد بالمنا

کیر عن المشاهیر لا یحتج به اذا وافق الثقات فکیف اذا انفرد بالا شیاء المقلوبات روی عن الاوزاعی بسنده ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کان یرفع یدیه فی کل خفض ورفع وهذا خبر اسناده مقلوب و متنه منکر۔ ملخصاً۔

میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ راوی مشاہیر سے منکر روایات بیان کرنے میں متفرد ہے جب یہ ثقات کے موافق بیان کرے اس وقت بھی یہ حجت نہیں چہ جائیکہ جب یہ مقلوب روایات بیان کرے اس نے اوزاعی سے روایت کی ہے اپنی سند کے ساتھ کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کرتے تھے اس کی سند مقلوب اور اس کا متن منکر ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 167-168 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

قال البخاری لا یتابع علٰی حدیثه وقال الدارقطنی متروک.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی حدیث میں متابعت نہیں کی جاتی اور امام دارقطنی نے فرمایا کہ یہ راوی متروک ہے۔

(المغنی فی الضعفآء 1 ص 354 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم الرازی، منکر الحدیث، وقال ابن عدی لا یتابع علٰی حدیثه. وقال ابن حبان ینفرد بالمناکیر عن المشاهیر لا یحتج به۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص 285 مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے، ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی منکر

الحدیث ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ اس کی متابعت نہیں کی جاتی ابن حبان نے کہا کہ یہ مشاہیر سے منکر روایات بیان کرنے میں منفرد ہے اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔ الغرض سند کے اعتبار سے یہ روایت انتہائی مجروح ہے تو ایسی منکر مقلوب جعلی روایت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے استدلال درست۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے:

کہ اس کی سند میں عبداللہ بن عبید ہیں وہ اگرچہ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اس کی وضاحت کی ہے۔

علامہ فرماتے ہیں۔ روی عن ابیہ وقیل لم یسمع منہ۔

اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ قال البخاری فی التاریخ الاوسط. لم یسمع من ابیہ شیآء ولا یذکرہ۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے تاریخ اوسط میں فرمایا کہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 20 مطبوعہ بیروت لبنان)

جب ثابت ہو گیا کہ اس عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا تو روایت منقطع ہو گئی۔ کیونکہ یہ روایت اس نے اپنے باپ ہی سے روایت کی ہے اور منقطع حدیث غیر مقلدین کے ہاں خود حجت نہیں ہے تو پھر جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ دلیل میں پیش کرنا سوائے خیانت اور دجل بازی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب ابن ماجہ کی حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل بیان کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالوهاب ثنا حميد عن انس ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يرفع يديه اذا دخل في الصلوٰة واذا ركع۔ (ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتبائی لاہور،
ابن ماجہ مترجم 1 ص 260 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین ہے یعنی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت۔ باقی کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے تو اگر غیر مقلدین اس حدیث پر عمل کریں گے تو ان دو جگہ کے علاوہ میں انہیں رفع یدین چھوڑنا پڑے گا کیونکہ اس روایت میں دو ہی جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ تو جب اس روایت میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل مسئلہ رفع یدین کا ہے ہی نہیں تو پھر اسے دلیل میں پیش کرنا مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ کی رفع یدین بھی مروی ہے امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام کبیر ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں حدیث لائے۔

حدیث:

حدثنا ابوبكر قال ثنا وكيع عن حماد بن سلمة عن يحيىٰ بن

ابی اسحاق عن انس انہ کان یرفع یدیہ بین السجدتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 271 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے اس موقوف اثر کو امام بخاری نے جزء رفع یدین ص 60 پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بھی سجدے کی رفع یدین مروی ہے۔

حدیث:

امام ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا الثقفی عن حمید عن انس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 235)

ترجمہ: جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے رکوع اور سجود میں۔

اس روایت کے متعلق غیر مقلد احمد شاکر کا فیصلہ:

غیر مقلد وہابی احمد شاکر نے شرح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث محلی ابن حزم کے حوالے سے بطریق ابن ابی شیبہ روایت کرنے کے بعد اس کی اسنادی حیثیت کو اس طرح واضح کرتے ہیں۔

وھذا اسناد صحیح جداً۔

(جامع ترمذی تحقیق وشرح احمد شاکر 2 ص42 مطبوعہ بیروت لبنان)
کہ اس کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔

تو جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ صحیح سند کے ساتھ (بقول احمد شاکر وہابی) مرفوعاً سجدے کی رفع یدین بھی ثابت ہے تو غیر مقلدین کو اس پر عمل کرنا چاہیے تھا لیکن غیر مقلدین حضرات اس کے سخت منکر ہیں اور سجدے کی رفع یدین کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ تو واضح ہو گیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مرفوع روایت ہے اس میں سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے تو اگر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دلائل میں پیش کرنی ہے تو پھر سجدے میں بھی رفع یدین کرنا پڑے گا اگر نہیں کرنا تو پھر اسے اپنے دلائل میں مت پیش کیا کرو اور لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا نہ کیا کرو۔ دلائل کا رعب جمانے کے لئے کئی غیر مقلدین نے اس روایت کو اپنے دلائل میں بھرتی کر دیا ہے جو کہ لا حاصل اور بے سود ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ اسی لئے امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: **لم یروہ عن حمید مرفوعا غیر عبدالوھاب والصواب من فعل انس۔**

(سنن دارقطنی 1 ص393 مطبوعہ ادارہ نشر السنہ ملتان)

عبدالوہاب کے بغیر کسی نے اس روایت کو مرفوع بیان نہیں کیا صحیح بات یہی ہے کہ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے۔

امام جلیل طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

واما حديث انس بن مالك فهم يزعمون انه خطاء وانه لم يرفعه احداً۔ الا عبدالوهاب الثقفي خاصته والحفاظ يوقفونه علٰى انس۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 164 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: یعنی یہ روایت مرفوع نہیں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے صرف عبدالوہاب ثقفی ہی اس کو مرفوع کرتے ہیں باقی سب حفاظ نے اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی موقوف کیا ہے۔

جب اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی کوئی ثبوت نہیں تو پھر اس کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں۔ امام دارقطنی اور امام طحاوی کی وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

موقوف روایات غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں ہیں:

غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوبھالی صاحب لکھتے ہیں۔ وقول الصحابی لاتقوم به حجة۔

(الروضۃ الندیہ ص 89 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ترجمہ: اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ یہی نواب صدیق حسن خاں صاحب اس کتاب کے ص 98 پر لکھتے ہیں۔

وفهم الصحابی لیس بحجة۔ اور فہم صحابی حجت نہیں ہے۔

تو جب ان غیر مقلدین کے نزدیک آثار صحابہ حجت ہی نہیں تو پھر اسے پیش کرنا چہ معنی دارد۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے مناسب ہے کہ اس کے متعلق غیر مقلدین کے محدث علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری کی ہی رائے پیش کر دی جائے تا کہ غیر مقلدین کو انکار کرنے میں کچھ تو شرم محسوس ہو۔(بشرطیکہ اگر ہو بھی)

مبارک پوری نے اپنی کتاب ابکار المنن میں ایک حدیث کی صحت کا انکار صرف اس لئے کر دیا ہے کہ اس کی سند میں یہی حمید طویل راوی ہے مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں۔ **قلت فی اسنادہ حمید الطویل وھو مدلس وقدرواہ عن انس بالعنعنة فکیف یکون اسنادہ جیدا واما کون حمید الطویل مدلسا فقد صرح بہ الحافظ ابن حجر فی طبقات المدلسین۔**
(ابکار المنن ص 125 مطبوعہ مکتبہ القرآن والحدیث پشاور)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ مبارک پوری نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں حمید طویل ہے اور وہ مدلس ہے اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے تو یہ روایت کیسے جید ہو سکتی ہے اور اس کا مدلس ہونا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلیسن میں بیان کیا ہے۔

تو ناظرین! معلوم ہو گیا کہ مبارک پوری کے نزدیک بھی یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی حمید طویل ہے اور اس نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موقوف حجت نہیں۔

اب ابن ماجہ کی حدیث بطریق جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ:

حدثنا محمد بن یحییٰ ثنا ابو حذیفة ثنا ابراهیم بن طهمان عن ابی الزبیر ان جابر بن عبدالله کان اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع فعل مثل ذلک ویقول رایت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعل مثل ذلک ورفع ابراهیم بن طهمان یدیه الی اذنیه۔

(ابن ماجہ ص 62 مطبوعہ مجتبائی لاہور۔ ابن ماجہ مترجم 1 ص 261 مطبوعہ نئی دہلی)

ترجمہ: جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو بھی اس کی مثل کیا اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی مثل کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم بن طھمان نے رفع یدین کانوں تک کیا۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے نہ تیسری رکعت کی ابتدا کا رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ جب اس میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر غیر مقلدین کی دلیل کیسے بن گئی۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ اس کے راوی ابراہیم بن طھمان نے اس روایت میں کانوں تک رفع یدین کا بیان کیا ہے

جو کہ غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح، ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طھمان ہے جس کے متعلق تفصیل حاضر خدمت ہے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ رجل صالح قال محمد ابن عبداللہ بن عمار. ہو ضعیف مضطرب الحدیث۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص36 مطبوعہ بیروت لبنان)

آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

امام عقیلی نے اس راوی کا شمار کتاب الضعفآء میں کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کان یغلو فی الارجآء۔ کہ یہ راوی مرجیہ فرقے سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں غالی تھا۔ پھر لکھتے ہیں امام سفیان اس کو حقیر سمجھتے تھے۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 1 ص56)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی جرح اور توثیق نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ یوں دیا ہے۔ قلت۔ الحق فیہ انہ ثقة صحیح الحدیث اذا روی عنہ ثقة۔ (تہذیب التہذیب 1 ص86)

میں کہتا ہوں کہ حق بات یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث صحیح ہے جبکہ اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو۔

حافظ ابن حجر کے فیصلہ سے معلوم ہو گیا کہ جب اس سے روایت کرنے والا ثقہ ہو تو اس کی روایت صحیح ہو گی مگر زیر بحث روایت میں اس سے روایت

کرنے والا راوی ثقہ نہیں بلکہ انتہائی ضعیف ترین ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت میں ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا۔ موسیٰ بن مسعود، ابوحذیفہ نھدی ہے اور یہ راوی ضعیف ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی تہذیب میں فرماتے ہیں۔

قال بندار. موسی بن مسعود ضعیف فی الحدیث کتبت عنه کثیر اثم ترکته۔

ترجمہ: بندار نے کہا کہ یہ راوی حدیث میں ضعیف ہے میں نے کثیر روایات اس سے لکھیں پھر میں نے اس کو ترک کردیا۔

قال الترمذی یضعف فی الحدیث۔

امام ترمذی نے فرمایا کہ حدیث کی روایت میں اس کو ضعیف کہا گیا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن خطاء کار ہے۔

قال عمروبن علی الفلاس لایحدث عنه من یبصر الحدیث.

عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ جس کو حدیث میں بصیرت ہوگی وہ اس سے روایت نہیں کرے گا۔

قال ابن خزیمة لا یحتج به.

ابن خزیمہ نے کہا کہ اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

قال ابو احمد الحاکم لیس بالقوی عندهم.

ابواحمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

وقال ابن قانع. فیه ضعف.

ابن قانع نے کہا کہ اس میں کمزوری ہے۔

وقال الحاکم ابو عبدالله. کثیر الوهم سی الحفظ.

امام حاکم ابو عبداللہ نے کہا کہ یہ راوی کثیر الوھمُ ہے اور اس کا حافظہ خراب ہے۔

ساجی نے کہا کہ ضعیف ہے اور کمزور ہے۔

دارقطنی نے کہا کہ بخاری نے اس کی حدیث بیان کی ہے اور یہ راوی کثیر الوھم ہے۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ ملخصاً۔

(تہذیب التہذیب 5 ص580 مطبوعہ بیروت لبنان)

عقیلی نے ضعفاء کبیر میں نقل کیا ہے کہ امام عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ یہ راوی کچھ نہیں ہے۔

(ضعفاء کبیر عقیلی 4 ص167 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ:

یہ راوی سچا اور مشہور آدمی ہے امام بخاری کے مشائخ میں سے ہے۔ امام احمد نے اس میں کلام کیا ہے اور اس کو کمزور کہا ہے۔ حتی کہ امام ترمذی نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ نے کہا کہ میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا۔ ابو حفص فلاس نے کہا کہ جس کو حدیث کی بصیرت ہو گی وہ اس سے روایت نہیں کرے گا۔ ابو احمد حاکم نے کہا کہ یہ راوی قوی نہیں ہے۔

(المغنی فی الضعفاء للذھبی 2 ص443 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی! اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ ابراہیم بن طھمان سے روایت کرنے والا شخص ثقہ نہیں بلکہ ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے تو پھر یہ روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔ پس اظہر من الشمس واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ اس سے غیر مقلدین کا احتجاج درست۔

ناظرین گرامی قدر! یہاں تک ابن ماجہ کی روایات کے جوابات مکمل

ہوئے اب ترمذی شریف کی روایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

ترمذی شریف کی روایات کے جوابات:

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے سند کے ساتھ صرف ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث بیان کی ہے دیکھئے۔

(ترمذی شریف 1 ص 59 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی)

باقی کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گنے ہیں لیکن باسند صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی روایت ہے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ بخاری شریف کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

اب نسائی شریف کی روایات کے جوابات حاضر خدمت ہیں۔

نسائی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام نسائی علیہ الرحمہ، نسائی شریف 1 ص 117 مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی پر یہ باب باندھا ہے۔ رفع الیدین للرکوع حذاء فروع الاذنین کہ رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع کے لئے۔ پھر اس میں حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر ہے۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر تفصیلاً۔ بخاری شریف کی روایات کے جواب میں گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی علیہ الرحمہ اسی کے متصل یہ باب قائم کیا ہے۔

باب رفع الیدین للرکوع حذو المنکبین۔

باب رفع یدین کرنا رکوع کے لئے کندھوں تک۔

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے

جس میں رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کندھوں تک کا بیان ہے۔حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں مفصل گفتگو ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس کے فوراً بعد امام نسائی علیہ الرحمہ نے یہ باب قائم کیا ہے۔

ترک ذلک۔یعنی اس کا (یعنی رفع یدین کا) چھوڑ دینا۔

پھر اس ترک رفع یدین کے باب میں سند صحیح، ثقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے جس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھ کر دکھائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا۔

امام نسائی علیہ الرحمہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین کی حدیث بیان کر کے پھر ترک کا باب باندھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس میں بیان کر کے دونوں صحابہ کی روایات کو متروک قرار دے دیا۔ پھر امام نسائی علیہ الرحمہ نے۔ نسائی شریف ص 119 پر پھر یہ باب باندھا۔

باب رفع الیدین عند الرفع من الرکوع.

باب رفع یدین کرنا کانوں تک رکوع سے اُٹھتے وقت۔

اس باب حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے۔ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہ گذشتہ اوراق میں مفصل بحث ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نسائی نے اس کے متصل یہ باب باندھا ہے۔

باب رفع الیدین حذوا المنکبین عند الرفع من الرکوع.

باب رفع یدین کرنا کندھوں تک رکوع سے اُٹھتے وقت۔

اس باب حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفع یدین والی حدیث لائے۔ گذشتہ اوراق میں اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس باب کے فوراً بعد یہ باب باندھا۔

الرخصة في ترک ذلک.

کہ رفع یدین کے ترک میں رخصت۔

پھر اس باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سند ثقہ صحیح کے ساتھ بیان فرمائی۔ رفع یدین کی تینوں روایات میں حضرت وائل بن حجر، حضرت مالک بن حویرث، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے متروک قرار دیا۔

یہی ہم احناف کہتے ہیں کہ رفع یدین عند الرکوع اور بعد الرکوع وغیرہ کی روایات متروک العمل ہیں یعنی منسوخ ہیں جن روایات میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب رفع یدین کیا جاتا تھا جب اسے ترک کر دیا گیا اور اس سے منع کر دیا گیا تو یہ رفع یدین منسوخ و متروک ٹھہرا۔ جس پر الحمدللہ ہم احناف کا عمل ہے۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہاں تک صحاح ستہ کی رفع یدین کی تمام روایات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔

سنن دار قطنی کی روایات اور ان پر تبصرہ:

امام دار قطنی اپنی سنن میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے

روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رفع یدین کرنے کی روایات بیان کیں۔ ان میں سوائے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی سب صحابہ کی روایات کے جوابات گذشتہ اوراق میں تفصیلاً مذکور ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابو موسیٰ اشعری:

امام دارقطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا دعلج بن احمد ثنا عبدالله بن شيرويه ثنا اسحاق بن راهويه نا النضر بن شميل نا حماد بن سلمة عن الازرق بن قيس عن حطان بن عبدالله عن ابى موسىٰ الاشعرى قال. هل اريكم صلاة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فكبر ورفع يديه ثم كبر ورفع يديه للركوع ثم قال سمع الله لمن حمده ثم رفع يديه ثم قال هكذا فاصنعوا ولا يرفع بين السجدتين.

(سنن دارقطنی 1 ص395 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں پس آپ نے تکبیر کہی اور رفع یدین کیا

پھر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا رکوع کے لئے پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر رفع یدین کیا پھر کہا کہ تم بھی اسی طرح کرو اور دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث میں غیر مقلدین حضرات کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔ اس حدیث میں تیسری رکعت کی ابتداءً رفع یدین نہیں ہے پھر اس میں سجدوں کے وقت رفع یدین کی ممانعت نہیں ہے بلکہ دو سجدوں کے درمیان میں رفع یدین کی ممانعت ہے۔ نہ کہ سجدہ کو جاتے وقت کی ممانعت۔ پس جب اس میں مکمل موقف ہی نہیں تو پھر اس کو دلائل میں بھرتی کرنا بھی مناسب نہیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس روایت کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے۔ دیکھئے اسی روایت کے بعد امام دارقطنی اس روایت کو ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں اور ان دو سندوں میں حماد بن سلمۃ سے۔ زید بن حباب اور نضر بن شمیل اس کو مرفوع کرتے ہیں جبکہ پھر امام دارقطنی فرماتے ہیں۔

ووقفه غيرهما عنه۔ (دارقطنی 1 ص 396 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

اور ان دونوں کے غیر نے اس کو حماد بن سلمۃ سے اس روایت کو موقوف بیان کیا ہے۔

پھر اس کے حاشیہ میں غیر مقلد علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے کہا ہے۔

ورواه ابن المبارک عن حماد بن سلمة فوقفه عن ابی موسیٰ۔ الخ

اور روایت کیا اس کو امام عبداللہ بن مبارک نے حماد بن سلمہ سے اس کو پس انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کو موقوف کیا ہے۔ پس

ثابت ہو گیا کہ یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے نزدیک دلیل نہیں بن سکتی اس کو ہمارے خلاف پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث موقوف کا دارومدار بھی جناب حماد بن سلمہ پر ہے۔ حماد بن سلمہ اگرچہ کثیر الحدیث ثقہ مامون ہے لیکن آخر میں متغیر الحفظ ہو گئے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

قال البهيقى هو احدائمة المسلمين الا انه لما كبر سآء حفظه فلهذاترکه البخاری.

امام بیہقی نے کہا کہ یہ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام ہیں مگر جب یہ بوڑھے ہو گئے تو ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ترک کر دیا تھا۔

ابن حجر نے امام ابن سعد سے نقل کیا ہے کہ:

كان ثقه كثير الحديث وربما حدث بالحديث المنكر.

امام ابن سعد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے لیکن کبھی منکر حدیث بھی بیان کر جاتا ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 12 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا کہ اس کی روایت درست نہیں ہے نہ ہی یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین کا اس سے احتجاج صحیح۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات اور تبصرہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں رفع یدین کے باب میں جو روایات مرفوع بیان کیں ہیں وہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پانچ مرفوع روایات کی ہیں جن میں رکوع کی رفع یدین کا بیان ہے۔

ان پانچوں روایات کے جوابات مدلل ومفصل گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ امام ابن ابی شیبہ نے ایک روایت مرسل بھی بیان کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

حدیث مرسل:

حدثنا هشيم قال اخبرنا يحييٰ بن سعيد عن سليمان بن يسار عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مثل ذلك۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص235)

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے سلیمان بن یسار تابعی ہیں انہوں نے براہِ راست نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے درمیان میں صحابی کا یا ممکن ہے ایک سے زیادہ واسطے ہوں یعنی تابعی، صحابی کا۔ واسطہ ترک کیا ہے اس لئے یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ناقابل احتجاج ہے کیونکہ خود غیر مقلدین کے

نزدیک منقطع روایت قابل احتجاج نہیں ہے اگرچہ احناف کے ہاں ہے کیونکہ الزامات خصم کے مسلمات پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیونکہ منقطع روایت کو خود غیر مقلدین حجت نہیں سمجھتے تو پھر ہمارے خلاف وہ کیونکر پیش کر سکتے ہیں۔

غیر مقلد عبدالرحمٰن مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی 2 ص 122 مطبوعہ بیروت لبنان پر درج کیا ہے۔

والمرسل علی القول الراجح لیس بحجۃ.

راجح قول پر مرسل حدیث حجت نہیں ہے۔

پس واضح ہوگیا کہ یہ روایت مذکورہ بھی حجت نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ سلیمان بن یسار علیہ الرحمہ سے روایت کرنے والے جناب یحییٰ بن سعید ہیں یہ اگرچہ ثقہ ثبت حجت ہیں لیکن امام دمیاطی علیہ الرحمہ نے کہا کہ یقال انہ کان یدلس۔ (تہذیب التہذیب 6 ص 142 مطبوعہ بیروت لبنان)

کہا جاتا ہے کہ یہ تدلیس کرتا تھا اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں خصوصاً غیر مقلدین کے نزدیک۔ دیکھئے مبارک پوری کی تصنیف ابکار المنن۔ اس کتاب میں مبارک پوری نے کتنی ہی ایسی احادیث کو رد کر دیا ہے جن میں کوئی مدلس راوی تھا اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ مذکورہ بالا روایات کو بھی یحییٰ بن سعید نے عن سے روایت کیا ہے لہٰذا یہ بھی پھر حجت نہیں۔

ایک موقوف حدیث:

امام ابن ابی شیبہ نے ایک اثر موقوف یہ نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو

سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکورہ ہے اب اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حدثنا هشيم قال اخبرنا ليث عن عطاء قال رايت اباسعيد الخدری وابن عمر و ابن عباس وابن الزبير يرفعون ايديهم نحوا من حديث الزهری۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص235)

ترجمہ: جناب عطاء نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رفع یدین کرتے تھے۔ یہ حدیث زہری کی حدیث کی مثل ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہے۔ انتہائی ضعیف ہے۔ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے جو کہ ضعیف ہے۔

لیث بن ابی سلیم کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے تفصیلاً بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ:

قال عبدالله بن احمد عن ابيه مضطرب الحديث.

عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ امام احمد سے نقل کیا ہے یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

معاویہ بن صالح نے ابن معین سے اس کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے۔

عن يحيىٰ بن معين: كان يحيى بن سعيد لا يحدث عنه.

ابن معین نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید اس سے روایت نہیں کرتے

تھے۔ اسی طرح عمرو بن علی، ابن المثنی، علی بن مدینی (بھی اس سے روایت نہیں کرتے تھے) ابو معمر نے کہا کہ ابن عینیہ اس کو ضعیف قرار دیتے تھے۔

قال ابن ابی حاتم سمعت ابی وابازرعة یقولان لیث لا یشتغل به هو مضطرب الحدیث.

ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے سنا دونوں کہتے تھے اس کی حدیث مضطرب ہے۔

ابن سعد نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ مختلط ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مرسل کو مرفوع کر دیتا اور ثقہ راویوں سے وہ باتیں نقل کر دیتا۔ جو ان کی روایت میں نہ ہوتیں تھی۔

قطان، ابن مھدی، ابن معین اور امام احمد نے اس کو ترک کر دیا۔

قال الحاکم ابو عبدالله مجمع علٰی سوء حفظه.

امام حاکم نے فرمایا کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کا حافظہ گندہ ہے۔

ساجی نے کہا کہ ہے تو سچا لیکن اس کا حافظہ ردی ہے اور کثیر الغلط ہے۔ (تہذیب التہذیب 4 ص 612-613 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس تفصیلی جرح سے ثابت ہو گیا کہ یہ روایت جو کہ موقوف ہے ہرگز ہرگز لائق احتجاج نہیں جب یہ روایت صحیح نہ ہوئی تو مذکورہ بالا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رفع یدین بھی ثابت نہ ہوا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات کو غیر مقلدین

حضرات خود حجت نہیں مانتے تو جو روایت وہ خود حجت نہیں مانتے وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے ایک روایت درج فرمائی ہے جس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

اثرِ حسن بصری:

حدثنا معاذ بن معاذ عن ابن ابی عروبة عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی صلاتهم کان ایدیهم المراوح اذا رکعوا واذا ارفعوا روسهم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص235)

جناب حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نماز میں رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سر اُٹھاتے۔ گویا کہ ان کے ہاتھ پنکھے تھے۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ اس میں تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین منقول نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں سجدوں کی نفی نہیں ہے تیسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہے اور دوسرا قتادہ ان دونوں کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

قتادہ راوی اگرچہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے۔ عبدالرحمن مبارک پوری غیر مقلد نے ایک حدیث کا انکار صرف اس لئے کر دیا کہ اس کی سند میں یہی قتادہ

راوی ہے اور اس نے عن سے روایت کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اصل عبارت مبارک پوری کہتا ہے کہ: قلت فی اسناده قتادة وهو مدلس ورواه عن ابی العالیه العنعنة فکیف یکون اسناده قویا۔ الخ (ابکار المنن ص66)

میں (مبارک پوری) کہتا ہوں کہ اس کی سند میں قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے ابو العالیہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر کیسے یہ روایت قوی ہو سکتی ہے۔ مذکورہ بالا رفع یدین کی روایت میں بھی قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے جناب حسن بصری سے عن کے ساتھ روایت کی ہے پھر یہ روایت کیسے قوی ہو سکتی ہے۔

پھر اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ ہے اور وہ بھی مدلس ہے، اس نے بھی قتادہ سے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

واضح ہو گیا کہ یہ روایت ہرگز نہ صحیح ہے اور نہ اس سے احتجاج درست۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور موقوف روایات غیر مقلدین حضرات کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں دلیل نہیں بن سکتیں انہیں ہمارے خلاف پیش کرنا ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بھی نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کے بیان میں گزر چکی ہے وہیں پر تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ نے کچھ مقطوع روایات نقل کیں ہیں۔ یعنی تابعین کا عمل۔

یہ مقطوع روایات خود غیر مقلدین کے ہاں قابل احتجاج نہیں ہیں۔
جب ان کے نزدیک صحابی کا قول و فعل حجت نہیں تو تابعی کا کیونکر ہوسکتا ہے۔
الحمد للہ! یہاں تک مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات مکمل ہوئے اب سنن کبریٰ بیہقی کی روایات اور ان کے جوابات پیش کیے جاتے ہیں تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں۔

امام بیہقی کی سنن کبریٰ سے رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات:

حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن کبریٰ میں رفع یدین کی روایات ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ان چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مرفوع روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے باقی تمام کے جوابات گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں وہیں پر ملاحظہ کریں۔

اب حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد خلیفہ بلافصل سیدنا و مولانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ ثنا ابو عبدالله محمد بن عبدالله الصفار الزاهد املاء من اصل كتابه قال قال ابو اسماعيل محمد بن اسماعيل السلمی صليت خلف ابی النعمان محمد بن الفضل فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع وحين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلک فقال صليت خلف حماد بن زيد فرفع يديه حين افتتح الصلوة وحين ركع و حين رفع راسه من الركوع فسالته عن ذلک فقال صليت خلف ايوب السختيانی فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال رايت عطاء بن ابی رباح يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال صليت خلف عبدالله بن الزبير فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع فسالته فقال عبدالله بن الزبير صليت خلف ابی بكر الصديق رضی الله تعالیٰ عنه فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع وقال ابوبكر (رضی الله تعالیٰ عنه) صليت خلف رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع رواته ثقات.

(سنن کبیر بیہقی مع جوہرنقی 2 ص73 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ترجمہ: محمد بن اسماعیل سلمی نے کہا کہ میں نے ابونعمان محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی پس آپ نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے میں نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی حماد بن زید کے پیچھے اس نے رفع یدین کیا ان تینوں مقامات پر

میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی ایوب سختیانی کے پیچھے پس آپ نے ان مذکورہ تینوں مقامات پر رفع یدین کیا میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عطاء بن ابی رباح کے پیچھے تو انہوں نے مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا تو میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نماز پڑھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ان مذکورہ تینوں مقام پر رفع یدین کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد۔ بیہقی نے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے کہ اس میں بھی غیر مقلدین کا مکمل موقف نہیں ہے۔ محمد بن اسماعیل سلمی سے لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کسی ایک فرد نے بھی اس روایت میں نہ تو تیسری رکعت کی ابتداء کا رفع یدین کیا نہ ہی کسی نے اس کا ذکر کیا اور نہ ہی کسی نے سجدوں کے وقت رفع یدین کی نفی کی ہے۔ جب اس سے مکمل رفع یدین کا ثبوت ہی نہیں تو پھر اس دلیل کو غیر مقلدین کا اپنے دلائل میں بھرتی کرنا بے سود ہے۔

اس کا دوسرا جواب:

اس کی سند میں ایک راوی ہیں ایوب سختیانی علیہ الرحمہ ہیں ان کا اپنا

عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا۔ جیسا کہ امام جلیل علامہ طحاوی علیہ الرحمہ نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔ کما حدثنا احمد بن داؤد بن موسیٰ، حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید، عن ایوب قال رایت طاؤوسا ونافعا یرفعان ایدیھما بین السجدتین قال حماد ورایت طاؤوسا و ایوب یفعلانہ۔

(شرح مشکل الآثار 2 ص 23 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: ایوب (سختیانی) نے کہا کہ میں نے طاؤس اور نافع کو دیکھا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حماد نے کہا کہ میں نے طاؤس اور ایوب (سختیانی) کو دیکھا وہ اسی طرح ہی کرتے تھے۔

شرح مشکل الآثار کا محقق ابو الحسن خالد محمد الرباط اس روایت کے متعلق حاشیہ میں کہتا ہے۔ (رجالہ ثقات) اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس ثقۃ السند روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب ایوب سختیانی کا عمل سجدوں میں رفع یدین بھی تھا جس کے خود غیر مقلد بھی منکر ہیں۔ تو یہ راوی تو خود محدث ایوب سختیانی کے اپنے عمل کے خلاف ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہوتی تو وہ سجدوں میں کیوں رفع یدین کرتے بلکہ اتنی جگہ ہی رفع یدین کرتے جتنی بار اس روایت میں موجود ہے یعنی ابتداء۔ رکوع جاتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت لیکن آپ تو دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت خود ان کے اپنے ہاں قابل عمل نہ تھی۔

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی حماد بن زید بھی ہے۔ اس کا عمل بھی

اس روایت کے خلاف تھا۔ وہ بھی دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔
ملاحظہ فرمائیں۔

امام جلیل امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤد حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا وھب بن جریر قال کان حماد بن زید یرفع بین السجدتین.

(شرح مشکل الآثار 2 ص23)

ترجمہ: وھب نے جریر نے کہا کہ حماد بن زید دو سجدوں کے درمیان (بھی) رفع یدین کرتے تھے۔

تو اس روایت سے واضح ہو گیا کہ جناب حماد بن زید دو سجدوں میں رفع یدین کے بھی قائل و عامل تھے جبکہ غیر مقلدین حضرات اس کے منکر تو اگر یہ روایت حماد بن زید کے نزدیک درست ہوتی تو آپ اس پر ہی عمل کرتے اس کے خلاف پر ہرگز عمل نہ کرتے۔

اس کا چوتھا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی جناب عطاء ہیں۔ جناب عطاء کا عمل بھی بیہقی کی اس روایت کے خلاف تھا غیر مقلدین کا رفع یدین حضرت عطاء سے بھی نہیں ملتا تھا۔ جناب عطاء سجدہ کرتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ جزء رفع یدین میں روایت کرتے ہیں۔

وقال وکیع عن الربیع قال رایت الحسن ومجاھد اوعطاء وطاؤسا وقیس بن سعد والحسن بن مسلم یرفعون ایدیھم اذا رکعوا

واذا سجدوا وقال عبدالرحمن بن مهدی هذا من السنة.

(جزٔ رفع یدین ص 44)

ترجمہ: وکیع نے ربیع سے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن، مجاہد، عطاء، طاؤس اور قیس بن سعد، حسن بن مسلم کو دیکھا یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے۔ رکوع کے وقت اور سجدے کے وقت، عبدالرحمٰن بن مھدی (استاذ الحدیث امام بخاری) نے کہا کہ یہ رفع یدین کرنا سنت ہے۔

دیکھئے جناب امام بخاری علیہ الرحمہ کی جزٔ رفع یدین کے حوالہ سے واضح ہوگیا کہ جناب عطاء علیہ الرحمہ سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ جس کو امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث عبدالرحمٰن بن مھدی نے بھی سنت قرار دے دیا ہے۔ تو اس روایت سے واضح ہوگیا کہ جناب عطاء کا بیہقی کی اس حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں تھا ورنہ آپ اس کے خلاف سجدوں میں رفع یدین کیوں کرتے۔

اس کا پانچواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سجدوں کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا ابو داؤد شریف 1 ص115 مکتبہ حقانیہ ملتان پر حضرت میمون مکی سے یہ روایت موجود ہے۔

تو جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اس روایت پر نہیں تھا بلکہ اس کے خلاف تھا تو معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔

اس کا چھٹا جواب:

یہ ہے کہ اس حدیث کے آخر میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ہے۔

حالانکہ دار قطنی 1 ص400 بیہقی سنن الکبریٰ 2 ص80 میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موجود ہے جس میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کیا اس میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اگر چہ اس کی سند میں محمد بن جابر پر کلام ہے تاہم اس کو ثقہ کہنے والے بھی موجود ہیں۔ اسی لئے علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی علی البیہقی 2 ص78 پر اس کو شاہد جید قرار دیا ہے۔

اس کا ساتواں جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل سلمی ہے۔ اس کے متعلق علامہ بن احجر کے دادا استاذ الحدیث اور امام زین الدین عراقی کے استاذ الحدیث علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں اس راوی کے متعلق فرمایا ہے کہ:

قلت، السلمی تکلم فیہ ابو حاتم قال الدارقطنی وقال ابن ابی حاتم تکلموا فیہ. (جوہر نقی علی البیہقی 2 ص71)

میں کہتا ہوں کہ اس راوی میں ابو حاتم نے کلام کیا ہے یہ بات دار قطنی نے کہی ہے، اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

اور اس کی سند میں ایک راوی محمد بن فضل عارم ہے۔ اس کے متعلق علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں۔ ومحمد بن الفضل عارم تغیر واختلط بآخرہ

وقال ابن حبان تغير حتى كان لایدری مایحدث به فوقع فی حدیثه المناکیر الکثیرة فیجب التنکیب عن حدیثه فیما رواه المتاخرون فاذا لم یعلم هذا من هذا ترک الکل ولایحتج بشئی منها۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ راوی خراب حافظے والا ہے آخر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ اس کا حافظہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ یہ راوی یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔ پس اس کی حدیثوں میں بکثرت منکر روایات شامل ہو گئیں۔ ضروری ہے کہ ان کو الگ کیا جائے۔ پس جب نہ جانا گیا کہ کون سی روایت ثقہ ہے اور کون سی منکر تو ضروری ہوا کہ اس سے احتجاج کرنا ترک کر دیا جائے اور اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اس کی سند بھی ضعیف مجروح ہے نا قابل احتجاج۔

پھر علامہ ابن ترکمانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم یہ تسلیم کر بھی لیں کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں تو پھر روایت میں اتصال ضروری ہے۔ (جو کہ اس میں نہیں ہے)۔ الصفار راوی نے سلمی سے سماع کی وضاحت نہیں کی۔ الغرض بہت سی وجوہات کی بنا پر یہ روایت معلول مجروح ہے اور غیر مقلدین کا اس سے احتجاج نا درست ہے۔

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت صحیح اور نہ ہی اس سے غیر مقلدین کا دلیل پکڑنا۔

اس کا آٹھواں جواب:

یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اپنے مسند میں حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے لیکن اس میں رفع یدین کا نشان تک بھی نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا عبدالرزاق قال اھل مکۃ یقولون اخذ ابن جریج الصلاۃ من عطاء واخذھا عطاء من ابن الزبیر اخذھا ابن الزبیر من ابی بکر واخذھا ابوبکر من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مارایت احدا احسن صلاۃ من ابن جریج.

(مسند امام احمد 1 ص 13 مطبوعہ ادارہ احیآء السنہ گرجاکھ)

ترجمہ: جناب عبدالرزاق نے کہا کہ اھل مکہ نے کہا کہ ابن جریج نے نماز عطاء سے لی ہے اور عطاء نے ابن زبیر سے لی ہے ابن زبیر نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز لی ہے۔ (عبدالرزاق نے) کہا کہ میں نے کسی کو بھی ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں رفع یدین کا ذکر صحیح ہوتا تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس کا ذکر بھی کرتے۔ کیونکہ بیہقی کی سند میں خراب حافظے والے، مختلط الحدیث تھے اس لئے اس روایت میں رفع یدین کا ذکر آجانا کوئی بعید نہیں۔ اس روایت میں کوئی خراب حافظے والا نہیں ہے اس لئے اس میں رفع یدین کا ذکر بھی نہیں ہے۔ تو اس شہادت سے بھی واضح ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اصلاً رفع یدین عندالرکوع وبعدالرکوع نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ایک اثر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی نقل کیا ہے اور قرآن مجید سے رفع یدین ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جیسا کہ ابھی آپ اس کی تفصیل سے آگاہ ہوں گے کہ یہ اثر بالکل من گھڑت جعلی ہے۔ غیر مقلدین حضرات بھی اس جعلی من گھڑت روایت کو گاہے بگاہے پیش کرتے ہیں اور یوں اپنے نفس کی تسکین کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ غیر مقلدین پر تو مجھے تعجب نہیں البتہ امام بیہقی پر ضرور تعجب ہے کہ جلیل القدر امام ہو کر کیسے اس جعلی اثر کو روایت کر دیا اور اس کو رفع یدین کے دلائل میں بھرتی کر دیا۔

اثرِ علی:

امام بیہقی نے کہا کہ: **حدثنا ابو عبداللہ الحافظ املا ثنا ابو محمد عبدالرحمن بن حمد ان الجلاب بمھدان ثنا ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی ثنا وھب بن ابی مرحوم ثنا اسرائیل بن حاتم عن مقاتل بن حیان عن الاصبغ بن نباتہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر) قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لجبریل ماھذہ النحیرۃ التی امرنی بھاربی قال انھا لیست بنحیرۃ ولکنہ یامرک اذا تحرمت للصلوٰۃ ان ترفع یدیک اذا کبر واذا رکعت واذا رفعت راسک من الرکوع فانھا صلوتنا وصلوٰۃ الملائکۃ الذین فی السماوات السبع۔ الخ۔**

(سنن الکبری بیہقی 2 ص 76)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (**انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر**) تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ یہ نحیرہ کیا ہے

جس کا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ قربانی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جب آپ نماز شروع کریں تو رفع یدین کریں اور جب رکوع کریں اور جب رکوع سے سر اٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری نماز ہے اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی بھی یہی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب راوی ہیں اس لئے یہ روایت جعلی من گھڑت ہے اس میں ایک راوی اصبغ بن نباتہ ہے جو کہ کذاب ہے جھوٹی روایات بنا کر روایت کرنا اس کا کام تھا۔

امام ذھبی علیہ الرحمہ اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

قال ابوبکر بن عیاش . کذاب

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔

قال ابن معین لیس بثقة.

ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔

وقال مرة لیس بشئی . وقال النسائی و ابن حبان متروک.

نسائی اور ابن حبان نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

قال ابن عدی بیّن الضعف

ابن عدی نے کہا کہ اس کا ضعیف ہونا واضح ہے۔

وقال ابو حاتم لیّن الحدیث.

ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث ضعیف ہے۔

قال ابن حبان فتن بحب علی فاتی بالطامات فاستحق من اجلها الترک.

ابن حبان نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں غالی تھا اور یہ راوی ترک کا مستحق ہے۔ (یعنی متروک) ہے۔ میزان الاعتدال 1 ص 271 مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ سانگلہ عقیلی نے ضعفآء کبیر 1 ص 130 پر اس کا کذاب ہونا نقل کیا ہے۔ ابن جوزی نے کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 126 پر فرمایا۔

قال یحییٰ لیس بثقة لایساوی شیئا وقال النسائی متروک الحدیث قال ابن حبان فتن بحب علی بن ابی طالب فاتی بالطامات فی الروایات فاستحق من اجلها الترک.

یحیٰ نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے اور کسی بھی چیز کے برابر نہیں۔ نسائی نے کہا کہ متروک ہے ابن حبان نے کہا کہ محبت علی رضی الہ تعالیٰ عنہ میں غالی ہے اور اوپری روایات بیان کرتا ہے اور ترک کا مستحق ہے۔ الغرض یہ راوی بڑا جھوٹا ہے اس کی روایت سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی اسرائیل بن حاتم ہے یہ بھی انتہائی ضعیف اور چور ہے علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن حبان روی عن مقاتل الموضوعات والا وابد والطامات.

ابن حبان نے کہا کہ اس نے مقاتل سے جھوٹی من گھڑت روایات بیان کیں ہیں۔ (مذکورہ بالا روایات بھی اس نے مقاتل ہی سے بیان کی ہے)

ومن ذلک خبر یرویه عمر بن صبیح عن مقاتل وظفر به اسرائیل فرواه عن مقاتل عن الاصبغ بن نباته عن علی لما نزلت (فصل لربک وانحر) قال یاجبرئیل ماهذه النحیرہ قال یامرک ربک اذا تحرمت للصلاة ان ترفع یدیک اذا کبرت واذا رکعت

واذا رفعت من الرکوع۔ (میزان الاعتدال 1 ص 208)

ان جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ رفع یدین کی ہے جو اس نے مقاتل سے بیان کی ہے۔ مقاتل سے یہ روایت عمر بن صبیح روایت کرتا تھا۔ (جو کہ کذاب ہے) پھر یہ اسرائیل اس روایت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے مقاتل سے اس کو بیان کرنا شروع کر دیا۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ:

قال ابن حبان یروی عن مقاتل بن حیان الموضوعات وعن غیرہ الطامات. (کتاب الضعفاء والمتروکین 1 ص 106)

ابن حبان نے کہا کہ یہ مقاتل بن حیان سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ الغرض اس تمام تحریر سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت من گھڑت، جعلی ہے اور اس میں کئی راوی جھوٹے، جعلی روایات بنانے والے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ نہ یہ روایت درست اور نہ ہی غیر مقلدین وہابیہ نام نہاد اہل حدیثوں کا اس سے استدلال درست۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا ایک اثر بھی نقل کیا جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کرنے کا بیان۔

اس اثر کا جواب ہو چکا ہے ملاحظہ کریں۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات کے جوابات میں پھر امام بیہقی نے ایک اثر حضرت سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی پیش کیا ہے۔ جس میں جناب سعید بن جبیر نے رفع یدین کو نما کی زینت قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر ہے۔

اثرِ سعید بن جبیر:

امام بیہقی نے کہا: واخبرنا محمد بن عبدالله حدثنی محمد بن صالح ثنا يعقوب بن يوسف الاخرم ثنا الحسن بن عيسى انبا ابن المبارک انبا عبدالملک بن ابی سليمان عن سعيد بن جبير انه سئل عن رفع اليدين في الصلوٰة فقال هو شئی يذين به الرجل صلوته كان اصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرفعون ايديهم في الافتتاح وعند الركوع واذا رفعوا رؤسهم۔ (السنن الکبریٰ 2 ص 75)

خلاصہ یہ ہے کہ جناب سعید بن جبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا نماز میں رفع یدین کے متعلق تو آپ نے فرمایا آدمی اس کے ساتھ اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد الرکوع۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل حجت نہیں۔ تو پھر تابعی کا قول کیسے پیش کر دیتے ہیں۔ کیا یہ دین کے ساتھ دھوکہ نہیں کہ صحابی کے قول وفعل کو حجت نہ ماننے والے اپنی تائید میں تابعی کا قول وفعل پیش کرنے سے نہیں شرماتے۔

اگر تابعی کا قول غیر مقلدین کے ہاں دلیل ہے تو پھر تمہیں علم ہونا چاہیے کہ حضرت علقمہ، حضرت اسود، حضرت امام شعبی، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم، ابو حنیفہ علیہم الرحمہ۔ یہ سب بھی تابعی ہیں اور ترکِ رفع یدین پر ان کا عمل تھا۔ بلکہ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ تو ترکِ رفع یدین کی تعلیم

دیتے تھے اور اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کرتا تو آپ اس پر سخت ناراض ہو جاتے۔ تو کیا پھر غیر مقلدین حضرات ان تابعین کرام کے قول و فعل بھی حجت ماننے کو تیار ہوں گے اگر نہیں تو پھر یہی جواب ہماری طرف سے بھی قبول فرمالیں۔ لہٰذا اس کی سند پر گفتگو کی ضرورت نہیں ویسے اس کی سند بھی محفوظ نہیں ہے۔ الحمد للہ یہاں تک سنن کبریٰ بیہقی کی روایات کے جوابات مکمل کر لئے۔ اب صحیح ابن خزیمہ کی رفع یدین کی روایات کے جوابات حاضر ہیں۔

امام بیہقی نے سنن کبریٰ 2 ص 74 پر ایک روایت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوع بیان کی ہے۔ لیکن وہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے جس کو حکم نے رجلا سے ذکر کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

صحیح ابن خزیمہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے باب رفع یدین میں ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات بیان کیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان میں سے سوائے حدیث سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی تمام مذکورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کے جوابات گذشتہ صفحات میں مذکور ہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی روایت کی تفصیل حاضر ہے۔ امام ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 298 مطبوعہ المکتب الاسلامی پر حضرت سھل بن سعد کی حدیث بیان کی جس میں جناب ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر فرمایا پھر اس میں بوقت رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا۔ پھر اس کے بعد سب نے کہا کہ یہی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں غیر مقلدین کے علامہ محدث ناصر الدین البانی نے صحیح ابن خزیمہ کی اس حدیث کو صحیح ابن خزیمہ کے حاشیے میں ضعیف قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں۔ اسنادہ ضعیف من اجل فلیح۔ حاشیہ ابن خزیمہ 1 ص 298 اس کی سند ضعیف ہے فلیح راوی کی وجہ سے فلیح بن سلیمان کے متعلق علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحییٰ لیس بقوی ولا یحتج بحدیثہ وقال فی روایۃ. ضعیف وقال النسائی لیس بالقوی.

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 3 ص 10)

یحییٰ نے کہا یہ قوی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حدیث کے ساتھ دلیل پکڑی جائے اور ایک روایت میں کہا کہ یہ ضعیف ہے امام نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ بخاری ومسلم میں اس سے احتجاج کیا گیا ہے لیکن اس کو ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے کہا ہے لیس بالقوی یہ قوی نہیں ہے۔ (المغنی فی الضعفآء للذھبی 2 ص 200)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

صدوق کثیر الخطاء۔ (تقریب التھذیب 2 ص 16)

یہ ہے سچا مگر بہت زیادہ غلطی کرنے والا ہے۔

عقیلی نے ضعفآء کبیر میں کہا۔ یحیٰی بن معین کہتے تھے کہ تین آدمیوں کی روایت سے بچا جائے ان میں ایک فلیح بن سلیمان بھی ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰی سے سنا ان کے پاس فلیح راوی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے اس کو قوی نہیں جانا۔

یحیٰی نے کہا کہ فلیح ضعیف ہے۔ کتاب الضعفآء عقیلی 3 ص 466

ناظرین اس گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت رفع یدین کی انتہائی ضعیف ہے اور نا قابل احتجاج۔

پھر امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ نے صحیح ابن خزیمہ 1 ص 344 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین ذکر فرمائی جس میں رکوع کی طرح سجدے کی رفع یدین کا بھی ذکر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب ابو داؤد کی روایات میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ کریں۔ یہاں تک صحیح ابن خزیمہ کی روایات مکمل ہوئیں۔

ابن عبدالبر کی التمہید کی روایات رفع یدین اور ان کے مدلل جوابات:

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے التمہید جو کہ موطا امام مالک کی شرح بھی ہے اس میں ایک حدیث تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہے جس کا مفصل جواب بخاری کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ دوسری مرفوع روایت باسند جو بیان کی ہے وہ ہے حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

پھر کچھ باسند آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر اس سند کے ساتھ بیان فرمایا۔

اثرِ ابوہریرہ:

اخبرناه عبدالله بن محمد بن عبدالمومن قال حدثنا عبدالحميد بن احمد بن عيسى الوراق قال حدثنا الخضر بن داؤد قال حدثنا ابوبكر احمد بن محمد بن هانئ الاثرم قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا اسماعيل بن علية عن محمد بن اسحاق عن الاعرج قال رايت ابا هريرة يرفع يديه اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع.

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

اعرج نے کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد۔

اس کا پہلا جواب:

یہ ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً اور موقوفاً۔ ابوداؤد کی احادیث میں بیان ہو چکی ہیں وہیں پر مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے کیونکہ اس میں ایک راوی محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس میں گفتگو بڑی مشہور ہے۔ علامہ ذھبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا اور کئی حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن معین نے فرمایا ہے ثقہ لیکن حجت نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ قوی نہیں

ہے۔ دار قطنی نے کہا اس سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ امام ابوداؤد نے کہا قدری معتزلی ہے۔ سلیمان تیمی نے کہا یہ راوی کذاب ہے یعنی جھوٹا ہے۔

وھیب نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یہ راوی کذاب ہے۔ وھیب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اس کو متھم کیا۔

امام مالک نے فرمایا۔ یہ ایک دجال ہے دجالوں میں سے۔

ابن عیینہ نے کہا کہ میں نے مسجد خیف میں ابن اسحاق کو دیکھا پس میں نے شرم محسوس کی کہ کوئی شخص مجھ کو ابن اسحاق کے ساتھ دیکھ لے۔ یہ شخص اہل کتاب سے بھی روایات بیان کرتا تھا۔

امام احمد نے فرمایا یہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے۔

یحییٰ القطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحاق کذاب ہے

ملخصاً میزان الاعتدال 3 ص 469 تا 471۔

واضح ہو گیا کہ یہ روایت مجروح ہے اور ہرگز قابل احتجاج نہیں ہے۔

پھر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے فرمان کے بعد یہ بہت بڑا مدلس ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوتی۔ یہ روایت ابن اسحاق نے اعرج سے لفظ عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہٰذا یہ روایت درست نہیں ہے۔

اثرِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حدثنا ابو حذیفة قال حدثنا ابراهیم بن طهمان عن ابی الزبیر قال کان جابر بن عبدالله اذا کبر رفع یدیه. واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وزعم ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان یفعل ذلک.

(التمہید لابن عبدالبر 9ص 217 مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مفصل گفتگو۔ ابن ماجہ کی روایات میں دیکھیں۔ وہاں پر حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی جوابات دیئے ہیں۔ ایک جواب یہاں بھی حاضر ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طہمان ہے۔ علامہ ابن جوزی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا یہ ضعیف ہے اور اس کی حدیث مضطرب ہے۔ (کتاب الضعفآء لابن الجوزی 1ص 36)

اس کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے، اس اثر کا جواب بھی مصنف ابن ابی شیبہ کی روایات میں گزر چکا ہے۔

پھر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

ابن عبدالبر نے کہا کہ: قال ابو عبدالله وقدروی غیر واحد عن ابن لهيعة عن عبدالله بن هبيرة عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر قال له بكل اشارة عشر حسنات۔

(التمہید لابن عبدالبر 9ص 225 مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رفع یدین کے ہر اشارے پر دس نیکیاں ہیں۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل مجروح اور ناقابل احتجاج ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی سند میں ایک راوی مشرح بن ھاعان ہے۔ اس کے

متعلق علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں۔

فبطل الاحتجاج به۔ اس کے ساتھ دلیل پکڑنا باطل ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین 3 ص 121)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا ہے کہ:

یروی عن عقبة بن عامر احادیث مناکیر لایتابع علیها والصواب فی امره ترک ماینفرد من الروایات۔

(کتاب المجروحین لابن حبان 2 ص 367)

یہ عقبہ بن عامر سے منکر روایات بیان کرتا ہے اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ اس کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ اس کو اس روایت میں ترک کر دیا جائے جس میں منفرد ہو۔

معلوم ہوا کہ یہ راوی حضرت عقبہ سے منکر روایات بیان کرتا اور مذکورہ بالا روایت بھی اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے کی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا یہ راوی غلطی کرتا ہے اور مخالف روایات بیان کرتا ہے۔

موسیٰ بن داؤد نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ مشرح بن ھاعان۔ حجاج بن یوسف کے لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا تھا۔ منجنیق کے ساتھ کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تھی۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 445 مطبوعہ بیروت لبنان)

پس ثابت ہو گیا یہ شخص کعبہ معظمہ کی توہین کرنے والا ہے۔ ایسے شخص کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں۔ ابن لھیعہ ہے وہ سخت ضعیف ہے بلکہ خود وہابیہ کو بھی اس کے ضعیف ہونے کا اعتراف ہے تو پھر ہمارے خلاف

یہ روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت انتہائی مجروح اور نا قابل احتجاج ہے۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر نامکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت تکبیر اور اس میں رفع یدین کرنا ہے۔ (التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ ایک تو اس کی مکمل سند نہیں بیان فرمائی اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں رکوع کا ذکر تک نہیں پھر اسے بطور دلیل رکوع کی رفع یدین کے کیسے پیش کیا جا سکتا ہے، اگر اس کو عموم پر رکھیں تو پھر سجدوں کی رفع یدین کو بھی شامل ہو گا جس کے وہابی غیر مقلد خود منکر ہیں۔

پھر علامہ ابن عبدالبر نے ایک اثر نعمان بن ابی عیاش کا نقل کیا ہے جس میں نعمان بن ابی عیاش نے کہا ہے کہ ہر شئی کی زینت ہوتی ہے نماز کی زینت رفع یدین ہے نماز کے شروع میں اور رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

(التمہید 9 ص 225)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی انتہائی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن لھیعہ ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی سخت مجروح، ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے۔ لہٰذا یہ بھی حجت نہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ اثر مقطوع ہے۔ جن کے نزدیک صحابی کا قول و فعل حجت نہیں وہ کس منہ سے تابعی کا قول و فعل پیش کرتے ہیں۔ یہاں

تک ابن عبدالبر کی التمہید کی روایات مکمل ہوئی۔ الحمد لله علی ذلک۔

مسند حمیدی کی روایات رفع یدین اور ان کے جوابات:

امام عبداللہ بن زبیر حمیدی علیہ الرحمہ نے اپنے مسند حمیدی 2 ص 277 مطبوعہ بیروت لبنان پر ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا بیان کی جس میں رکوع اور بعد رکوع کی رفع یدین کی نفی ہے اور دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کی نفی ہے۔

(وہابیہ اگرچہ مسند حمیدی کی اس حدیث کا انکار کرتے ہیں)

پھر امام حمیدی علیہ الرحمہ نے ایک ضعیف اثر نقل کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کنکریاں مارنے والی روایت:

اس کو امام حمیدی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حدثنا الحمیدی قال: ثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع ان عبدالله بن عمر کان اذا بصر رجلا یصلی لا یرفع یدیه کلما خفض ورفع حصبهٔ حتی یرفع.

(مسند حمیدی 2 ص 277-278 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایسے آدمی کو دیکھتے جو ہر اونچ نیچ میں رفع یدین نہ کرتا تو آپ اسے (کنکریاں) مارتے حتی کہ وہ رفع یدین کرتا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح بجرح مفسر ہے۔ اس لئے یہ روایت ہرگز

حجت نہیں ہوسکتی۔ اس کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے تاہم امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ **کان الولید کثیر الخطاء۔**

کہ ولید بن مسلم راوی بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

ابن معین نے کہا کہ میں نے ابو مسہر سے سنا کہ ولید ابو السفر سے روایت کرتا تھا اور ابو السفر کذاب ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ ولید نے امام مالک سے دس ایسی احادیث بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: اس پر احادیث خلط ہو گئیں تھیں۔ جو اس نے سنی تھی اور جو اس نے نہیں سنی تھی اس لئے اس کی حدیثیں منکرات کا شکار ہو گئیں۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 6 ص 99 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں ایک راوی زید بن واقد ہے۔ یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن ندری مذہب والا ہے (یعنی بد مذہب ہے) حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ قدری ہونے کے ساتھ اسے متہم کیا گیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 249 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ اس میں ہر اونچ نیچ میں رفع یدین کا ذکر ہے جس میں سجدے کا وقت بھی داخل ہے اور غیر مقلدین اس کے سخت منکر ہیں لہٰذا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریوں کے زیادہ مستحق خود غیر مقلدین ہیں۔ (**فما ھو جوابکم وھو جوابنا**)

اس کا تیسرا جواب:

یہ ہے کہ غیر مقلدین کے علامہ محدث ابن حزم نے حضرت ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی کنکریاں مارنا اس کا ازار کیا ہے۔ دیکھئے محلی ابن حذم 2 ص 265 مطبوعہ بیروت لبنان پر لکھتے ہیں کہ:

ماکان ابن عمر یحصب من/ترک مالہ ترکہ.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے نہ تھے۔ ترک (رفع) کرنے والے کو کنکر مارتے اگر کسی نے ترک کیا ہے تو آپ کو کیا ہے۔

دیکھئے جناب اس عبارت میں ابن حزم نے کنکریاں مارنے کا ہی انکار کر دیا ہے۔ بس واضح ہو گیا کہ یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں نہ اس سے احتجاج درست۔ الحمدللہ اس روایت کا جواب مکمل ہو گیا۔

پھر محدث حمیدی علیہ الرحمہ نے مسند حمیدی کے 2 ص 392 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین نقل کی ہے۔ جس کا جواب ابوداؤد کی احادیث کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

الحمدللہ یہاں تک مسند حمیدیؒ کی روایات رفع یدین کا جواب مکمل ہو گیا۔

محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات:

علامہ ابن حزم نے محلی ابن حزم کے 2 ص 264 مطبوعہ بیروت لبنان پر رفع یدین کی ایک حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوعاً نقل کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب مفصلاً بخاری کی روایات کے جوابات میں مذکور ہو چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر محلی ابن حزم 3 ص 6 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے جس کا جواب ہو چکا ہے پھر حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین نقل کی ہے اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔ اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی اس کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے جس میں سجدوں کے وقت بھی رفع یدین کا بیان ہے اور یہ خود غیر مقلدین کے عمل کے خلاف ہے۔ اس کا جواب مفصل طور پر ابن ماجہ کی روایات کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف حدیث بیان کی جس میں رکوع کی رفع یدین کے ساتھ سجدے میں بھی رفع یدین کا ذکر ہے جو کہ غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کی ہے جس کا مفصل جواب ابو داؤد کی روایات میں گزر چکا ہے۔

الحمد للہ یہاں تک محلی ابن حزم کی روایات اور ان کے جوابات مکمل ہوئے

مسند ابوعوانہ کی روایات اور ان کے جوابات:

امام ابوعوانہ علیہ الرحمہ کا یہ مسند صحیح مسلم پر مستخرج ہے امام ابوعوانہ نے سب سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا ترک رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کی حدیث بیان کی (اگرچہ غیر مقلدین اس کا انکار کرتے ہیں) اس ترک کی روایت کو انہوں نے چار سندوں میں بیان کیا ہے۔ پھر امام ابو عوانہ نے چار سندوں سے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا اثبات رفع

یدین کی حدیث بیان کی ہے۔ مسند ابو عوانہ 1 ص 424 مطبوعہ بیروت لبنان۔ اس حدیث کا جواب بخاری شریف کی احادیث کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام ابو عوانہ نے مسند ابو عوانہ کے 1 ص 426 مطبوعہ بیروت لبنان پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جوب بھی بخاری شریف کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ پھر امام عوانہ نے مسند ابو عوانہ کے 1 ص 428 پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے۔ جس میں رفع یدین عند الرکوع و بعد الرکوع کا بیان ہے۔ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بھی ابو داؤد کی احادیث کے جوابات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

اب امام بخاری علیہ الرحمہ کا رسالہ جزٔ رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ مفصل طور پر ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزٔ رفع یدین کی روایات اور ان کے جوابات:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے اس رسالہ کو روایت کرنے والا محمود بن اسحاق الخزاعی ہے جو کہ مجہول ہے بطریق محدثین اس کی توثیق ثابت نہیں ہے۔

اس رسالہ کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے وقت بخاری شریف کی طرح صحت کا التزام نہیں کیا بلکہ اس رسالہ میں امام نے ضعیف، معلول، مجروح کئی طرح کی روایات کی بھرتی کر دی ہے۔ نہ جانے کیوں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔ اس رسالہ میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے رفع یدین کا نہ کرنے والوں پر کئی جگہوں پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا ہے جو کہ بے جا

ہے اور پھر لطف کی یہ بات ہے کہ اس رسالہ میں ایسی روایات بھی درج کر دی ہیں جو کہ صحیح بخاری کی روایات کے بھی خلاف ہے مثلاً بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سجدوں کی رفع یدین کی نفی کی ہے اور اس رسالہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع یدین ثابت اور کئی صحابہ کرام اور تابعین کرام سے بھی سجدوں کی رفع یدین ثابت کی اور اپنے استاذ الحدیث امام عبدالرحمٰن بن مھدی سے اس سجدے کی رفع یدین کا سنت ہونا بھی بیان ہے۔ جو کہ صراحتاً صحیح بخاری کی روایات کے خلاف ہے۔ آخر امام نے ایسا کیوں کیا یہ تو غیر مقلدین ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔ اب اس رسالہ کی روایات اور ان کے جوابات شروع ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزُ رفع یدین کے ص 2 مطبوعہ جلال پور پیروالہ پر سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب ابوداؤد کی احادیث کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس روایت کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی ذکر کیے۔ رفع یدین کرنے والوں کے وہ بھی بے سند۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع نقل کی ہے۔ اس کا جواب بھی بخاری کی روایت کے جواب میں تفصیلاً مذکور ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابوداؤد کی روایات کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی اس کا جواب بھی بخاری کی روایات میں گزر چکا ہے۔

پھر امام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابن ماجہ کی روایات کے جوابات میں مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ کریں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے اس کا جواب بھی ابوداؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔

پھر امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک موقوف اثر بیان کیا ہے اس کی تفصیل حاضر خدمت ہے۔

حضرت ابن عمر کا موقوف اثر:

امام بخاری نے فرمایا۔

اخبرنا ایوب بن سلیمان ثنا ابوبکر بن ابی اویس عن سلیمان بن بلال عن العلاء انه سمع سالم بن عبدالله ان اباه کان اذا رفع راسه من السجود واذا اراد ان یقوم رفع یدیه. (جز رفع یدین ص10)

بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سر اُٹھاتے سجدوں سے اور جب ارادہ کرتے کھڑے ہونے کا تو رفع یدین کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر خود بخاری شریف کے خلاف ہے کیونکہ اس اثر میں سجود سے سر اُٹھاتے وقت بھی رفع یدین ہے جبکہ بخاری شریف میں سجدوں کے رفع یدین کی نفی ہے۔ پھر یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ وہ خود بھی سجدوں کی رفع یدین کے منکر ہیں۔ فما هو جوابکم وهو جوابنا۔

اس کا دوسرا جواب:

یہ ہے کہ اس کی سند میں ایوب بن سلیمان ہے اس کے متعلق امام ازدی کہتے ہیں۔ یحدث باحادیث لایتابع علیہ۔ (میزان الاعتدال 1 ص 287)
یہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے جس میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔
اس کی سند میں ایک راوی، ابوبکر بن ابی اویس ہے۔ اس کو اگرچہ امام یحییٰ نے ثقہ کہا ہے لیکن امام ابوالفتح ازدی نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

کان یضع الحدیث۔ (میزان الاعتدال 2 ص 538)
کہ یہ راوی جھوٹی روایات بناتا تھا۔
ایسے جھوٹے کی روایت کیونکہ حجت ہوسکتی ہے۔
اس کی سند میں ایک راوی علاء بن عبدالرحمٰن بھی ہے۔ اس کے متعلق امام یحییٰ بن معین نے فرمایا۔ لیس حدیثہ بحجۃ۔ اس کی حدیث حجت نہیں۔
قال ابن عدی لیس بالقوی۔ ابن عدی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔
(میزان الاعتدال 3 ص 102)
پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر حجت نہیں ہے۔
اس کے بعد امام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اثر اس طرح بیان کیا ہے۔ حدثنا عبداللہ بن صالح ثنا اللیث اخبرنی نافع ان عبداللہ بن عمر کان اذا استقبل الصلوٰۃ رفع یدیہ قال واذا رکع واذا رفع راسہٗ من الرکوع واذا قام من السجدتین کبر۔ (جزٗ رفع یدین ص 10)
اس اثر میں بھی رکوع اور بعد رکوع رفع یدین کا ذکر فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی

سند میں ایک راوی عبداللہ بن صالح ہے جس کے متعلق میزان میں ہے کہ:

وله مناکیر۔ اس کی روایات منکر بھی ہیں۔

صالح جزرہ نے کہا کہ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن میرے نزدیک یہ شخص حدیث کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے۔ ذہبی نے کہا میں کہتا ہوں اس سے امام بخاری نے صحیح میں روایت بیان کی ہے لیکن یہ تدلیس کرتا تھا۔ (میزان الاعتدال 2 ص440 تا442) ملخصاً

اس کی سند میں ایک راوی لیث بھی ہے اگر یہ لیث بن ابی سلیم ہے تو پھر یہ بھی مجروح ہے خود غیر مقلدین بھی اس کو ضعیف مانتے ہیں۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ نے وہ اثر نقل کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہ کرنے والے کو کنکریاں مارا کرتے تھے۔ اس کا جواب مفصل طور پر مسند حمیدی کی روایت میں مذکور ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا مجاہد کی روایت سے بیان کیا۔ پھر اس پر بلا دلیل اعتراض کیا جو کہ قابل التفات نہیں لیکن اس اعتراض کا مفصل جواب میں نے بخاری کی روایات کے جوابات میں درج کر دیا ہے۔ وہی پر ملاحظہ کریں۔

پھر امام نے ایک اثر نقل کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عامر نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی لیکن آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ اس نے (یعنی عبداللہ بن عامر) نے اپنے بھائی کو کوڑے مارے ہیں کیونکہ وہ رفع یدین کرتا تھا۔ (جزٔ رفع یدین ص13)

یہ عبداللہ بن عامر جلیل القدر تابعی ہیں۔ عبداللہ بن عامر کا اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر مارنا اس دور کی خوب ترجمانی کرتا ہے کہ دور تابعین میں رفع یدین متروک العمل تھا اگر کوئی کرتا تو اسے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عامر نے اپنے بھائی کو کوڑے مارے رفع یدین کرنے کی وجہ سے۔ اسی طرح ایک اور جلیل القدر تابعی حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی رفع یدین کے ذکر پر سخت ناراض ہوتے تھے اور ترک رفع یدین کی تعلیم دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 14 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابوسعید، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا عند الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔

اس کی سند اس طرح ہے۔ حدثنا مالک بن اسماعیل ثنا شریک عن لیث عن عطاء قال رایت۔ جناب عطاء نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ابن عباس ابن زبیر، ابوسعید، جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رفع یدین کرتے تھے بوقت رکوع اور بعد رکوع کے۔

لیکن اس کی سند مجروح ہونے کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی لیث ہے اس کے متعلق امام احمد نے فرمایا مضطرب الحدیث کہ اس کی حدیث میں اضطراب ہے، امام یحیٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر میں اس کا حافظ خراب ہو گیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے اس کا حافظ خراب ہو گیا تھا۔ ملخصاً

(میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

لہٰذا یہ اثر حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء 1 ص 14 پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر کیا ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن الصلت ثنا ابو شهاب عبد ربه من محمد بن اسحاق عن عبدالرحمن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه انه كان اذا كبر رفع يديه واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع۔

لیکن اس کی سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی محمد بن صلت ہے جس کے متعلق میزان میں ہے کہ: قال ابو حاتم صدوق وربما وهم۔ (میزان الاعتدال 3 ص 586)

ہے تو سچا مگر کبھی وہم کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی ابوشہاب عبدربہ بن نافع ہے اس کے متعلق میزان میں ہے۔ صدوق فی حفظه شئی قال علی سمعت يحيیٰ بن سعيد يقول لم يكن ابو شهاب بالحافظ ولم يرض يحيیٰ امره قال النسائی ليس بالقوی۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)

ہے سچا مگر اس کا حافظہ خراب ہے۔ علی نے کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے ابوشہاب حافظ نہیں ہے اور یحییٰ اس سے راضی بھی نہیں تھے اور امام نسائی نے کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

پھر اس کی سند میں محمد بن اسحاق ہے جو کہ کذاب ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ یہ سند انتہائی درجہ کی مجروح ہے اور حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 15 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا منقول ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا عبدالواحد بن زیاد عن عاصم الاحول۔

یہ سند بھی انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے کہ قال عثمان بن سعید سالت یحییٰ عن عبدالواحد بن زیاد فقال لیس بشئی۔

(میزان الاعتدال 2 ص 672)

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحیٰ سے پوچھا اس راوی کے متعلق تو انہوں نے کہا یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی عاصم بن طلحہ ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے اس کے متعلق امام ابوالفتح ازدی کہتے ہیں یہ مجہول کذاب ہے۔ (میزان 2 ص 353)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے بلکہ موضوع من گھڑت ہے۔

پھر جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین ص 15 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا مسدد ثنا هشیم عن ابی حمزة قال رایت ابن عباس۔

لیکن یہ سند بھی انتہائی درجہ کی ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ابوحمزہ ہے۔ عمران بن ابی عطاء پورا نام ہے۔ اس کے متعلق امام ابوزرعہ کہتے ہیں کمزور ہے، عقیلی نے کہا حدیث میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ ابو حاتم اور نسائی نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 3 ص 239)

پھر اس کی سند میں ہشیم ہے اور اگرچہ ثقہ ہے لیکن مدلس ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں اس اثر میں ہشیم نے ابوحمزہ سے لفظ

عن کے ساتھ روایت کی ہے لہذا یہ اثر قابل استناد نہیں ہے۔

پھر امام بخاری نے ایک اور اثر نقل کیا ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا۔ (جز ص 15) اس اثر کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا سلیمان بن حرب ثنا یزید بن ابراھیم عن قیس بن سعد عن عطاء۔

یہ سند بھی صحیح نہیں ہے اس کی سند میں قیس بن سعد ہے جس کے متعلق میزان میں ہے اگرچہ ثقہ اور فقیہ ہے لیکن یحییٰ بن سعید اس میں کلام کرتے تھے۔

(میزان الاعتدال 3 ص 397)

تہذیب التہذیب 2 ص 396 پر اگرچہ اس کا ثقہ ثبت ہونا بیان کیا گیا ہے تاہم خطیب نے کہا کہ یہ روایت بالمعنیٰ کرتا تھا اور حدیث کے الفاظ کو بدل دیتا تھا۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر نقل کیا ہے ص 15 پر جس میں حضرت وائل بن حجر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔

لیکن یہی اثر جب حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ سخت ناراض ہو گئے اور اس اثر کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ساتھ مسترد کر دیا اور فرمایا کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی کرنا چاہیے۔ یہ روایت بالفاظ متقاربہ ان کتابوں میں موجود ہے۔

موطا امام محمد ص 90 سنن دارقطنی 1 ص 394 شرح معانی الآثار 1 ص 163 وغیرہ۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 15 پر ہی ایک اثر

نقل فرمایا جس میں مذکور ہے کہ حضرت ام الدردآء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے رفع یدین کیا لیکن اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ ایک تو اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی خطاب بن عثمان طائی ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں نقل کیا ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے اور دار قطنی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص 89)

تو جب یہ روایت بیان کرنے میں کبھی غلطی کا شکار بھی ہو جاتا ہے تو پھر اس کی یہ روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس کو خود غیر مقلدین بھی ضعیف کہتے ہیں یہ راوی بھی متکلم فیہ ہے۔ بعض اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے۔ اس راوی کے متعلق امام ابو حاتم کہتے ہیں یہ کمزور ہے۔ امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا یہ کثیر الخطاء فی الحدیث ہے یعنی حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے پس یہ حدِ احتجاج سے خارج ہے (یعنی اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی) ابو صالح فرا کہتے ہیں کہ یہ وہ آدمی ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ اس کے سر سے کیا نکل رہا ہے۔ ملخصاً

(میزان الاعتدال 1 ص 241)

علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ نے کہا کہ:

قال النسائی ضعیف وقال احمد روی عن کل ضرب وقال ابن حبان لما کبر تغیر حفظه فکثر الخطاء فی حدیثه وهو لا یعلم فخرج عن حد الاحتجاج به۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 1 ص 118)

امام نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے امام احمد نے کہا یہ ہر قسم کی روایات بیان کرتا ہے اور ابن حبان نے کہا جب یہ بوڑھا ہو گیا تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تو حدیث بیان کرنے میں اس نے کثیر غلطیاں کی ہیں وہ نہیں جانتا (یعنی غلطی کو) پس یہ حدِ احتجاج سے خارج ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ یہ اثر بھی درست نہیں ہے۔

عقیلی نے ضعفاء کبیر 1 ص 88-89 پر اسماعیل بن عیاش کو ضعیف مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 15-17 پر پھر حضرت ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اثر نقل کیا ہے اور اس میں بوقت رکوع رفع یدین کا ذکر ہے لیکن اس کی سند میں بھی وہی اسماعیل بن عیاش ہے جس پر ابھی گفتگو گزری ہے اور اس اثر کی سند میں ایک راوی عبدربہ بن سلیمان ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے۔ مجھول۔ (میزان الاعتدال 2 ص 544)۔

کہ یہ راوی مجھول ہے۔

علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں قال ابو حاتم الرازی مجھول۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین 2 ص 87)

ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ راوی مجھول ہے۔

تو ایسے مجھول شخص کی روایت کیسے درست ہو سکتی ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے۔ جس کی سند میں محارب بن دثار ہے۔ جس کے متعلق امام ابن سعد نے کہا کہ لا یحتجون بہ کہ محدثین اس کے ساتھ دلیل نہیں پکڑتے۔

پھر یہ کہ یہ شخص حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اس کے نظریات درست نہیں تھے۔ ان مقدس حضرات کے ایمان کی گواہی یہ شخص نہیں دیتا تھا۔ تعجب ہے ایسے لوگوں سے امام رفع یدین پر دلیل پکڑتے ہیں۔

پھر اس اثر کی سند میں محمد بن فضیل ہے جس کے متعلق ابو داؤد نے کہا یہ شیعہ ہے۔ ابن سعد نے کہا اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(میزان الاعتدال 4 ص 10)

پھر امام نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے جس کا جواب ابو داؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 17-19 پر کچھ بلا سند۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء ذکر کیے ہیں جنہوں نے مرفوعا رفع یدین کی روایت بیان کی ہے۔

پھر امام بخاری نے جزٔ رفع یدین ص 22 پر طاؤس کا اثر نقل کیا ہے جس میں طاؤس نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ اس اثر کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کی سند میں ابن جریج ہے جس نے ستر عورتوں سے متعہ کیا۔[1] (میزان الاعتدال 2 ص 659) ایسے راوی سے دلیل پکڑنا غیر مقلدین کا ہی کام ہے۔ پھر اس سند میں حسن بن مسلم ہے۔ میزان میں کہا لایکاد یعرف وخبرہ منکر۔ (میزان الاعتدال 1 ص 523)

نہیں قریب ہے یہ پہچانا جائے اور اس کی حدیث منکر ہے۔

تو جب اس کی حدیث ہی منکر ہے تو پھر یہ اثر بھی منکر ہے۔ اس لئے یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔ پھر امام بخاری نے جزٔ رفع یدین کے ص 23 پر حضرت حسن

(۱) مؤلف نے ابن جریج کے ضعیف ہونے کے قول سے رجوع کر لیا ہے۔

بصری علیہ الرحمہ کا اثر نقل کیا ہے۔ حدثنی مسدد قال ثنا یزید بن زریع عن سعید عن قتادة عن الحسن قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانما ایدیھم المراوح یرفعونھا اذا رکعوا واذا رفعوا رؤسھم۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب رفع یدین کرتے تھے۔ بوقت رکوع اور بعد رکوع کے گویا کہ ان کے ہاتھ پنکھے تھے۔

لیکن اس کی سند میں ایک تو سعید بن ابی عروبہ ہیں جو کہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے قتادہ سے لفظ عن کے ساتھ کی ہے اور جب مدلس عن کے ساتھ روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی۔

علامہ ابن جوزی نے کہا کہ: ثبت الا انہ اختلط فی آخر عمرہ اختلاطاً قبیحا فمن سمع منہ قبل الاختلاط فسماعہ صحیح وقال ابو حاتم الرازی ثقة قبل ان یختلط۔ (کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 323)

یہ راوی ثبت ہے لیکن اپنی آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اسے بڑا بُرا اختلاط ہوا ہے۔ ابو حاتم رازی نے کہا یہ اختلاط سے قبل ثقہ تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ثقة حافظ لہ تصانیف (لکنہ) کثیر التدلیس واختلط۔

(تقریب التھذیب 1 ص 360)

ثقہ حافظ ہے اس کی کئی تصانیف بھی ہیں لیکن یہ تدلیس بہت زیادہ کرتا ہے اور مختلط بھی ہے۔

تو ناظرین گرامی! جب یہ مدلس بھی ہے مختلط بھی اور یہ روایت اس نے عن سے ذکر کی ہے تو پھر یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے، پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 23-24 پر یہ اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا موسی بن اسماعیل ثنا ابو ھلال عن حمید بن ھلال قال کان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلوا کان ایدیھم جیال آذانھم کانھا المراوح.

حمید بن ہلال نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب جب نماز پڑھتے تو ان کے ہاتھ کانوں تک ہوتے گویا کہ وہ پنکھے ہیں۔اس کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حمید بن ہلال نے کسی ایک صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔

لیکن اس اثر میں نہ رکوع کا ذکر ہے اور نہ ہی بعد رکوع کا البتہ کانوں تک رفع یدین کا ذکر ہے۔معلوم ہوا کہ اس اثر کی بنا پر سب صحابہ کرام کانوں تک ہی ہاتھ اُٹھاتے تھے۔جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے اور بخاری میں کندھوں تک کا ذکر ہے اور اس رسالہ میں کانوں تک وہ بھی تمام صحابہ سے گویا کہ بخاری کی روایت پر جو کندھوں والی ہے کسی ایک صحابی کا بھی عمل نہیں تھا۔

پھر اس کی سند میں ایک راوی ہے ابو ہلال۔محمد بن سلیم، ابو ہلال الراسبی البصری اس کے متعلق تہذیب میں ہے کہ عمر بن علی نے کہا کہ یحییٰ اس سے حدیث بیان نہ کرتے تھے۔ابن ابی حاتم نے کہا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے۔امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وھو مضطرب الحدیث۔اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔ابن عدی نے کہا کہ اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں۔ملخصاً (تہذیب التہذیب 5 ص1278-128)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا ہے کہ:

کان یحیی القطان لا یحدث عنه و کان ابو ھلال شیخا

صدوقا الا انه كان يخطئ كثيرا من غير تعمد حتى صار يرفع المراسيل ولا يعلم واكثر ما كان يحدث من حفظه فوقع المناكير فى حديثه من سوء حفظه. (کتاب المجروحین ج2 ص295)

یحیٰی قطان اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ ابو ہلال شیخ صدوق ہے مگر یہ غیر ارادی طور پر کثیر الخطا ہے حتی کہ مرسل کو مرفوع کر دیتا اور یہ نہ جانتا تھا اور اکثر حدیثیں اس نے اپنے حفظ سے بیان کیں جس کی وجہ سے اس کی حدیث میں منکر روایات داخل ہو گئیں۔ اس کے گندے حافظے کی وجہ سے۔

اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ یہ اثر صحیح نہیں ہے بلکہ انتہائی کمزور ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین ص 24 پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی۔ جس میں رفع یدین کا ذکر ہے۔ حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تفصیلی جواب ابو داؤد کی احادیث میں گزر چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 25 پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین والی بیان فرمائی۔ کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں پھر جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو رفع یدین صرف پہلی مرتبہ کیا پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس روایت کی سند پر تو امام بخاری علیہ الرحمہ کوئی اعتراض نہیں کر سکے کیونکہ کوئی معقول اعتراض ہے ہی نہیں لیکن اتنا ضرور فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے یحیٰی بن آدم سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں نظر کی ہے اس میں جو عاصم بن کلیب سے حدیث ہے اس میں لم یعد کے الفاظ نہیں

ہیں یعنی پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا کے الفاظ نہیں ہے۔

تو جناب ہم کب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس کی کتاب میں یہ الفاظ ہیں اگر عبداللہ بن ادریس نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے تو پھر کیا ہوا کیا ان کے نقل نہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی اور شاگرد نے بھی نقل نہیں کیے۔ یا عبداللہ بن ادریس کے بغیر اگر کوئی نقل کرے گا تو وہ معتبر نہیں ہوگا جب ان میں سے کچھ بھی نہیں تو پھر اس پر اعتراض ہی کیا ہے۔ جناب عاصم بن کلیب سے ان الفاظ کو امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں جو کہ ثقہ ثبت جن کی جلالت شان پر سب کا اتفاق ہے بلکہ سفیان ثوری عبداللہ بن ادریس سے زیادہ ثبت ہیں تو پھر ترجیح حضرت سفیان ثوری کی حدیث کو ہونی چاہیے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے جو عاصم بن کلیب سے حدیث روایت کی ہے وہ حدیث اور ہے اور یہ ترک رفع یدین کی حدیث اور ہے جو عبداللہ بن ادریس کی حدیث ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ علمنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلوٰۃ کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سکھائی جبکہ حضرت سفیان نے جو عاصم بن کلیب سے روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ جناب عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں تطبیق کا ذکر ہے جبکہ حضرت سفیان کی حدیث میں تطبیق کا ذکر نہیں۔

جناب عبداللہ بن ادریس کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی ہے جبکہ جناب سفیان کی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی نہیں ہے، تو جب فرق ظاہر ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں اور الگ الگ ہیں نہ کہ ایک۔ جب یہ حدیثیں ہی دو مختلف ہیں تو پھر یہ اعتراض ہی کیسا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 28 پر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین بیان کی پھر اس پر اعتراض کیا کہ

یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ثم لم یعد کا جملہ روایت ہی نہیں کرتے۔

یزید بن ابی زیاد کے قدیم السماع شاگردوں میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت سفیان ثوری، امام شعبہ، جناب زہیر کو شمار کیا ہے، جزُ رفع یدین ص30 امام بخاری کے فرمان کے مطابق جب سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہیں تو جناب سفیان ثوری کا یزید بن ابی زیاد سے ثم لایعود یا اس کے ہم معنی الفاظ روایت کرنا ثابت ہیں بالاختلاف فرمائیں۔

امام کبیر امام اجل حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا ابوبکرۃ قال ثنا مومل قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء بز عازب قال ، کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لایعود۔

(شرح معانی الآثار 1 ص 162 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر افتتاح کہتے تو رفع یدین کرتے کانوں کی لو کے قریب تک پھر دوبارہ کسی جگہ رفع یدین نہ کرتے۔ اس سند میں سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے بسند مرفوع ثم لایعود کا جملہ روایت کیا ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ یہ مانتے ہیں کہ سفیان، یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہے۔ جب سفیان ثوری علیہ الرحمہ یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع بھی ہیں اور ثم لایعود کا جملہ بھی روایت کرتے ہیں تو پھر یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس روایت پر درست نہیں۔ اس

کی سند میں پہلا راوی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ہے جو کہ امام طحاوی علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں اور صحیح ابن خزیمہ اور مسند ابوعوانہ کے راوی ہیں اور یہ مصر کے قاضی تھے اور ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں جیسا کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا حنفی علیہ الرحمہ نے تاج التراجم کے ص 19-20 پر فرمایا ہے۔

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ عبدالحی صاحب لکھنوی اپنی کتاب فوائد البھیہ ص 55 پر اس طرح فرماتے ہیں۔ وکان افقہ اھل زمانہ فی المذھب۔ یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ فقیہ تھے مذہب میں۔ بعد چند سطور امام سیوطی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابن خزیمہ نے روایت کی ہے پھر فرماتے ہیں۔ ولہ اخبار فی العدل والفقہ والنزاھۃ والورع۔ بعد چند سطور سروجی کی شرح ہدایہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کے خوف سے بہت زیادہ رونے والے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تھے اور ان کی قبر بڑی مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی قبر کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ ملخصاً (فوائد البھیہ ص 55)

واضح ہو گیا کہ ابوبکرہ بکار بن قتیبہ ثقہ راوی ہے۔

دوسرا راوی مومل بن اسماعیل ہے یہ اگرچہ مختلف فیہ ہے امام ذھبی کہتے ہیں کہ حافظ عالم ہے غلطی بھی کرتا ہے، ابن معین نے اس کو ثقہ کہا اور ابو حاتم نے کہا ہے سچا سنت میں سخت ہے۔ لیکن کثیر الخطا ہے اور بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے، ابوزرعہ نے کہا اس کی حدیث میں خطا کثیر ہے اور ابوداؤد نے اس کا ذکر کیا تو اس کو بڑا جانا اور اس کی شان کو بلند کیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 228)

تو اگرچہ یہ راوی متکلم فیہ ہے لیکن ہے سچا جھوٹ نہیں بولتا اور ابن معین

نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے تو یہ اس کی روایت قبول ہے کیونکہ اس کے کئی متابعات اور شواہد ہیں تو اپنے متابعات اور شواہد سے مل کر یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔

اس سے اگلے راوی امام سفیان ثوری ہیں جو کہ بالاتفاق ثقہ ثبت امام جلیل ہیں اور ان کی حدیث حجت ہے۔

تو جب واضح ہو گیا کہ امام سفیان ثوری یزید بن ابی زیاد سے قدیم السماع ہیں اور وہ یزید بن ابی زیاد سے ثم لا یعود یا اس سے ہم معنی جملہ روایت کرتے ہیں تو پھر اس کی تصحیح میں کیا شک ہو سکتا ہے پس واضح ہو گیا کہ جزء رفع یدین میں اس حدیث پر جو اعتراض کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر جزء رفع یدین کے ص 31 پر حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی جو کہ عندالاحناف نسخ رفع یدین پر دلیل ہے دیکھیے۔ مرقات ملا علی قاری 2 ص 275 البنایہ از امام عینی 2 ص 296 نصب الرایہ از امام زیلعی ص

پھر اس پر اعتراض کیا کہ یہ حدیث عند الاسلام ہاتھ اُٹھانے پر محمول ہے نہ کہ رکوع کے وقت رفع یدین پر مگر جو کچھ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے یہ ان کا اپنا خیال ہے جو کہ حقیقت کو بدل نہیں سکتا۔ یہ ایک حدیث نہیں بلکہ دو الگ الگ حدیثیں ہیں۔ عندالسلام اشارے کی حدیث الگ ہے اور نماز میں رفع یدین کی حدیث الگ ہے۔ اس کا مفصل جواب اسی کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

وہیں پر اس کے تمام اعتراضات کے جوابات مذکور ہیں۔

پھر جزءِ رفع یدین کے ص 33 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر روایت کیا۔ جس کا جواب کئی مرتبہ ہو چکا ہے تاہم اس سند کے بارے میں کچھ تفصیل حاضر ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمود انا عبدالرزاق انا ابن جریج قال اخبرنی نافع.

اس سند کا پہلا راوی محمود ہے کہ محمود بن اسحاق الخزاعی ہے اس رسالہ کا روایت کرنے والا اور یہ مجہول ہے، محمود کہتا ہے کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، عبدالرزاق جو کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے دادا استاد ہیں ان سے محمود کی ملاقات ثابت کی جائے۔

پھر اس کی سند میں ابن جریج ہے جو متکلم فیہ ہے جس نے نوے یا ستر عورتوں سے متع کیا تھا۔

(تہذیب التہذیب 3 ص 503 تذکرۃ الحفاظ 1 ص 128)

پھر یہ کہ موقوف حدیث غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں جیسا کہ تفصیلاً گزر چکا ہے۔

الحاصل: یہ ہے کہ یہ اثر بھی نا قابل احتجاج ہے۔

اثر حسن بصری و محمد بن سیرین:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزءِ رفع یدین کے ص 33 پر ایک اثر حضرت حسن بصری اور امام محمد بن سیرین کا نقل کیا ہے۔ جس کی سند اس طرح ہے۔ حدثنا محمد بن مقاتل ثنا عبدالله انباء هشام عن الحسن وابن سيرين انهما كانا يقولان اذا كبر احدكم للصلوٰة فليرفع يديه حين يكبر وحين يرفع راسه من الركوع وكان ابن سيرين يقول هو من تمام

الصلوٰۃ۔ (جزء رفع یدین ص 33-34)

ترجمہ: حسن بصری اور ابن سیرین دونوں فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی تکبیر کہے نماز کے لیے تو اسے رفع یدین کرنا چاہیے۔ (پھر) جب تکبیر کہے اور جب رکوع سے سر اُٹھائے اور ابن سیرین یہ فرماتے تھے کہ یہ (یعنی رفع یدین) نماز کی تمامیت سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہ اثر بھی غیر مقلدین کو مفید نہیں کیونکہ یہ اثر مقطوع ہے یعنی تابعی کا قول وفعل ہے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو صحابی کا قول وفعل حجت نہیں بلکہ مرسل حدیث بھی حجت نہیں۔ اگرچہ مرسل حدیث حضرت امام مالک احمد بن حنبل حضرت امام ابوحنیفہ اور تائید شدہ مرسل امام شافعی کے نزدیک حجت ہے تو جن کے نزدیک مرسل حجت نہیں اور موقوف آثار حجت نہیں ان پر تعجب ہے وہ تابعی کا قول وفعل کیسے پیش کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔

کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اگر ہمارے لئے جائز نہیں تو تمہارے لئے کیونکر جائز ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں اور ان کے نزدیک ترک رفع یدین سنت ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین سے منع کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 2 ص 236 کتاب الآثار ص 174)

پھر حضرت حسن بصری اور ابن سیرین کے اثر کی سند میں بھی کلام ہے۔

اس میں حسن بصری اور ابن سیرین سے راوی ہشام ہے۔ یہ ہشام بن حسان ازدی ہے اگرچہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب میں اس کی ثقاہت بھی بیان کی ہے تاہم۔ ابن علیہ کہتے ہیں کہ ہم ہشام بن حسان کو حسن کی روایت

میں کوئی شئی شمار نہیں کرتے تھے۔ (یہ بھی اس نے حسن سے روایت کی ہے) (امام) یحیٰ اس کی حدیث کو ضعیف کہتے تھے جو عطا سے روایت ہے۔

جریر بن حازم نے کہا کہ میں حضرت حسن کے پاس سات سال تک رکا ہوں میں نے کبھی اس کو حسن کے پاس نہیں دیکھا۔

عمرو بن عبید نے کہا کہ میں نے ہشام کو کبھی بھی حسن کے پاس نہیں دیکھا۔ معاذ بن معاذ نے کہا کہ شعبہ اس کی روایت سے بچتے تھے جس کو عطاء یا حسن سے اس نے روایت کیا ہو۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 4 ص336 تا 337) ملخصا

تو جب یہ اثر ہی صحیح ثابت نہ ہوا تو پھر یہ کہنا بھی صحیح نہ ہوا کہ رفع یدین نماز کی تمامیت میں سے ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 34 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ پھر ص مذکورہ پر ہی امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس اثر کی سند ذکر نہیں فرمائی کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے ملاقات ہی ثابت نہیں اگر اس کی سند ذکر ہوتی تو اس کے لئے کچھ عرض کیا جاتا۔ بے سند باتوں کا کیا اعتبار ہے۔

پھر اس میں نہ رکوع کا ذکر نہ رکوع کے بعد کا ذکر نہ تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا کہ یہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے تھے لیکن آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے زمانے کے اس بڑے امام نے اپنی سند ثقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ترک رفع یدین کی بھی بیان کی ہے۔ دیکھئے نسائی شریف 1 ص 117۔

تو پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی اس روایت ترک رفع یدین کو ضعیف کہتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا امام ہے۔ جب یہ ترکِ رفع یدین کی روایت کرے تو اس اپنے زمانے کے بڑے امام کی حدیث کو کیوں ضعیف کہا جاتا ہے کیا یہ اس وقت اپنے زمانے کا امام نہ رہا یا پہلے ثقہ تھا پھر بعد میں قابل احتجاج نہ رہا۔ معاذ اللہ۔

پھر اس اپنے زمانے کے بڑے امام نے امام شعبی علیہ الرحمہ سے بھی ترک رفع یدین روایت کیا ہے۔ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی ہے۔

امام بخاری و مسلم کے استاذ الحدیث امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں روایت کرتے ہیں۔ حدثنا ابن مبارک عن اشعث عن الشعبی انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یرفعهما۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236)

ترجمہ: (امام) شعبی علیہ الرحمہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی سند میں پہلا راوی یہ اپنے زمانے کا بڑا امام عبداللہ بن مبارک ہی ہے۔

اس کی سند میں دوسرا راوی اشعث بن سوار ہے۔ وہ اگرچہ مختلف فیہ ہے تاہم سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اشعث، مجالد سے زیادہ ثبت ہے۔

الدوری نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ اشعث بن سوار مجھے اسماعیل بن مسلم سے زیادہ محبوب ہے اور اس نے شعبی سے سماع کیا ہے۔ ابن الدورقی نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی حدیث کو امام مسلم نے متابعات میں ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے ثقات میں اسے صدوق کہا ہے۔ امام بزار کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی حدیث کو کسی نے ترک کیا ہو سوائے اس شخص کے جو کہ قلیل المعرفت ہے۔ ملخصاً

(تہذیب التہذیب 1 ص 223 تا 224)

امام شعبی سے ترکِ رفع یدین جناب عبدالملک بھی بیان کرتے ہیں دیکھئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 237)

تو جب ابن مبارک علیہ الرحمہ ترک رفع یدین بھی بیان کرتے ہیں تو پھر آپ کی اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیے پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 35 پر ایک اثر نقل کیا ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر نیک آدمی ہیں۔

بے شک آپ جلیل القدر صحابی ہیں ہمارا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں ہی یہی عقیدہ ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکور پر حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طعن کرنے والے کو کہا (من لا یعلم) وہ جو نہیں جانتا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ طعن کس پر کیا ہے اور اس کی زد میں کون کون آتا ہے اس کی تفصیل حاضر ہے۔

امام احمد بن حنبل کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

ولا انا اذهب الى حديث وائل بن حجر لانه مختلف فى الفاظه

(التمہید لابن عبدالبر 9 ص 224)

ترجمہ: کہ میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل نہیں کرتا۔

امام ابن عبدالبر کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ کی دیکھئے التمہید 9 ص 227 پر آپ نے بھی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اچھا جانا ہے۔

امام ابراہیم نخعی تابعی کی نظر میں حدیث وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جب آپ کے سامنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین پیش کی گئی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے مسترد کر دیا بلکہ غضب ناک بھی ہو گئے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو مسترد کر دیا اور سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین کے منع کر دیا۔ دیکھئے تفصیل کے لئے۔

موطا امام محمد ص 90 دارقطنی 1 ص 394 مسند امام اعظم ص 47 شرح معانی الآثار 1 ص 162-163 وغیرہ۔

بس ثابت ہو گیا کہ امام کا یہ اعتراض ڈائریکٹ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور امام ابن عبدالبر علیہ الرحمہ اور ثقہ تابعی بخاری شریف کے راوی امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر ہے جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ تعجب ہے کہ حضرت

امام بخاری علیہ الرحمہ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ پر اعتراض بھی کرتے ہیں (ان کو بے علم کہتے ہیں) اور پھر بخاری شریف میں ان سے نہ صرف یہ کہ روایات بیان کرتے ہیں بلکہ کئی جگہ پر ان کے قول سے استناد کرتے ہیں۔ دیکھئے بخاری شریف 1 ص 37-84-170-180 وغیرہ پر امام نے ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کے اقوال پیش کئے ہیں۔

تو پھر رفع یدین کے بارے میں بھی امام کو ان کے قول کا انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 37 پر ایک بے سند واقعہ ذکر کیا ہے، جناب ابن مبارک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں (حضرت) نعمان بن ثابت (علیہ الرحمہ) کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے رفع یدین کیا۔ تو حضرت (امام اعظم) نے فرمایا کہ میں نے خوف کیا کہ کہیں تو اُڑ نہ جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب میں پہلی مرتبہ نہیں اُڑا تو پھر دوسری مرتبہ کیونکر اُڑوں گا امام وکیع نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابن مبارک پر وہ کتنے حاضر جواب تھے کہ آپ نے (امام) کو لاجواب کر دیا۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سارا واقعہ ہی بے سند ہے جزء رفع یدین میں اس کی سند نہیں ہے، بے سند باتوں کا کیا اعتبار، البتہ سنن کبریٰ میں اس کی سند ہے لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں جیسا کہ علامہ ابن ترکمانی نے جوہر نقی میں فرمایا ہے، تو ایسے مجہول راویوں اور بے سند روایات کو پیش کرنا کتنے تعجب کی بات ہے اور کہاں کا انصاف ہے۔

پھر حضرت امام بخاری نے جزء رفع یدین کے ص 37 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر بیان کیا ہے۔ اس کا جواب بھی ہو چکا ہے تاہم اس کے متعلق ۔

حدثنا ابو النعمان ثنا عبدالواحد بن زیاد ثنا محارب بن دثار قال رائیت عبدالله بن عمر اذا افتتح الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع۔

(جزء رفع یدین ص 37-38)

ترجمہ: محارب بن دثار نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب نماز شروع کی رفع یدین کیا اور رکوع کا ارادہ کیا تو رفع یدین کیا جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کے اثر کے مخالف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ موقوف آثار خود غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حجت نہیں۔ چوتھی بات کہ اس کی سند بھی محفوظ نہیں بلکہ مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں عبدالواحد بن زیاد ابو بشر العبدی ہے جو کہ ضعیف ہے۔

عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے عبدالواحد بن زیاد کو کبھی بھی حدیث طلب کرتے نہیں دیکھا نہ بصرہ میں نہ ہی کوفہ میں۔

عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے یحییٰ سے عبدالواحد بن زیاد کے بارے میں سوال کیا تو کہا۔ یہ راوی کوئی شئی نہیں ہے۔ ملخصاً

(ضعفاء کبیر عقیلی 3 ص 55)

علامہ ذھبی لکھتے ہیں۔ صدوق یغرب۔ سچا ہے لیکن غریب روایت بیان

کرتا ہے۔قال ابن معین لیس بشئی۔ابن معین نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

ابو داؤد طیالسی نے کہا اعمش جن احادیث کو مرسل بیان کرتے تھے یہ ان تمام کو موصول بیان کرتا تھا اور ابن القطان نے بھی اس کو کمزور قرار دیا۔

(المغنی فی الضعفآء للذھبی 2 ص 19)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔

قال یحیی: لیس بشئی۔(امام) یحیٰی نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

ابو داؤد نے کہا اعمش جن کو مرسل روایت کرتا تھا یہ اس کو موصول بیان کرتا تھا۔(کتاب الضعفآء والمترکین لابن الجوزی 2 ص 155)

واضح ہو گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

اس کی سند میں ایک راوی محارب بن دثار بھی ہے یہ بھی متکلم فیہ ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ کئی حضرات نے اس کو ثقہ کہا ہے۔لیکن ابن سعد نے کہا کہ محدثین اس سے حجت نہیں پکڑتے۔یہ محارب بن دثار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی گواہی نہیں دیتا تھا۔

(ملخصا میزان الاعتدال 3 ص 441)

اب آپ خود غور کریں کیا ایسے شخص کی روایت حجت ہو سکتی ہے جو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گستاخ ہو۔

پھر اس کی سند میں ابو النعمان محمد بن فضل عارم ہے۔آخر عمر میں اس کی عقل زائل ہو گئی تھی۔حافظہ بگڑ گیا تھا یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بیان کر رہا ہے۔دیکھئے تہذیب التھذیب 5 ص 257 تا 258۔

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے۔

پھر امام نے جزء رفع یدین کے ص 36 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔

لیکن اس کی سند میں عباس بن ولید تھا جو کہ ضعیف ہے۔ جلال پور پیر والوں نے عباس کو عیاش بن ولید سے بدل دیا اور یوں اس تحریف کا ثبوت دیا۔ تحریف بھی کر دی اور مطلب بھی پورا نہ ہوا۔ وہ اس طرح کہ اس میں غیر مقلدین کا مکمل موقف ہی نہیں ہے۔ نہ تیسری رکعت کی رفع یدین اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔ پھر اس کے مرفوع ہونے میں ہی اختلاف ہے اس کا تفصیلی جواب بخاری کی احادیث کے جواب میں مذکور ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام نے جزء رفع یدین کے ص 38 پر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور موقوف اثر پیش کیا ہے جس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا معمر ثنا ابراهيم بن طهمان عن ابى الزبير قال رأيت ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه۔

لیکن یہ اثر بھی سنداً ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی۔ ابراہیم بن منذر ہے ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ اس کی بعض نے توثیق بھی کی ہے تاہم امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی مذمت کرتے تھے۔ زکریا ساجی کہتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔

(ملخصاً: تہذیب التہذیب 1 ص 108-109 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ذھبی میزان میں لکھتے ہیں کہ اس نے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو سلام کیا لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ زکریا ساجی نے کہا کہ اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ (میزان الاعتدال 1 ص 67)

اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن طھمان ہے یہ بھی ضعیف ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں۔ ثقہ مشہور ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔ جوزجانی نے کہا فاضل ہے ارجآء کے ساتھ متھم کیا گیا ہے۔ المغنی فی الضعفآء 1 ص 32۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں۔ آدمی نیک ہے لیکن محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا ہے کہ یہ ضعیف اور مضطرب الحدیث ہے۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین 1 ص 36)

واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 38 پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ بن صالح ثنا اللیث حدثنی نافع ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا استقبل الصلوٰۃ یرفع یدیہ واذا رکع واذا راسہ من الرکوع واذا قام من السجدتین کبر ورفع یدیہ۔

(جزء رفع یدین ص 38 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور جب دوسجدوں سے کھڑے ہوتے تو بھی رفع یدین کرتے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ اثر خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں دوسجدوں سے کھڑے ہونے کے بعد رفع یدین ہے جس کے وہابی خود منکر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند بھی مجروح ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے جو کہ سخت ضعیف ہے۔

امام احمد نے فرمایا۔ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے۔

قال یحیی والنسائی ضعیف۔ یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔

قال ابن حبان اختلط في آخر عمره ۔ ابن حبان نے کہا کہ آخر عمر میں مختلط ہو گیا تھا۔

قال مومل بن الفضل سالت عیسی بن یونس عن لیث فقال قدرأیته وکان قد اختلط۔

مومل نے کہا میں نے لیث کے متعلق عیسیٰ بن یونس سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے وہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

(میزان الاعتدال 3 ص 421)

پس واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی سنداً صحیح نہیں ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 38 پر ایک مرفوع حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب بخاری شریف کی احادیث میں ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے ص 39 پر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جواب گذشتہ اوراق میں۔

صفحہ مذکورہ پر امام نے پھر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی۔ اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات کے جواب میں گزر چکا ہے۔ وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت امام نے پھر صفحہ مذکور پر ہی ایک منقطع اثر نقل کیا ہے۔ ابو قلابہ رفع یدین کرتے تھے اور اس کو حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے تھے۔

اس میں انقطاع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی حجت نہیں۔

اس میں محمود بن اسحاق جو کہ مجہول ہے وہ کہتا ہے کہ ابن علیہ نے کہا۔ محمود کا ابن علیہ سے سماع ثابت کیا جائے۔ پھر اس میں ابو قلابہ خود متکلم فیہ ہے۔ یہ مدلس ہے

اور یہ روایت عن سے ہے جو کہ حجت نہیں ہے۔ اس کا مفصل جواب بخاری کی روایات میں بھی گزر چکا ہے۔ وہیں پر تفصیلاً ملاحظہ کریں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 40 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقوف اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری فرماتے ہیں کہ:

اخبرنا عبداللہ بن محمد انا ابو عامر ثنا ابراھیم بن طھمان عن ابی الزبیر عن طاؤس ان ابن عباس کان اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی اذنیہ واذا رفع راسہٗ من الرکوع واستوی قائما فعل مثل ذلک. (جزء رفع یدین ص40 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: جناب طاؤس روایت کرتے ہیں کہ بے شک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کھڑے ہوتے نماز کے لئے تو رفع یدین کرتے کانوں تک اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تو اسی طرح کرتے۔

اس کا جواب:

یہ ہے کہ یہ اثر سنداً مجروح ہونے کے ساتھ غیر مقلدین وہابیہ کے مخالف بھی ہے کیونکہ اس میں کانوں تک رفع یدین کرنے کا بیان ہے جبکہ غیر مقلدین حضرات صرف کندھوں تک، دوسری بات یہ ہے کہ اس میں صرف دو جگہ رفع یدین ہے ابتداء کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر نہ ہی۔ سجدوں کی رفع یدین کی نفی۔ تو غیر مقلدین وہابیہ کو اس اثر سے کیا فائدہ۔ پھر اس کی سند بھی مجروح ہے اس میں ابراہیم بن طھمان راوی ضعیف ہے۔ محدث محمد

بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

(المغنی فی الضعفآء للذھبی 1 ص 32)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن عمار نے اس کو ضعیف اور مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔ (کتاب الضعفآء للذھبی 1 ص 32)

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک اثر ص 40 پر نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے کندھوں تک ابتدا کے وقت اور رکوع کے وقت۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عافیة انا اسماعیل حدثنی صالح بن کیسان عن الاعرج عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ ....

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب ابو داؤد کی احادیث میں گذر چکا ہے تاہم کچھ اس سند کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے۔

اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب میں اس پر جرح و تعدیل کے اقوال نقل کیے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اسماعیل بن عیاش جب اہل شام میں سے کسی سے روایت کرے تو یہ ثقہ ہے۔ اور جب اہل مدینہ یا کسی اور شہر والے سے روایت کرے تو اس کی حدیث حجت نہیں ہوتی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تہذیب تہذیب 1 ص 204 تا 206 مطبوعہ بیروت لبنا۔

زیر بحث روایت میں اس نے صالح بن کیسان سے روایت کی ہے اور وہ اہل مدینہ سے ہیں اور اہل مدینہ سے یہ جب روایت کرے تو حجت نہیں ہوتا پس واضح ہو گیا کہ یہ روایت حجت نہیں ہے۔ نہ اس سے استدلال درست ہے۔

پھر اس میں صرف دو جگہ کا رفع یدین مذکور ہے۔ نماز شروع کرتے وقت اور رکوع جاتے وقت۔ اگر کوئی شخص صرف دو جگہ ہی رفع یدین کرے تو کیا غیر مقلدین کے نزدیک اس کی نماز سنتِ نبوی کے مطابق ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگی تو پھر اس روایت کا پیش کرنا ہی بے سود اگر سنت کے مطابق ہوگی تو پھر ان روایات کا کیا مطلب ہوگا جن میں اس سے زیادہ مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ الغرض یہ روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہے۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت سے متصل اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی موقوف روایت کی ہے۔ اس کی سند میں بھی یہی اسماعیل بن عیاش ہے اور اس کا جواب گذشتہ اوراق میں گزر بھی چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 42 پر ایک تابعی حضرت نعمان بن ابی عیاش علیہ الرحمہ کا قول درج فرمایا ہے کہ ہر شئی کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت رفع یدین ہے ابتداء نماز کے وقت، رکوع کے وقت، رکوع کے بعد۔

لیکن اس روایت سے بھی غیر مقلدین کو کیا فائدہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قول و فعل کو حجت نہیں مانتے وہ کس منہ سے تابعی کا قول پیش کرتے ہیں۔ تو جو روایت خود ان کے اپنے ہاں حجت نہیں وہ ہمارے خلاف کیوں پیش کرتے ہیں یہ سوائے دھوکہ دہی اور دجل و فریب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر یہ بات نہیں تو کیا ہمیں بھی تابعین کرام کے اقوال و افعال پیش کرنے کی اجازت ہوگی یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر تمہارے لئے یہ کیونکر جائز ہوگا۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر قاسم بن مخیمرہ کا قول نقل کیا ہے، جس میں رکوع اور بعد رکوع کا ذکر نہیں۔ البتہ تکبیر اور جھکنے کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے جو سجدوں کو بھی شامل ہے جس کے غیر مقلدین خود بھی منکر ہیں۔ پھر یہ

قاسم بن مخیمرہ بھی تابعی ہیں اور تابعی کا قول وفعل غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ تو پھر اس سے استدلال بھی درست نہیں۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک اثر بیان فرمایا ہے جس میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل عن عبداللہ ناشریک عن لیث عن عطاء قال رایت جابر بن عبداللہ و ابا سعید الخدری و ابن عباس و ابن الزبیر یرفعون ایدیھم حین یفتتحون الصلوٰۃ و اذا ارکعوا و اذا رفعوا رؤسھم من الرکوع۔ (جزء رفع یدین ص42 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اس اثر میں غیر مقلدین وہابیہ نے خیانت بھی کی ہے لیکن اثر مذکورہ پھر بھی صحیح نہ ہوسکا اس کو کہتے ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس کی سند اس طرح شروع ہوتی تھی۔ حدثنا مقاتل۔ غیر مقلدین وہابیہ نے اس کو مقاتل کی بجائے محمد بن مقاتل بنا دیا کیونکہ مقاتل ضعیف متروک الحدیث تھا اور محمد بن مقاتل ثقہ تھا۔ لیکن اس کی سند میں ایک راوی شریک ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ایک راوی لیث ہے وہ بھی سخت ضعیف ہے۔ یہ لیث ابن ابی سلیم ہے، امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث مضطرب ہے۔ امام یحییٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر میں مختلط ہوگیا تھا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا یہ مختلط ہوگیا تھا۔

(میزان الاعتدال 3 ص420-421)

تو واضح ہو گیا کہ یہ اثر بھی صحیح نہیں ہے جب یہ صحیح نہ ہوا تو حضرت ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رفع یدین کرنا بھی ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ایک اور اثر نقل کیا جس میں تابعی سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور عطاء اور مکحول کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ ابتداء کے وقت اور عند الرکوع اور بعد الرکوع اس کی سند اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن مقاتل انا عبدالله انبا عكرمة بن عمارقال رائيت

اس کی سند مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ اس کی سند میں عکرمہ بن عمار ہے جو کہ ضعیف ہے۔ **قال ابو حاتم صدوق ربما يهم. قال احمد بن حنبل ضعيف الحديث.** (میزان الاعتدال 3 ص 90)

ابو حاتم نے کہا یہ ہے کہ تو سچا لیکن وہمی ہے، امام احمد بن حنبل نے فرمایا یہ ضعیف الحدیث ہے۔ ابن معین نے اگرچہ اس کی توثیق کی ہے لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لم يكن له كتاب فاضطرب حديثه۔ اس کی کتاب نہیں ہے اور اس کی حدیث مضطرب ہے۔ المغنی فی الضعفاء للذھبی 2 ص 67 مطبوعہ بیروت لبنان، علامہ ابن الجوزی نے کہا کہ:

قال يحيى بن سعيد: احاديث ضعاف ليس بصحاح . قال احمد، احاديثه ضعاف. وقال يحيى بن معين هو ثقة ثبت: كتاب الضعفآء والمتروكين لابن الجوزى 2ص185.

یحییٰ بن سعید نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہیں۔ امام احمد نے فرمایا اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا یہ ثقہ ثبت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے خود امام بخاری علیہ الرحمہ کی نظر میں اس کی حدیث مضطرب ہے۔ مضطرب حدیث عند المحدثین بالاتفاق ضعیف اور نا قابل احتجاج ہوتی ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 43 پر ایک اور مقطوع اثر نقل کیا۔ جس میں حضرت عطاء اور حضرت مجاہد اور حضرت نافع اور حضرت طاؤس کا رفع یدین کرنا مذکور ہے۔ اس کی سند اس طرح ہے۔ **وقال جریر عن لیث عن عطاء و مجاھد**.......... اس کی مکمل سند مذکور نہیں ہے بلکہ یہ سند جریر سے شروع ہے۔ قال جریر۔ کا فاعل کون ہے مذکور نہیں۔ پھر یہ تابعین کا فعل ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں لیث ہے جو کہ انتہائی ضعیف ہے۔ امام احمد نے فرمایا اس کی حدیث مضطرب ہے۔ امام یحیٰ اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا آخر عمر میں خراب حافظہ کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ (میزان الاعتدال 3 ص 420-421)

پھر امام نے اسی پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے جس کی سند اس طرح ہے **حدثنا موسیٰ ابن اسماعیل ثنا عبدالواحد بن زیاد ثنا عاصم قال رایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا افتتح الصلوٰۃ کبر ورفع یدیہ ویرفع یدیہ کلما رکع و رفع راسہ من الرکوع۔**

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر **عن لیث عن ابن عمر وسعید بن جبیر وطاؤس و اصحابہ۔** کے ساتھ اس کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔ بلا سند۔ حجت نہیں ہے اور لیث ضعیف ہے اس پر جرح آپ پڑھ چکے ہیں۔

(جزء رفع یدین ص 43 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اس کا جواب:

یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا جواب ابن ماجہ کی روایت میں گزر چکا ہے وہ تفصیلاً وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

تاہم کچھ عرض بھی کیا جاتا ہے۔ یہ روایت موقوف ہے اور موقوفات صحابہ۔ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند بھی صحیح نہیں اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن زیاد ہے جو کہ ضعیف ہے۔

عثمان بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے اس راوی کے متعلق یحییٰ سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ کوئی شئی نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 672)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے پھر ص 43 پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ اس کا جواب بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے وہیں پر مفصلاً ملاحظہ فرمائیں۔

پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر امام عبدالرحمٰن بن مھدی کا قول نقل کیا ہے۔ جو انہوں نے ربیع بن صبیح سے روایت کیا ہے کہ میں نے محمد (بن سیرین) اور حسن اور ابونضرہ، قاسم بن محمد، عطا، طاؤس، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع، ابن ابی نجیح کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

(جزء رفع یدین ص 43)

اس کا جواب یہ ہے کہ جب غیر مقلدین کے ہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول وفعل حجت نہیں تو تابعین کرام کے اقوال و افعال کیسے حجت ہو سکتے ہیں۔ اس کے باوجود اس کی سند بھی مجروح ہے۔ اس کا مدار ربیع بن صبیح پر

ہے۔ یحییٰ القطان اس سے راضی نہ تھے۔ ابن المدینی نے کہا یہ ہمارے نزدیک نیک ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا میں نے عفان سے سنا کہتے تھے کہ ربیع کی احادیث تمام کی تمام مقلوبہ ہیں۔

(میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ **کان یحییٰ بن سعید لا یرضاہ ولا یحدث عنہ** یحییٰ بن سعید نہ تو اس سے راضی تھے اور نہ ہی اس سے حدیث بیان کرتے تھے۔

قال عفان احادیثہ کلھا مقلوبۃ.

عفان نے کہا اس کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

وقال یحیی: ضعیف الحدیث.

یحییٰ نے کہا اس کی حدیث ضعیف ہے۔

نسائی اور یحییٰ نے کہا ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا یہ قوی نہیں ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ حدیث اس کا کام ہی نہیں اور اس کی حدیث میں مناکیر ہیں۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین لابن جوزی 1 ص 281)

پس واضح ہو گیا کہ یہ سند بھی انتہائی مجروح بجرح شدید ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 44 پر حسن، مجاہد، عطاء، طاؤس، قیس بن سعد، حسن بن مسلم کا رفع یدین کرنا بیان کیا ہے۔

لیکن یہ روایت بھی خود غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ اس میں سجدے کی رفع یدین بھی ہے۔ مذکورہ بالا حضرات رکوع کی طرح سجدے کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے جس کے غیر مقلدین خود منکر ہیں اور اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں۔ پھر اس روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ عبدالرحمن بن مہدی نے

کہا یہ سنت ہے، یعنی رکوع اور سجدے کی رفع یدین۔ عبدالرحمٰن بن مھدی، امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ الحدیث ہیں وہ تو سجدے کی رفع یدین کو بھی سنت کہتے ہیں اور غیر مقلدین حضرات اس کو خلاف سنت کہتے ہیں۔

تو جب یہ روایت خود غیر مقلدین کے اپنے ہی خلاف ہے تو ہمارے لئے یہ کیونکر حجت ہو سکتی ہے، پھر اس کی سند میں بھی وہی راوی۔ ربیع بن صبیح ہے جس پر صفحہ گذشتہ پر کلام ہو چکا ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین ص 45 پر ایک تعلیقاً اور دو مرفوع سندوں کے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مفصل جواب ابو داؤد کی احادیث میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام نے ص 46 پر بطریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا ہے۔

اس اثر میں صرف دو جگہ رفع یدین کا ذکر ہے۔ ابتدا نماز کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت۔ نہ رکوع جاتے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی تیسری رکعت کی ابتداء کے وقت رفع یدین کا ذکر اور نہ ہی سجدوں کی نفی۔ تو اس اثر سے غیر مقلدوں کو کیا فائدہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر مفصل گفتگو مرفوعاً وموقوفاً بخاری کی روایات میں بیان ہو چکی ہے۔

پھر حضرت امام نے صفحہ مذکورہ پر ہی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث بیان کی ہے۔ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفصیلی گفتگو ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت طاؤس تابعی کا رفع یدین کرنا بیان کیا۔
تابعی کا قول وفعل عندالوہابیہ حجت نہیں تاہم اس کی سند میں حکم بن عتیبہ ہے جو کہ مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال 1 ص 577)

پھر امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر فرمایا کہ جس نے رفع یدین کو بدعت خیال کیا اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب اور سلف اور ان کے بعد والوں پر اعتراض کیا۔ پھر اہل حجاز، اہل مدینہ، اہل مکہ، اہل عراق، اہل شام، اہل یمن اور خراسان کے علماء کے کچھ نام گنے کہ یہ سب حضرات رفع یدین کرتے تھے اور کچھ اہل رائے رفع یدین نہیں کرتے تھے پھر ان کے کچھ نام گنے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے رفع یدین کرنے والوں کی بھرتی بے سند ہی کردی ہے۔ جن سندوں کی بنا پر مذکورہ شہروں کے مقیم حضرات کو رفع یدین کرنے والوں میں شمار کیا گیا ہے، گذشتہ صفحات میں آپ ان سندوں کی حقیقت معلوم کر چکے ہیں کتنی مجروح اور ضعیف سندیں ہیں۔

پھر امام اسی صفحہ پر خود ہی فرماتے ہیں کہ جناب وکیع اور سفیان ثوری اور بعض اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت وکیع ثقہ ثبت جلیل القدر امام ہونے کے ساتھ بخاری شریف کے راوی بھی ہیں اور آپ ترک رفع یدین کے قائل تھے۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری بھی جلیل القدر امام اور بخاری شریف کے راوی آپ بھی ترک رفع یدین کے قائل تھے۔ جیسا کہ امام بخاری نے خود ہی فرمایا ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 47 پر فرمایا کہ کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

امام کا یہ فرمانا بلا دلیل ہے اور حقیقت کے خلاف۔ صحیح سندوں کے

ساتھ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تفصیل کے لئے دیکھیے اس کتاب کا حصہ دوم۔ کتنے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترکِ رفع یدین ثابت ہے۔

پھر حضرت امام نے ص 47 پر دو سندوں سے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث رفع یدین بیان کی۔ اس کا جواب بخاری کی روایات میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 48 پر دو سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث رفع یدین بیان کی۔

اور اسی صفحہ مذکورہ پر فرماتے ہیں کہ وکیع نے یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے العمری سے وہ نافع سے ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ (جزٔ رفع یدین ص 48)

لو جناب خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے مرفوعاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدے کی رفع یدین بھی بیان کر دی ہے جو کہ بخاری کی روایات کے خلاف اور خود غیر مقلدین وہابیہ کے مزاج و عمل کے بھی خلاف ہے۔ سجدوں کے وقت رفع یدین صحیح روایات کے ساتھ ثابت ہے جس کے غیر مقلدین وہابیہ منکر ہیں۔ سجدوں کے وقت رفع یدین کے متعلق اسی کتاب میں بخاری کی روایات کے جوابات میں مفصل گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض یہ روایت خود غیر مقلدین وہابیہ کے خلاف ہے کیونکہ وہ سجدے کے وقت رفع یدین کے منکر ہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ترکِ رفع یدین کی ایک حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض اور روایت بمعہ تفصیل حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وقال وکیع عن ابن ابی لیلیٰ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن ابن ابی لیلیٰ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یرفع الایدی الافی سبعة مواطن فی افتتاح الصلوٰة واستقبال القبلة وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبجمع وفی المقامین وعند الجمرتین. (جزٔ رفع یدین ص49)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ پر، نماز شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا اور مروہ پہاڑی اور عرفات میں مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت۔

امام بخاری علیہ الرحمہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد اس پر ایک اعتراض تو یہ کرتے ہیں کہ: قال شعبة ان الحکم لم یسمع من مقسم الا اربعة احادیث ولیس فیها هذا الحدیث۔ (جزٔ رفع یدین ص52)

شعبہ نے کہا کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ پھر امام فرماتے ہیں کہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محفوظ نہیں ہے اس لئے کہ اصحاب نافع نے نافع کی مخالفت کی ہے۔

اور حکم کی حدیث مقسم سے مرسل ہے۔ضرور روایت کی طاؤس اور ابو حمزۃ نے اور عطاء نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رفع یدین کرتے دیکھا، رکوع کے وقت اور بعد رکوع کے۔

ناظرین گرامی! اس حدیث پر یہ اعتراض ہیں امام بخاری علیہ الرحمہ کے، بقیہ اس کی تفصیل کے بعد عرض کیے جائیں گے۔

پہلے اعتراض کا جواب کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اس پر حضرت امام نے کوئی مضبوط دلیل قائم نہیں فرمائی کہ حکم نے مقسم سے صرف چار احادیث سنی ہیں۔ خالی دعویٰ سے مدعا ثابت نہیں ہوتا دیکھیے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام المحدثین، حضرت ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علی بن مدینی نے فرمایا کہ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ شعبہ نے فرمایا کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔

(ترمذی شریف 1 ص 118 مطبوعہ سعید ایچ ایم)

لو جناب امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو شعبہ سے چار احادیث کے بارے روایت کی ہے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید، حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے علی بن مدینی کے واسطے سے وہ یحییٰ بن سعید سے اور وہ شعبہ سے پانچ احادیث روایت کرتے ہیں کہ حکم نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں۔ جب چار کا مفروضہ ہی ختم ہوگیا اور اس میں اختلاف واقع ہوگیا تو اس کی بنیاد بھی ختم ہوگئی جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے قائم فرمائی تھی۔

پانچ احادیث کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ دیکھیے تہذیب التہذیب 1 ص 579 مطبوعہ بیروت لبنان۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے۔ غیر مقلدین کا علامہ محدث مفسر نواب صدیق

حسن خاں نزل الابرار ص 44 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کی سند کو جید فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مرفوع حدیث جو سند جید کے ساتھ ہے۔ ان کے فتویٰ کے مطابق بھی ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ 1 ص 236 پر۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لاترفع الایدی الا فی سبع مواطن واذا قام الی الصلوٰۃ واذا رای البیت وعلی الصفا والمروۃ وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار۔

ترجمہ: بیان کیا ہم سے ابن فضیل نے انہوں نے عطاء سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے سوائے سات مقام کے۔ نماز کے شروع کرتے وقت، اور بیت اللہ کی زیارت کے وقت اور صفا پہاڑی پر اور مروہ پر اور وقوف عرفہ کے وقت، وقوف مزدلفہ کے وقت اور رمی جمار کے وقت۔

اس سند کے تمام راوی صحیح بخاری شریف کے راوی ہیں اور ثقہ ثبت ہیں۔ جب اس موقوف اثر کی جس کی سند ثقہ ہے ابن عباس کی مرفوع حدیث کو تائید حاصل ہے تو پھر اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کا شاہد ہے۔ تو جب حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرفوع شاہد اور ایک موقوف اثر سے تائید حاصل ہے تو پھر اس کے صحیح ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تو ان دونوں حدیثوں کو عن ابن عباس، عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیقا بیان کیا ہے۔ اب یہ

دونوں حدیثیں بمعہ تفصیل اسناد پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں مرفوعاً۔

حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبة ثنا محمد بن عمران ابن ابی لیلٰی حدثنی ابی ثنا ابن ابی لیلٰی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن حین یفتتح الصلوٰة وحین یدخل المسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروة وحین یقف مع الناس عشیة عرفة وبجمع و المقامین حین یری الجمرة. (طبرانی کبیر 11 ص 304-305 مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات مقامات پر جب نماز شروع کی جائے اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے بیت اللہ پر نظر پڑے اور جب صفا پر مروہ پہاڑی پر کھڑا ہو اور عرفہ میں بعد از زوال جب لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت اور جمرتین کی رمی کرتے وقت۔

اس سند کا پہلا راوی محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ہے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں۔ **کان کثیر الحدیث واسع الروایة ذا معرفة وفهم۔** یہ کثیر الحدیث، وسیع الروایات ہے اور صاحب معرف اور صاحب فہم ہے۔

ابوعلی صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے۔ جب عبدان سے اس راوی کے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم تو اس کے بارے خیر ہی جانتے ہیں۔ تاریخ بغداد 3 ص 42-43

علامہ ذہبی میزان میں کہتے ہیں۔ **الکوفی الحافظ...... وکان**

بصيرا بالحديث والرجال، له تواليف مفيده، وثقه صالح جزرة، وقال ابن عدى لم ارله حديثا منكرا وهو علٰى ماوصف لى عبدان، لاباس به۔ (میزان الاعتدال 3 ص 642)

یہ حافظ ہے اور حدیث اور نقد رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اور اس کی کئی مفید تالیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ہے اور ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی وہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ (یعنی ثقہ ہے) اس کی حدیث میں کوئی حرج نہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وكان عالما بصيرابالحديث والرجال له تواليف مفيدة وثقه صالح جزرة وقال ابن عدى لم ارله حديثا منكر وهو علٰى ماوصف لى عبدان لاباس به۔

یہ عالم ہے حدیث اور رجال میں بصیرت رکھنے والا ہے اس کی مفید تصنیفات ہیں۔ صالح جزرہ نے اس کی توثیق کی ابن عدی نے کہا کہ میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی اور یہ میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح عبدان نے اس کا وصف بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ (دلیل پکڑنے میں) کوئی حرج نہیں۔

اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔

عبدالمومن بن خلف نے کہا کہ صالح بن محمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے کہا یہ ثقہ ہے۔

مسلمہ بن قاسم نے کہا۔ اس کے ساتھ کوئی ڈر نہیں لوگوں نے اس سے لکھا ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس راوی کو ترک کیا ہو۔

(ملخصا لسان المیزان 5 ص 280-281)

باقی رہا عبداللہ بن خراش نے اس راوی کو کہا ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ عبداللہ بن خراش خود بے چارا ضعیف ہے اس کی جرح کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔

علامہ ذھبی لکھتے ہیں کہ: دار قطنی نے عبداللہ بن خراش کو ضعیف کہا ہے اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے ابو حاتم نے کہا ہے یہ ذاھب الحدیث ہے۔ امام بخاری نے فرمایا یہ منکر الحدیث ہے، ہشام بن یوسف نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے۔ (میزان الاعتدال 2 ص 413-414)

تو جو خود متکلم فیہ ہے اس کی جرح کا کیا اعتبار ہے۔

باقی امام دار قطنی نے جو یہ کہا ہے کہ یقال انہ اخذ کتاب نمیر فحدث بہ کہ کہا گیا ہے کہ اس نے نمیر کی کتاب پکڑی اور حدیث بیان کرنی شروع کر دی۔ اس کو دار قطنی نے صیغہ تمریض کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کہا گیا ہے۔ اس کا قائل کون ہے وہ کیسا تھا کچھ معلوم نہیں۔ یہ جرح بھی مردود ہے۔

برقانی نے جو یہ کہا ہے کہ ہم ہمیشہ یہی سنتے رہے کہ وہ اس کا ذکر کرتے رہے کہ اس میں قدح کی گئی ہے۔ وہ قدح کرنے والے کون تھے ان کے نام معلوم نہیں۔ لہذا مجہول بات کی بنا پر جرح کا کیا اعتبار ہے اور وہ جو مطین نے جرح کی ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو آئے کھا جاتا ہے۔ (یعنی ہر قسم کی روایات کرتا ہے) تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مطین سے اس محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کا مناظرہ ہوا تھا جس کی وجہ سے مطین اس سے تعصب رکھتا تھا تو جو جرح تعصب کی بنا پر ہو وہ سب کے نزدیک مردود ہوتی ہے۔ اس مناظرہ کا ذکر خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں کیا ہے۔ (3 ص 43-44)

اس تعصب کا ذکر حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان 5 ص 281

پر بھی کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا کہ میں واقف ہوں اس تعصب پر جو مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کے درمیان واقع ہے پس صحیح بات یہی ہے کہ ان دونوں کی بات ان میں سے کسی کے بارے میں بھی قبول نہ کی جائے۔

ابو نعیم نے کہا کہ میں نے موسیٰ بن اسحاق کو دیکھا ہے وہ بھی ابن مطین کی مثل ہے اس معنی میں۔ وہ محمد بن عثمان پر طعن تو نہیں کرتا تھا مگر مطین کی ثنا کرتا تھا۔ (ملخصاً لسان المیزان 5 ص 281)

پس واضح ہو گیا کہ مطین کی جرح بھی اس پر مردود ہے۔

تو ناظرین گرامی! قدر اس تفصیلی گفتگو سے واضح ہو گیا کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ثقہ ہے اور اس پر جرح درست نہیں ہے۔

اس حدیث کا دوسرا راوی محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ کان من خیار الناس۔ کئی لوگوں سے بہتر ہے۔ ابو حاتم نے کہا سچا ہے، ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ مسلمہ بن قاسم نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 4،2 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا تیسرا راوی ہے عمران بن ابی یلیٰ۔ حافظ بن حجر عسقلانی کہتے ہیں۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات کہ ابن حبان نے آپ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 4 ص 4،4 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کا چوتھا راوی ہے ابن ابی لیلیٰ۔ محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کے متعلق اگرچہ ائمہ ناقدین مختلف ہیں تاہم اس کی توثیق اور اس کا سچا ہونا بھی ثابت ہے۔ امام جرح و تعدیل علامہ ذھبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں اس پر جرح و تعدیل کرنے کے بعد فیصلہ اس طرح دیتے ہیں کہ اس کی حدیث درجہ حسن

میں ہے۔ تذکرۃ الحفاظ 1 ص 129 مطبوعہ بیروت لبنان۔

طبرانی کبیر کا محشی حمیدی عبدالمجید سلفی جو کہ ناصر الدین البانی غیر مقلدین وہابی کا شاگرد ہے وہ حاشیہ میں امام نور الدین ہیثمی کی مجمع الزوائد کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ امام ہیثمی نے فرمایا۔ حدیثہ حسن ان شآء اللہ۔ مجمع الزوائد 3 ص 238 کہ محمد بن ابی لیلیٰ کی حدیث حسن ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب امام ذھبی جیسا ناقد اس کی حدیث کو حسن کہتا ہے تو پھر غیر مقلدین کی کون سنتا ہے۔ پھر ابن حجر عسقلانی کے استاذ الحدیث امام نور الدین ہیثمی بھی اس کی حدیث کو حسن درجہ دیتے ہیں تو پھر انکار سوائے تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ترمذی شریف میں کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف 1 ص 185 وغیرہ۔

اسی لئے تو غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالی کو بھی اس حدیث کی سند کو جید کہنا پڑا جیسا گذشتہ صفحات میں درج ہو چکا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی حکم بن عیتبہ ہے یہ بھی ثقہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

عباس دوری کہتے ہیں یہ صاحب عبادت اور صاحب فضیلت ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کوفہ میں ابراہیم اور شعبی کے بعد حکم اور حماد کی مثل نہیں ہے۔ ابن مھدی نے کہا حکم بن عتیبہ ثقہ ثبت ہے۔ ابن معین، ابوحاتم، نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ نسائی نے یہ بات زیادہ کہی ہے کہ یہ ثبت بھی ہے۔

عجلی نے کہا ابراہیم کے فقیہ شاگردوں سے ہے اور صاحب سنت واتباع ہے ابن سعد نے کہا ثقہ ہے ثقہ ہے فقیہ ہے عالم ہے بلند شان اور کثیر الحدیث ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہا ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 1 ص 578-579 مطبوعہ بیروت لبنان)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے تہذیب کے 1 ص 579 پر اس کو مدلس قرار دیا ہے اور مدلس جب عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں ہوتی روایت مذکورہ بالا میں بھی حکم نے مقسم سے عن کے ساتھ ہی روایت کی ہے لہٰذا یہ بھی حجت نہیں۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانی نے طبقات المدلسین میں مدلسین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے طبقہ کی تدلیس بہت ہی کم ہے بالاتفاق قبول ہے۔ دوسرے طبقہ کی تدلیس کو بھی ائمہ نے قبول کیا ہے اور تیسرے طبقہ کے مدلسین جب تک سماع کی صراحت نہ کریں وہ قبول نہیں۔ حکم بن عتیبہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے دوسرے طبقہ کے مدلسین میں شمار کیا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے قبول کیا ہے۔

دیکھئے طبقات المدلسین ص 30 مطبوعہ مکتبۃ السلفیہ لاہور۔

لہٰذا اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ حکم کی تدلیس مضر نہیں ہے۔

اس سند کا چھٹا راوی مقسم ہے۔

قال ابو حاتم صالح الحدیث لاباس بہ۔ ابو حاتم نے کہا اس کی حدیث اچھی ہے کوئی حرج نہیں۔

قال ابن شاہین فی الثقات قال احمد بن صالح المصری ثقۃ ثبت لاشک فیہ۔ ابن شاہین نے ثقات میں کہا کہ احمد بن صالح مصری نے کہا یہ راوی ثقہ ثبت ہے۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں۔

قال العجلی مکی تابعی ثقۃ وقال یعقوب بن سفیان والدار قطنی ثقۃ، عجلی نے کہا یہ تابعی ہے اور ثقہ ہے یعقوب بن سفیان اور دارقطنی نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 528-529 مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سند کے ساتویں راوی صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بالاتفاق جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل، سچے اور دین کے پیشوا ہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس حدیث کا ایک متابع طبرانی کبیر 11 ص 358 پر موجود ہے اس کی سند میں نہ حکم ہے نہ مقسم۔

امام طبرانی فرماتے ہیں۔

حدثنا احمد بن شعیب ابو عبدالرحمن النسائی انا عمرو بن یزید ابو برید الجرمی ثنا سیف بن عبیداللہ ثنا ورقاء عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال. السجود علی سبعة اعضاء الیدین، والقدمین والرکبتین، والجبهة، ورفع الایدی، واذا اقیمت الصلوة.

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ تو سات اعضاء پر کیا جائے گا، دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں، دونوں گھٹنوں اور پیشانی پر اور رفع یدین کیا جائے گا بیت اللہ کی زیارت کے وقت، صفا پر اور مروہ پر اور عرفہ میں اور مزدلفہ میں اور رمی جمار کے وقت اور جب نماز شروع کی جائے گی۔ اگرچہ عطاء بن سائب پر تغیر حفظ کی وجہ سے کلام ہے وہ مضر نہیں کیونکہ یہ روایت بطور متابعت پیش کی ہے اور متابع کے لئے صحیح ہونا کوئی شرط نہیں کما تقرر فی الاصول۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا ایک شاہد بھی ہے، جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 416 مطبوعہ مکتبہ حقانی ملتان۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر

اعتراضات صحیح نہیں ہیں بلکہ یہ حدیث قابل استناد ہے اور اس کی سند جید ہے۔
پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کا اعتراض اس حدیث پر درست نہیں ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس پر ایک اور اعتراض فرمایا جو کہ جزٔ رفع یدین کے ص 52 پر مذکور ہے کہ اس اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو جائے تو پھر عیدین میں رفع یدین، نماز استسقاء میں رفع یدین، قنوت وتر میں رفع یدین کیوں کیا جاتا ہے، یہ اعتراض تقریباً صفحہ 52-57 تک کیا ہے تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ: حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔(۱) نماز (۲) حج شریف

اب بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں سوائے افتتاح نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور حج میں ان مذکورہ مقامات کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔ جب نماز کی ابتداء میں رفع یدین کا ذکر فرما دیا تو نماز میں باقی مقامات کی رفع یدین ضرور منع ہو گی۔ جس کی زد میں رکوع اور بعد رکوع اور سجدوں کی رفع یدین ضرور آتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز اور حج کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہ کیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں میں یعنی نماز اور حج میں کہاں کہاں رفع یدین کیا جائے تو اس کی حدیث میں وضاحت موجود ہے کہ سوائے شروع نماز کے رفع یدین نہ کیا جائے اور باقی چھ مقام حج میں ذکر فرمائے۔ لہٰذا امام علیہ الرحمہ کا یہ اعتراض بھی درست نہیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٔ رفع یدین کے ص 57 پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا رکوع کے وقت۔

حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بالتفصیل، ابن ماجہ کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان فرمایا۔

اس کا جواب بھی بخاری شریف کی روایات میں گزر چکا ہے۔ پھر حضرت امام علیہ الرحمہ نے ص 58 پر اثرِ مجاہد ذکر فرما کر اس کا مخالف اثر بیان کیا وہ بھی بے سند۔

اثرِ مجاہد:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ **والذی قال ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال مارایت ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما یرفع یدیه فی شئی من الصلوٰة الافی التکبیرة الاولیٰ۔**

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی بھی رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے تکبیر افتتاح کے۔

نوٹ:- اس کی سند ثقہ ہے اور یہ اثر صحیح السند ہے اس اثر کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے اسی کتاب کا دوسرا حصہ۔

اثرِ مجاہد نقل کرنے کے بعد امام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مجاہد کی مخالفت کی گئی ہے۔

قال وکیع عن الربیع بن صبیح قال رأیت مجاهدا یرفع یدیه وقال عبدالرحمن بن مهدی عن الربیع رایت مجاهد ایرفع یدیه اذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع وقال جریر عن لیث عن مجاهد انه کان یرفع یدیه وهذا احفظ عند اهل العلم.

کہا وکیع نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا آپ رفع یدین

کرتے تھے۔ کہا عبدالرحمٰن بن مہدی نے ربیع بن صبیح سے کہ میں نے دیکھا کہ مجاہد رفع یدین کرتے تھے۔

اور کہا جریر نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے کہ ہے بے شک آپ رفع یدین کرتے تھے اور یہ زیادہ محفوظ ہے اھل علم کے نزدیک۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ اثر یہاں پر تعلیقاً بیان کیا ہے، مکمل سند بیان نہیں فرمائی گذشتہ اوراق میں اس کو مکمل سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے وہیں پر اس کی تفصیل بھی درج کر دی ہے تاہم کچھ اور بھی عرض کیا جاتا ہے۔

وکیع اور عبدالرحمٰن بن مہدی کے اثر کا مدار۔ ربیع بن صبیح پر ہے اور وہ ضعیف ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کان القطان لا یرضاہ قال ابن المدینی ھو عندنا صالح ولیس بالقوی وقال ابن معین والنسائی ضعیف قال الفلاس سمعت عفان یقول احادیث الربیع مقلوبۃ کلھا۔ (میزان الاعتدال 2 ص 41-42)

یحیٰ قطان اس سے راضی نہیں تھے، ابن المدینی نے کہا ہے نیک لیکن قوی نہیں ہے۔ ابن معین اور نسائی نے کہا یہ ضعیف ہے۔ فلاس نے کہا کہ میں نے عفان سے سنا کہتے تھے ربیع کی تمام احادیث مقلوبہ ہیں۔

اس وضاحت سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکِ رفع یدین کے اثر کی مخالفت کی بنیاد جس بنا پر قائم کی گئی ہے وہ بنیاد ہی انتہائی کمزور ہے، مجروح سند کے ساتھ۔ صحیح سند کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا حضرت مجاہد کا اثر جو کہ صحیح السند ہے جس کے تمام راوی بخاری کے ہیں۔ جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترک رفع یدین ہے سوائے تکبیر افتتاح کے یہ اثر اپنی جگہ پر قائم ہے۔

پھر جریر نے لیث سے اس نے مجاہد سے رفع یدین بیان کیا ایک تو اس کی مکمل سند ہی نہیں یہ تعلیق ہے۔ دوسرا یہ کہ اس تعلیق میں بھی لیث مجروح ہے۔ لہٰذا یہ تو ثابت نہ ہوا۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ص 58 پر ہی فرمایا کہ صدقہ نے کہا ابوبکر بن عیاش کا آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور وہ جو ربیع اور لیث نے بیان کیا ہے زیادہ بہتر ہے حالانکہ طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار وغیرہم نے کہا کہ ہم نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے۔

ابوبکر بن عیاش پر امام کا اعتراض بالکل بے جا ہے کیونکہ یہ صحیح بخاری کا راوی ہے صحیح بخاری میں بطریق احمد بن یونس عن ابی بکر بن عیاش ہے، دیکھئے بخاری 2 صفحہ 725 اسی سند کے ساتھ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار 1 ص 163 پر حدیثِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کیا ہے، جو کہ ترک رفع یدین والی ہے۔

اب امام بخاری علیہ الرحمہ خود اس کو صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہیں اور بطریق احمد بن یونس اس سے استدلال کرتے ہیں اور جب احناف بطریق احمد بن یونس ابوبکر بن عیاش سے استدلال کرتے ہیں تو یہ کیوں ضعیف ہو جاتا ہے، شاید اس لئے کہ اس نے ترک رفع یدین کی روایت بیان کر دی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر یہ اس روایت میں ضعیف ہے تو پھر بخاری شریف کی ان تمام روایات کو بھی ضعیف کہا جائے جن کی سندوں میں ابوبکر بن عیاش ہے۔ اگر بخاری شریف میں ثقہ ہے تو پھر اس ترکِ رفع یدین کی روایت میں بھی یہ ثقہ ہے اور اس کی سند صحیح ہے باقی رہا طاؤس، سالم، نافع، ابوزبیر، محارب بن دثار کا دیکھنا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ اس مقام پر امام بخاری رحمتہ

اللہ علیہ نے یہ جو سب کہا ہے بے سند کہا ہے۔ جہاں گذشتہ اوراق میں امام نے ان کی سندیں بیان کیں ہیں وہاں ان پر مکمل جرح کر کے ضعیف بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ تفصیل گذشتہ اوراق میں ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزٗ رفع یدین کے ص 60 پر ایک اثر نقل کیا جس میں صرف بوقت رکوع حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا رفع یدین کرنا مروی ہے، اس کی سند اس طرح ہے۔

قال مبشر بن اسماعیل، ثنا تمام بن نجیح قال..........

اس کی سند میں تمام بن نجیح ضعیف ہے۔

خود حضرت امام بخاری ہی فرماتے ہیں۔ فیہ نظر کہ اس میں نظر ہے:

قال ابن عدی عامة مایرویه لا یتابعه علیه الثقات وهو غیر ثقة قال ابو حاتم ذاهب الحدیث قال ابو زرعة ضعیف وقال ابن حبان روی اشیاء موضوعة عن الثقات۔ (میزان الاعتدال 1 ص 359)

ابن عدی نے کہا کہ عام طور پر جو یہ روایات بیان کرتا ہے ثقات اس کی متابعت نہیں کرتے اور یہ ثقہ نہیں ہے۔ ابو حاتم نے کہا حدیث کو لے جانے والا ہے۔ ابو زرعہ نے کہا یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا ثقہ راویوں سے من گھڑت چیزیں بیان کرتا ہے۔ تو من گھڑت چیزیں بیان کرنے والے کی بات کب قابل قبول ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ اثر بھی من گھڑت ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث بیان فرمائی جس میں بوقت رکوع، بعد رکوع رفع یدین کا ذکر ہے۔ اس حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفصل جواب بخاری شریف کی روایات میں بیان ہو چکا ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صفحہ مذکورہ پر ہی یہ اثر نقل فرمایا۔

حدثنا موسی بن اسماعیل لنا حماد بن سلمة عن یحییٰ بن ابی اسحاق قال رأیت انس بن مالک یرفع یدیه بین السجدتین.

(جزء رفع یدین ص 60)

یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔

یہ اثر خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے خلاف ہے کہ اس میں دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کا ذکر ہے۔ غیر مقلدین حضرات اس کے سخت مخالف ہیں بلکہ اس کو خلاف سنت سمجھتے ہیں حالانکہ حضرت امام بخاری ہی اس کو بیان کرنے والے ہیں کہ حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ حالانکہ اس کی سند بھی ثقہ ہے اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات کا اس پر عمل نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا راوی موسیٰ بن اسماعیل ہے۔

ابن معین نے کہا یہ ثقہ مامون ہے، ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ابن معین سے سنا وہ ابو سلمہ کی تعریف کرتے تھے۔ (ابو سلمہ اس راوی کی کینت ہے) ابو حاتم نے کہا کہ میں نے ابو الولید طیالسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ موسیٰ بن اسماعیل ثقہ ہے، سچا ہے، ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مضبوط رایوں میں سے ہے۔ عجلی نے کہا بصری ثقہ ہے۔ (ملخصا۔ تہذیب التہذیب 5 ص 557)

ثابت ہو گیا کہ یہ راوی ثقہ ثبت ہے۔

دوسرا راوی حماد بن سلمہ ہے۔ اسحاق بن منصور نے ابن معین سے اس کا ثقہ ہونا بیان کیا ہے۔ ابن المدینی نے کہا کہ ثابت کے شاگردوں میں اس سے زیادہ ثبت کوئی نہیں ہے، شہاب بن معمر بلخی نے کہا کہ حماد بن سلمہ ابدالوں میں سے گنے جاتے تھے۔ ابن المدینی نے کہا جو شخ حماد بن سلمہ میں کلام کرے تو اس کو دین میں تہمت والا جانو۔ ساجی نے کہا یہ حافظ ثقہ مامون ہے ابن سعد نے کہا یہ ثقہ کثیر الحدیث ہے۔ عجلی نے کہا یہ ثقہ ہے نیک آدمی ہے۔ اس کی حدیث حسن ہے اور کہا اس کے پاس ایک ہزار حدیث حسن ہے جو کہ اس کے غیر کے پاس نہیں ہے۔ (ملخصا: تہذیب التہذیب 2 ص 11-12)

پس واضح ہو گیا کہ یہ راوی بھی ثقہ ہے۔

اس کا تیسرا راوی یحیٰ بن ابی اسحاق ہے۔ یہ بھی زبردست ثقہ ہے۔ عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے پوچھا عبدالعزیز بن صہیب اور یحیٰ بن ابی اسحاق میں سے زیادہ ثقہ کون ہے تو آپ نے کہا کہ دونوں ہی ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ راوی ثقہ ہے۔ نسائی نے کہا یہ ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس راوی کے ساتھ کوئی ڈر نہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 115 مطبوعہ بیروت لبنان)

ناظرین گرامی! آپ نے دیکھا کہ اس اثر کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ اثر صحیح السند ہے جس میں مذکور ہے کہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ لیکن غیر مقلدین حضرات اس صحیح السند اثر پر بالکل عامل نہیں بلکہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کو خلاف سنت جانتے ہیں اس اثر کے بعد امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث اولیٰ ہے۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ معاذ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق نہیں تھی۔ پھر حضرت امام نے ص 60 پر ہی ایک اثر حضرت سالم کا نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت زیادہ اتباع کے لائق ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہی زیادہ اتباع کے لائق ہے، بھلا اس میں کسی مسلمان کو کیا اختلاف ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت مجاہد کا فرمان نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی بات نہیں چھوڑی جا سکتی۔ بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی پیروی اور اطاعت ہی میں نجات ہے اس میں کسی مسلمان کو کیا تردد ہو سکتا ہے۔

پھر امام نے ص 60-61 پر ایک روایت نقل کی جو اس طرح ہے۔

حدثنا فديك بن سليمان ابو عيسٰى قال سالت الاوزاعي قلت ياابا عمر و ماتقول في رفع الايدي مع كل تكبيرة وهو قائم في الصلوٰة قال ذلك الامر الاول.

ترجمہ: فدیک بن سلیمان ابوعیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے (امام) اوزاعی سے پوچھا اے ابوعمرو آپ اس رفع یدین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں ہر تکبیر کے ساتھ کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ پہلے والا کام ہے۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ رفع یدین یہ پہلے والا کام ہے۔ بعد والا ترکِ رفع

یدین ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جز رفع یدین کے ص 61 پر نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی چند روایات بیان فرمائی ہیں۔ پہلی روایت اس طرح ہے۔

حدثنا محمد بن عرعرة ثنا جریر بن حازم قال سمعت نافعا قال کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا کبر علی الجنازة رفع یدیہ.

جناب نافع نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب جنازہ پر تکبیر کہی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی وضاحت نہیں ہے، تو اگر اس سے پہلی ہی رفع یدین مراد ہے یعنی ابتداء کے وقت کی تو اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ تاہم اس کی سند میں جریر بن حازم پر کچھ کلام ہے۔

اگرچہ کئی حضرات نے اس کی ثقات بھی بیان کی لیکن اس کے متعلق امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جریر کثیر الغلط ہے کہ یہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے ثقہ لیکن غلطی بھی کر جاتا ہے۔ ساجی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے ایسی احادیث بیان کی ہیں جن میں اسے وھم ہوا ہے اور یہ احادیث اس کی مقلوبہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے کہا اسے کچھ وھم بھی ہو جاتا ہے۔ ازدی نے کہا ہے سچا لیکن اس نے مصر میں ایسی احادیث بیان کی ہیں جو مقلوبہ ہیں اور یہ خود حافظ نہیں تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقہ لیکن آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

(ملخصا: تہذیب التہذیب 1 ص 366-367 مطبوعہ بیروت لبنان)

امام ذھبی علیہ الرحمہ نے میزان میں فرمایا کہ:

قال البخاری ربما یھم فی الشئی. میزان الاعتدال 1 ص 393

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کبھی اس کو کچھ وہم بھی ہو جاتا ہے۔

پھر اسی صفحہ مذکورہ پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور اثر نقل فرمایا۔ جو اس طرح ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ بن ادریس قال سمعت عبداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ علی الجنازۃ و اذا قام من الرکعتین.

(جزء رفع یدین ص 61 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

ترجمہ: جناب نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے اور جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے (تو بھی رفع یدین کرتے)۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس کی سند اس طرح ہے کہ عبداللہ بن ادریس نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ اس سند میں عبداللہ جس نے نافع سے روایت کی ہے یہ مجہول ہے، سند میں عبداللہ ہے اور نیچے محشی کہتا ہے کہ یہ عبداللہ نہیں بلکہ عبید اللہ ہے۔ جب راوی کا تعین ہی نہ ہو سکا اور اس کے تعین میں ہی اختلاف ہے تو پھر اس روایت کو صحیح کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اثر موقوف ہے اور عند الوہابیہ موقوفاتِ صحابہ حجت نہیں لہٰذا یہ بھی غیر مقلدین کے لئے نافع نہ ہوا۔

حالانکہ ترمذی شریف میں 1 ص 206 پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین فرماتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھ لیتے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 61 پر ہی ایک

اور سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت فرمائی جو اس طرح ہے۔

قال احمد بن یونس ثنا یحییٰ بن سعید ان نافعا اخبرہ ان عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیہ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نماز جنازہ پڑھی تو رفع یدین کیا۔

اس روایت میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر نہیں۔

تاہم اس کی پوری سند بھی مذکور نہیں کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی احمد بن یونس سے ملاقات ثابت نہیں جب اس کی سند ہی مکمل نہیں تو پھر اس سند کو صحیح کیسے کہا جا سکتا ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ہی ایک مقطوع اثر نقل کیا ہے کہ عمر بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ابی حام کو دیکھا انہوں نے جنازہ پر تکبیر کہی اور رفع یدین کیا ہر تکبیر میں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک موقوفات صحابہ اور مقطوع روایات جب حجت ہی نہیں تو اس سے ان کو کیا فائدہ۔

حضرت امام نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک یہ اثر نقل کیا ہے کہ موسیٰ بن دہقان نے کہا کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا انہوں نے جنازہ پر نماز پڑھی رفع یدین کیا پہلی ہی تکبیر میں۔

اس روایت میں صرف پہلی ہی رفع یدین کا ذکر ہے۔ جس پر ہمارا عمل ہے البتہ وہابیہ اس کے برخلاف ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے ہیں۔ پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس صفحہ مذکورہ پر ایک اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا علی بن عبداللہ و ابراہیم بن المنذر قالا ثنا معن بن عیسیٰ ثنا ابو الغصن قال رأیت نافع بن جبیر یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ

علی الجنازۃ۔ (جزء رفع یدین ص 61 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ابو الغصن ثابت بن قیس نے کہا کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ مقطوع اثر ہے جو کہ خود وہابیہ کے نزدیک حجت نہیں ہے۔ پھر اس کی سند بھی محفوظ نہیں۔ اس کی سند میں ایک راوی ابو الغصن ثابت بن قیس ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے لیکن ابن معین نے کہا کہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ ابو داؤد نے کہا اس کی حدیث قوی نہیں ہے۔ حاکم نے کہا یہ حافظ نہیں ہے اور نہ ہی ضبط والا ہے۔ ابن حبان نے ضعفاء میں کہا یہ قلیل الحدیث کثیر الوہم ہے۔

(ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 333-334)

ابن حبان نے کتاب المجروحین میں کہا کہ۔

کان قلیل الحدیث کثیر الوهم فیما یروی، لایحتج بخبره اذا لم یتابعه غیره علیه. سئل یحیٰی بن معین عن ثابت بن قیس ابی الغصن فقال ضعیف۔ (کتاب المجروحین 1 ص 239)

یہ قلیل الحدیث، کثیر الوہم ہے اس میں جو اس نے روایت کی ہے اس کی حدیث کے ساتھ حجت نہ پکڑی جائے جب تک کوئی اس کا متابع موجود نہ ہو۔ یحیٰی بن معین سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ راوی ضعیف ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ اس کی سند بھی مجروح ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 62 پر ایک مقطوع اثر اس طرح نقل کیا ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی ثنا الولید بن مسلم قال سمعت

الاوزاعی عن غیلان بن انس قال رأیت عمر بن عبدالعزیز یرفع یدیه مع کل تکبیرة یعنی علی الجنازه۔

(جز رفع یدین ص 62 مطبوعہ جلال پور پیروالہ)

ترجمہ: غیلان بن انس نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو دیکھا نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مقطوع اثر خود غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک حجت نہیں۔ پھر اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ ضعیف ہے۔

قال المروزی عن احمد، کان الولید کثیر الخطاء۔

امام احمد سے روایت ہے کہ ولید بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

جناب حنبل نے ابن معین سے بیان کیا ہے کہ ابن معین نے کہا کہ میں نے ابومسھر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ولید، اوزاعی کی حدیث ابوالسفر سے لیتا تھا اور ابو السفر کذاب ہے۔ یہ مذکورہ بالا حدیث بھی ولید نے اوزاعی ہی سے، بیان کی ہے۔

امام احمد نے کہا کہ اس پر احادیث مختلط ہو گئیں تھیں جو اس نے سنی تھیں وہ بھی اور جو نہیں سنی تھیں وہ بھی۔ اس کی کئی احادیث منکر ہیں۔

(تہذیب التہذیب 6 ص 99-100 مطبوعہ بیروت لبنان)

پھر اس کی سند میں محمد بن مثنیٰ ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم صالح بن محمد نے کہا ہے سچا لیکن اس کی عقل میں کچھ خرابی تھی۔ (تہذیب التہذیب 5 ص 272)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اسی صفحہ مذکورہ پر ایک مکحول کا اثر نقل کیا ہے جو اس طرح ہے۔

حدثنا علی بن عبدالله ثنا زید بن الحباب ثنا عبدالله بن

العلاء قال رایت مکحولا یصلی علی الجنازۃ یکبر علیها اربعا ویرفع یدیه مع کل تکبیرۃ۔ (جزء رفع یدین ص62)

ترجمہ: عبداللہ بن علا نے کہا کہ میں نے مکحول کو دیکھا جنازے پر نماز پڑھتے تو چار تکبیریں کہتے اور رفع یدین ہر تکبیر کے ساتھ کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں ہے۔ پھر یہ کہ مکحول جس کا فعل ذکر کر گیا ہے وہ خود متکلم فیہ ہے۔ امام ذھبی نے کہا کہ مکحول کو کئی حضرات نے ثقہ کہا ہے اور ابن سعد نے کہا ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ذھبی کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں یہ مکحول صاحب تدلیس ہے اور قدری مذہب کے ساتھ رمی کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ قدری تھا پھر اس نے رجوع کر لیا۔ (میزان الاعتدال 4 ص 177-178)

پھر اس کی سند میں زید بن حباب ہے اگرچہ ثقہ ہے تاہم معاویہ بن صالح نے کہا کہ یہ راوی کثیر الخطا ہے۔ ابن حبان نے اس کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ غلطی کرتا ہے۔ (ملخصا تہذیب التہذیب 2 ص236)

پھر اس کی سند میں صالح بن عبید ابو مصعب ہے اس کے متعلق امام ابو حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔ ابن حبان نے اگرچہ اس کو ثقات میں داخل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب 2 ص535)

امام ابن جوزی نے کہا کہ **قال ابو حاتم الرازی مجهول۔**
(کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2 ص49)

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 62 پر ایک اثر امام زھری کا نقل فرمایا کہ امام زھری علیہ الرحمہ۔ نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے

ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔

یہ اثر بھی مقطوع ہے جو کہ خود غیر مقلد وہابیہ کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے۔ ہمارے خلاف کیسے پیش کیا جا سکتا ہے۔ پھر حضرت امام نے اسی صفحہ مذکورہ پر یہ اثر نقل فرمایا کہ حماد نے کہا کہ میں نے ابراہیم (نخعی) سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ پہلی تکبیر میں ہی رفع یدین کیا جائے۔

یہ اثر خود غیر مقلدوں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں صرف پہلی ہی تکبیر کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص63 پر یہ فرمایا کہ:

وخالفه محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله ان ابا بكر وعمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال البخارى و حديث الثورى اصح عند اهل العلم مع انه قدروى عن عمر رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من غيروجه انه رفع.

ترجمہ: اور مخالف بیان کیا اس کو محمد بن جابر نے حماد سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بے شک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے تکبیر افتتاح کے)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری کی حدیث اہل علم کے نزدیک زیادہ صحیح ہے حالانکہ روایت کی گئی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ آپ نے رفع یدین کیا۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ اس پر اعتراض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو

وکیع نے سفیان سے روایت کی انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم سے پوچھا رفع یدین کے متعلق تو انہوں نے فرمایا کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے۔ یہ روایت زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جو محمد بن جابر نے روایت کی ہے اپنی سند سے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے سفیان کی روایت کو محمد بن جابر کی روایت سے زیادہ صحیح کیا ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ محمد بن جابر کی روایت بھی صحیح ہے لیکن سفیان کی روایت زیادہ صحیح ہے، باقی رہا کہ حضرت امام نے سفیان ثوری کی روایت کو ترجیح دی ہے تو ترجیح کا حق سب کو حاصل ہے اپنے اپنے دلائل سے سب ترجیح دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جو سفیان ثوری کے اثر مقطوع کو ترجیح دی ہے تو یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جزء رفع یدین کے اس ص 63 پر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کا ایک کلمہ بھی بیان نہیں کیا غیر مقلدین حضرات اس سے عبرت حاصل کریں جو کہ محمد بن جابر پر جرح کرتے کرتے کئی ورق سیاہ کر ڈالتے ہیں اگر محمد بن جابر کی حدیث بالکل ہی غلط ہوتی یا کوئی حیثیت نہ ہوتی تو حضرت امام کو ترجیح دینے کی کیا ضرورت تھی آپ جرح ہی محمد بن جابر پر کرتے تاکہ محمد بن جابر کا ضعیف ہونا ثابت ہو جاتا اور ترجیح کی ضرورت ہی نہ رہتی مگر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے محمد بن جابر پر جرح کرنے کی بجائے اس کی حدیث پر حضرت سفیان کی حدیث کو ترجیح ہے یعنی زیادہ صحیح کہا ہے۔ تو جب سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے تو پھر محمد بن جابر کی حدیث صحیح ٹھہری۔

نوٹ:- محمد بن جابر کی حدیث کی توثیق اس کتاب کے حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حضرت امام نے بغیر کسی سند کے مجھول صیغہ کے ساتھ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا۔

جب اس کی سند ہی بیان نہیں کی تو پھر اس بے سند بات کا کیا اعتبار ہے نہ ہی اس میں یہ بیان کیا کہ کتنے مقام پر کرتے تھے۔ البتہ حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سنن الکبریٰ کے 2 ص 74 پر باسند بیان کی ہے لیکن اس میں مجہول راوی ہیں جن کا کوئی علم نہیں کہ وہ کون اور کیسے تھے۔ اس کی سند جو امام بیہقی نے بیان کی ہے۔ اس میں حکم نے رجلا بیان کیا ہے یہ آدمی کون تھا کوئی ذکر نہیں کیا تھا کوئی معلوم نہیں تو پھر یہ روایت کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

البتہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث جس میں آپ کا رفع یدین نہ کرنا مذکور ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔ اس کی سند میں کوئی مجہول راوی نہیں ہے نہ ہی کوئی ضعیف بلکہ اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وھو حدیث صحیح ۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے شرح معانی الآثار 1 ص 164 مکتبہ حقانیہ ملتان)

ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں رجالہ ثقات اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (الدرایہ 1 ص 152)

علامہ ابن ترکمانی فرماتے ہیں ھذا السند ایضاً صحیح کہ یہ سند صحیح ہے۔ (جوہر نقی علی البیہقی ص 75 جلد دوم)

علامہ نموی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ وھو اثر صحیح ۔ کہ یہ اثر صحیح ہے۔ (آثار السنن ص 136)

تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً صحیح سند کے ساتھ سوائے تکبیر افتتاح کے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہے۔ پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 64 پر یہ نقل فرمایا کہ:

حدثنا محمد بن یحییٰ قال علی ما رأیت احدا من مشائخنا الا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ قال البخاری قلت لہ سفیان کان یرفع یدیہ قال نعم۔

محمد بن یحییٰ علی (بن مدینی) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ میں سے کوئی ایسا نہیں دیکھا جو رفع یدین نہ کرتا ہو۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین یہ بتائیں کہ کیا ان مشائخ کا قول وعمل شرعی حجت ہے اگر نہیں ہے تو پھر اس سے آپ کو کیا فائدہ۔ کیا ہمیں بھی یہ اجازت ہو گی کہ ہم بھی ان مشائخ احناف کو پیش کریں۔ جو رفع یدین نہیں کرتے تھے خود حضرت امام بخاری کو اعتراف ہے کہ اہل کوفہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے جزء رفع یدین ص .... اور کوفہ میں ہزاروں محدثین تھے اور امام محمد بن نصر مروزی تو کہتے ہیں کہ اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (تلخیص الحبیر صفحہ.................)

تو کوفہ میں سینکڑوں صحابہ کرام، تابعین عظام، بے شمار محدثین تھے اور اہل کوفہ اجماعاً رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری نے اپنے استاد کا قول نقل کیا کہ حضرت سفیان بھی رفع یدین کرتے تھے۔ اگر یہ حضرت سفیان ثوری کے متعلق کہا ہے تو یہ خود امام بخاری علیہ الرحمہ کے اپنے ہی قول کے خلاف ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ جزء

رفع یدین کے ص 46 پر خود فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری اور جناب وکیع رفع یدین نہیں کرتے تھے اور امام بخاری علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی جناب سفیان ثوری کا رفع یدین نہ کرنا بیان کیا ہے۔

دیکھئے جامع ترمذی شریف 1 ص 59 مکتبہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔

اور اگر یہ حضرت سفیان بن عینیہ ہیں تو وہ بھی کبھی رفع یدین کرتے تھے اور کبھی رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے التمہید لابن عبدالبر 9 ص 226 پھر اسی ص 64 پر حضرت امام نے فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا معتمر و یحییٰ بن سعید، عبدالرحمٰن و اسماعیل رفع یدین کرتے تھے رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد۔

جب ان محدثین کا عمل غیر مقلدین کے ہاں بھی حجت نہیں تو پھر ان کو کیا فائدہ۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تین جگہ رفع یدین کے قائل تھے۔ ابتداء کے وقت، رکوع کے وقت، اور بعد الرکوع کے۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ تیسری رکعت کی ابتداء کے رفع یدین کے قائل نہ تھے اور غیر مقلدین کے نزدیک یہ بھی سنت ہے تو غیر مقلدین کا رفع یدین تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے بھی نہ ملا۔

پھر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے جزء رفع یدین کے ص 64 پر سب سے آخری روایت یہ بیان کی۔

حدثنا علی بن عبداللہ ثنا ابن ابی عدی عن الاشعث قال کان الحسن یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ علی الجنازۃ۔

(جزء رفع یدین ص 64 مطبوعہ جلال پور پیر والہ)

اشعث نے کہا کہ جناب حسن (بصری) نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ

رفع یدین کرتے تھے۔

جناب حسن علیہ الرحمہ تابعی ہیں، غیر مقلدین حضرات بتائیں کیا تابعی کا قول وعمل غیر مقلدین کے ہاں حجت ہے اگر نہیں تو پھر اس اثر سے بھی ان کو کیا فائدہ۔ پھر اس سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی عدی ہے اگر چہ ثقہ ہے تا ہم امام ابو حاتم کہتے ہیں لا یحتج بہ کہ اس کے ساتھ دلیل نہ پکڑی جائے۔

(تہذیب التہذیب 5 ص 12)

پھر اس کی سند میں اشعث بن عبدالملک الحمرانی ہے وہ بھی اگر چہ ثقہ ہے تا ہم اہل بصرہ نے حفص بن غیاث کو کہا کہ تین آدمیوں سے ہمیں حدیث بیان نہ کرنا۔ان میں ایک نام مذکورہ بالا راوی کا بھی لیا۔

حفص بن غیاث نے اہل بصرہ کو کہا کہ میں تمہاری خاطر اس کو ترک کر دیتا ہوں۔ ملخصاً تہذیب التہذیب 1 ص 226 مطبوعہ بیروت لبنان۔

الغرض یہ اثر بھی حجت نہیں۔ نہ غیر مقلدین کے ہاں نہ ہی ہمارے ہاں تو پھر اس اثر سے غیر مقلدین کو کیا فائدہ۔

الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں تک امام بخاری علیہ الرحمہ کے رسالہ جزء رفع یدین کا جواب مکمل ہو گیا ہے بالترتیب اور مفصلاً اس رسالہ کی ہر روایت کا جواب آپ اس کتاب میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب آخر میں وہ روایت بمعہ جواب پیش کی جاتی ہے۔ جس سے غیر مقلدین حضرات ہمیشہ کی رفع یدین ثابت کرتے ہیں کیونکہ اس روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال شریف تک رفع یدین کرتے رہے۔ اس میں وضاحت تو مکمل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔ لیکن کیا کریں یہ روایت بالکل جھوٹی من گھڑت ہے۔ کئی غیر مقلدین حضرات بھولے

بھالے نوجوانوں کو یہ جھوٹی من گھڑت بناوٹی روایت دکھا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح جھوٹ باندھتے رہتے ہیں اس کی تفصیل حاضر ہے۔

نصب الرایہ 1 ص409 پر اس کی سند اس طرح ہے۔

عن ابی عبداللہ الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبدالرحمن بن قریش بن خزیمة الهروی عن عبدالله بن احمد الدلجی عن الحسن بن عبدالله بن حمد ان الرقی ثنا عصمة بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم .

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی سند میں کذاب یعنی بڑے جھوٹے اور وضاع یعنی بہت زیادہ من گھڑت روایات بیان والے ہیں۔ اصول حدیث کے اعتبار سے وہ روایت جعلی من گھڑت ہوتی ہے جس میں ایک راوی کذاب آجائے۔ اس کی سند میں تو دو کذاب ہیں ایک عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ دوسرا عصمہ بن محمد الانصاری۔

عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ کے بارے میں امام علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔ اتھمہ السلیمانی بوضع الحدیث، میزان الاعتدال 2 ص582۔

سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیثیں وضع کرنے کے ساتھ متہم کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان میں فرمایا ہے کہ:

اتهمه السلیمانی بوضع الحدیث۔ لسان المیزان 3 ص425

(محدث) سلیمانی نے اس کو جھوٹی حدیث کے ساتھ متہم کیا ہے۔

(یعنی یہ شخص اپنی طرف سے خود ہی گھڑ کر روایات تیار کر لیتا اور پھر

اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا)

خطیب بغدادی نے کہا۔ وفی حدیثہ غرائب و افراد۔ تاریخ بغداد 10 ص 282۔ اس کی حدیث میں غرائب اور افرادیت ہے۔

(یعنی یہ ایسی رایات بیان کرتا ہے کہ کوئی بھی اس کی متابعت نہیں کرتا۔ بیچارہ خود جو گھڑ کر بیان کرتا تھا پھر کوئی سچا آدمی کیسے اس کی متابعت کرتا)

دوسرا راوی جو جھوٹا ہے اس سند میں وہ ہے عصمہ بن محمد۔ اس کے متعلق علامہ ذھبی فرماتے ہیں۔

قال ابو حاتم لیس بقوی وقال یحییٰ. کذاب، یضع الحدیث. وقال العقیلی. حدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدار قطنی متروک. میزان الاعتدال 3 ص 68

ترجمہ: ابو حاتم نے کہا یہ قوی نہیں ہے، یحییٰ نے کہا یہ بہت بڑا جھوٹا ہے اور جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے۔ عقیلی نے کہا یہ ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دار قطنی نے کہا یہ متروک ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا۔ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کذاب ہے۔ بہت بڑا جھوٹا۔ یروی احادیث کذبا اس نے جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبید بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحییٰ بن معین سے ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا۔ هذا کذاب یضع الحدیث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی روایات بیان کرتا تھا۔

محمد بن سعد نے کہا یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دار قطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ تاریخ بغداد 12 ص 286 مطبوعہ دار الفکر۔

علامہ ابن الجوزی نے کہا۔

قال یحییٰ کذاب یضع الحدیث وقال العقیلی یحدث بالبواطیل عن الثقات وقال الدار قطنی متروک۔

(کتاب الضعفآء والمتروکین لابن الجوزی 2ص176)

یحیٰ نے کہا یہ کذاب ہے جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔ عقیلی نے کہا ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے۔ دار قطنی نے کہا یہ متروک ہے۔ عقیلی نے ضعفآء کبیر میں کہا۔ یہ راوی ثقات سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے۔

عبید اللہ بن محمد نے کہا کہ میں نے سنا یحیٰ بن معین سے ان سے پوچھا گیا اس راوی کے متعلق تو جناب یحیٰ بن معین نے کہا۔ ھذا کذاب یضع الحدیث۔ یہ بہت بڑا جھوٹا اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے۔

(کتاب الضعفآء کبیر عقیلی 3ص340)

تو ناظرین گرامی قدر! اس تفصیل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ یہ روایت جھوٹی من گھڑت جعلی ہے جو اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک جھوٹی من گھڑت بات منسوب کرتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کو منسوب کرنا اس کی سزا جہنم ہے۔ معاذ اللہ۔ تو جو غیر مقلدین اس کو حدیث کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ یقیناً اس وعید شدید کے مستحق ہیں۔

غیر مقلدین بھی بڑے عجیب ہیں۔ انکار کرنے پر آئیں تو صحیح حدیث کا انکار کر دیتے ہیں جس کے تمام راوی ثقہ، سچے، حافظ ہوں جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث جو کہ ترکِ رفع یدین پر صریح ہے۔ بروایت نسائی اور بروایت ترمذی شریف۔ اس حدیث کی سند بالکل ثقہ ہے اور پھر

کئی حضرات نے اس کے صحیح اور حسن ہونے کی وضاحت بھی کی ہے۔اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات نہ صرف اس کو ضعیف بلکہ باطل تک کہتے ہیں اور ماننے پر آجائیں تو کذاب جعلی من گھڑت روایات کو بھی سینے سے لگا لیتے ہیں جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔اس کو کیا کہیں۔تعصب یا جہالت یا پھر صحیح احادیث کے ساتھ خیانت۔

آخر میں ہمارا غیر مقلدوں کو چیلنج ہے کہ تمام ذخیرہ حدیث سے صرف ایک حدیث صحیح مرفوع متصل صریح حدیث دکھا دیں قولی یا فعلی۔جس میں یہ مذکور ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی رفع یدین کیا یعنی وصال شریف تک رفع یدین کیا۔تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی اس کو مان لیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

غیر مقلدین حضرات کبھی تو ہمیشہ کے رفع یدین کا کان سے استدلال کرتے ہیں اور کبھی لفظ اذا سے استدلال کرتے ہیں لیکن یہ بات خود بھول جاتے ہیں کہ ہم تو خود ائمہ مجتہدین کا استدلال نہیں مانتے اور ان کو اپنا استدلال منوانے پر سینہ زوری کرتے ہیں۔کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ جو لوگ ائمہ کرام مجتہدین فقہاء کرام کے استدلالات کو نہیں مانتے وہ اپنا استدلال پیش کریں اور اس پر منوانے کے لئے سینہ زوری کریں۔

کبھی یہ لوگ رفع یدین وصال شریف تک ثابت کرنے کے لئے کسی نہ کسی امام کے باندھے ہوئے باب کا سہارا بھی لے لیتے ہیں۔

لیکن ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے کہ ہم تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہی اعلان کرتے رہے ہیں کہ قرآن وحدیث کے بغیر کوئی حجت نہیں کسی کی بات معتبر نہیں کسی کی بات کو ماننا جائز نہیں اور ہم خود

ایک غیر معصوم امتی کا باندھا ہوا باب پیش کر رہے ہیں انکار پر آئیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل حجت نہیں اور ماننے پر آجائیں تو ایک محدث کا باندھا ہوا باب بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں۔

کاش یہ لوگ غور وفکر سے کام لیتے اور انصاف کا دامن نہ چھوڑتے اور انصاف کا خون نہ کرتے تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ ترک رفع یدین پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے جو کہ صریح بھی ہے جس میں وضاحت بھی ہے کہ یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دکھائی تو رفع یدین سوائے تکبیر افتتاح کے نہیں کیا۔

آخر میں ایک ضروری بات:

ہمارے اور غیر مقلدین میں رفع یدین کے بارے میں اختلاف یہ نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے یا نہیں۔ کیوں کہ احناف کثرھم اللہ تعالیٰ اس بات کے مقر ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا ہے، کیونکہ ہم احناف کے نزدیک رفع یدین متروک منسوخ ہے۔ اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ پہلے آپ نے کیا پھر ترک کر دیا۔ صرف رفع یدین مابہ النزاع نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف کا سبب دوام رفع یدین ہے یعنی غیر مقلدین یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری زندگی ایک رکعت بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی اور ساری زندگی رفع یدین کرتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا اور ہم احناف کہتے ہیں کہ یہ دوام ثابت نہیں ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے چاہیے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین

صرف ایک ہی کوئی ایسی حدیث صحیح مرفوع صریح متصل پیش کر دیتے جس کے متن میں یہ وضاحت ہوتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال شریف تک یا ہمیشہ رفع یدین کیا۔ تو بات ختم ہو جاتی لیکن اس کی بجائے غیر مقلدین حضرات وہ روایات پیش کرتے ہیں جن میں صرف رفع یدین کا ذکر ہے۔ دوام رفع یدین کا ذکر بالکل نہیں ہے اور ایسی روایات ہمارے خلاف نہیں اور غیر مقلدین کے موافق نہیں کیونکہ ان کے دعویٰ کے مطابق نہیں۔ دعویٰ کچھ کرتے ہیں اور دلیل کوئی دیتے ہیں۔ یہ جہالت ہے یا کہ ضد۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

ایک ضروری گزارش:

وہ یہ ہے کہ آج تک غیر مقلدین تو ایسی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش نہیں کر سکے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ ہی آئندہ کر سکیں گے جس میں یہ موجود ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکوع والی رفع یدین ہمیشہ کی ہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا آیئے ہم آپ کی خدمت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں صریحاً یہ مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے رکوع والا رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور ابتدا کی رفع یدین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا یہ حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیروانی متوفی سنہ 361 ھجری اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین کے صفحہ 214 پر سند صحیح سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ۔

حدثني عثمان بن محمد قال: قالي لي عبيد الله بن يحيٰى:

حدثني عثمان بن سوادة بن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبدالله بن عمر قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلاة وفي داخل الصلاة عند الركوع فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم إلى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلاة عند الركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلاة.......... توفي.

(اخبار الفقہآء والمحدثین ص 214)

ترجمہ: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم رفع یدین کرتے تھے نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت اور جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اندر رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا اور ابتدا کی رفع یدین پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ثابت رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

ناظرین گرامی قدر: یہ حدیث پاک رفع یدین عندالرکوع کے نسخ میں کتنی واضح دلیل ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی ہے۔

اس کی سند میں کل سات راوی ہیں اب ان کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے راوی مؤلف کتاب ہیں جن کا اسم گرامی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیر انی۔

ان کے متعلق امام ذھبی لکھتے ہیں، الحافظ الامام کہ یہ حدیث کا حافظ اور امام ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 16 ص 165 تذکرۃ الحفاظ 3 ص 138)

اس امام کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(۱) تاریخ علماء الاندلس 2 ص 112 تا 113

(۲) الاکمال لابن ماکولا 3 ص 261

(۳) ترتیب المدارک 4 ص 531

(۴) الانساب 5 ص 130

(۵) معجم الادباء 8 ص 111

(۶) العبر 2 ص 324

(۷) مرأۃ الجنان 2 ص 75

(۸) النجوم الزاھرہ 4 ص 64

(۹) شذرات الذھب 3 ص 39

(۱۰) ہدیۃ العارفین 2 ص 47

(۱۱) طبقات الحفاظ ص 397

(۱۲) شجرۃ النور 1 ص 94

ان تمام کتب میں اس امام جلیل کا شان دار ترجمہ موجود ہے۔

سند میں دوسرے راوی ہیں۔ عثمان بن محمد

ان کا پورا نام اس طرح ہے، عثمان بن محمد بن احمد بن مدرک من اهل قبرة ان کے متعلق امام محمد بن حارث فرماتے ہیں کہ:

قال خالد بن سعد : عثمان بز محمد، ممن عنى بطلب العلم و درس المسائل و عقد الوثائق مع فضله و كان مفتي اهل موضعه۔

(اخبار الفقہآء والمحدثین ص 216)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ عثمان بن محمد ان میں سے ہے جنہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے اور مسائل کا درس لیا ہے اور یہ پختہ عقد والے ہیں اور صاحب فضیلت ہیں اور یہ اپنے موضع کے مفتی تھے۔

تاریخ علماء الاندلس کے ص 243 پر بھی آپ کی تعریف موجود ہے۔

اس سند کے تیسرے راوی ہیں جناب عبید اللہ بن یحیی اللیثی

ان کے متعلق امام ذہبی لکھتے ہیں کہ:

قال ابن الفرضى و كان كريما عاقلا عظيم الجاه و المال مقد ما فى الشورى منفردا برئاسة البلد.

کہ ابن الفرضی نے کہا کہ عبید اللہ بن یحییٰ کریم عقل والا اور بڑی عزت والا اور مال والا ہے مشاورت میں اس کو مقدم کیا جاتا، شہر کی ریاست میں منفرد تھے۔

مزید لکھتے ہیں کہ:۔

قال ابن بشكوال فى بعض كتبه كان متمولا سمحا جوادا كثير الصدقات و الاحسان كامل المرؤه.

ابن بشکوال نے اپنی بعض کتب میں کہا ہے کہ یہ راوی بڑی سخی صدقہ و

خیرات کرنے والا اور احسان کرنے والا ہے اور کامل مروت والا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 532-533)

مزید امام ذھبی لکھتے ہیں، الفقیہ الامام المعمر ۔

(سیر اعلام النبلاء 13 ص 531)

کہ یہ واری فقیہ امام معمر ہے۔

امام محمد بن حارث قیروانی فرماتے ہیں۔

۔ قال خالد بن سعد سمعت محمد بن ابراهيم بن حيون يثني على عبيد الله بن يحيى ويوثقه۔ (اخبار الفقہآء والمحدثین ص 172)

جناب خالد بن سعد نے فرمایا کہ میں نے محمد بن ابراہیم بن حیون سے سنا وہ عبید اللہ بن یحیٰ کی تعریف کرتے تھے اور ان کو ثقہ کہتے تھے۔

امام محمد بن حارث مزید لکھتے ہیں کہ:

وكان عاقلا وقوراً وافر الحرمة عظيم الجاه بعيد الاسم تام المروة عزيز النفس عزيز المعروف نهاضا بالاثقال مشاورا في الاحكام. (اخبار الفقہآء والمحدثین ص 170)

یہ دانا اور بڑی عزت والے تھے کامل مروت والے عزیز النفس عزیز المعروف اور احکام میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔

امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

كان رجلا عاقلا كريما عظيم المال والجاه مقدما في المشاورة في الاحكام۔ (تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 206 تا 207)

یہ آدمی عقل مند کریم بڑے مال اور مرتبے والا ہے اور احکام میں ان کو مشورہ کے لئے مقدم کیا جاتا۔

امام عبید اللہ بن یحییٰ کا ترجمہ ان کتب میں بھی ہے۔

(جذوۃ المقتبس ص 268، بغیۃ الملتمس ص 355

شذرات الذہب 2 ص 231)

اس سند کے چوتھے راوی ہیں، عثمان بن سوادۃ

ان کے متعلق امام محمد بن حارث قیروانی لکھتے ہیں۔

قال عثمان بن محمد: قال عبید الله بن یحییٰ : کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولا عند القضاة والحکام وکان من اهل الخیر والفضل وقال اخبرنی عن عبید الله انه کان من اهل الذهد والعبادة وکثرة التلاوة۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین ص 214)

عثمان بن محمد نے کہا کہ فرمایا جناب عبید اللہ بن یحییٰ نے کہ عثمان بن سوادۃ ثقہ اور مقبول ہے، قضاۃ اور حکام کے نزدیک اور یہ راوی خیر وفضل والا ہے۔ زہد والا ہے عبادت کرنے والا ہے اور کثرت سے تلاوت کرنے والا ہے۔

اس راوی کے متعلق امام ابن الفرضی لکھتے ہیں۔

عثمان بن سودة من اهل القرطبة قال لی عثمان بن محمد قال لی عبید الله بن یحییٰ کان عثمان بن سوادة ثقة مقبولا عند القضاة والحکام وکان من اهل الذهد والعبادة وکثرة التلاوة.

(تاریخ علماء الاندلس لابن الفرضی ص 242)

عثمان بن سوادۃ اہل قرطبہ سے ہے، مجھے عثمان بن محمد نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن یحییٰ نے کہا کہ عثمان بن سوادۃ ثقہ مقبول ہے قضاۃ اور حکام کے نزدیک اور یہ اہل زہد سے ہے اور عبادت گزار ہے اور بکثرت تلاوت کرنے والا ہے۔

اس سند کا پانچواں راوی، حفص بن میسرہ ہے

ان کے متعلق امام ذھبی لکھتے ہیں۔ المحدث، الامام الثقة ابو عمر الصنعانی العقیلی نزیل عسقلان یروی عن زید بن اسلم .... وثقه ابن معین واحمد، وقال ابوزرعته لابأس به وقال ابو حاتم محله الصدق. سیر اعلام النبلاء 8ص 231 للذهبی۔

یہ راوی محدث امام ثقہ ہے اور یہ زید بن اسلم وغیرہ سے روایت کرتا ہے، امام ابن معین اور امام احمد بن حنبل نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

امام ابوزرعہ نے فرمایا اس کے ساتھ کوئی خوف نہیں، امام ابو حاتم نے فرمایا اس کا مقام، صدق ہے۔

امام حفص بن میسرہ کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔

تہذیب الکمال 7ص 73 تاریخ یحیٰی بروایۃ الدوری 2ص122 تاریخ الدارمی ص 267، تاریخ الکبیر للبخاری 2ص369، کتاب المعرفۃ والتاریخ 1ص 172 الکنی والاسماء للدولابی 2ص 51 الجرح والتعدیل 3ص187 وغیرہ میں۔

اس سند کے چھٹے راوی امام زید بن اسلم ہیں

امام ذھبی ان کو الامام الحجۃ القدوۃ لکھتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جناب امام علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور جناب امام علی بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے تھے کہ انسان اس کی مجلس میں بیٹھے جس سے دینی نفع حاصل ہو۔

اور جناب زید بن اسلم کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف میں ایک علمی حلقہ ہوتا تھا۔ (سیر اعلام النبلاء 5 ص 316 للذھبی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام احمد، ابوزرعہ، ابو حاتم، محمد بن سعد اور نسائی اور ابن خراش ان سب نے زید بن اسلم کو ثقہ کہا ہے۔

جناب یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ زید بن اسلم ثقہ ہے اور اہل فقہ اور اہل علم میں سے ہے اور قرآن کی تفسیر کا عالم ہے۔

(تہذیب التہذیب 2 ص 231)

امام زید بن اسلم کا ترجمہ درج ذیل کتب میں بھی ہے۔

طبقات ابن سعد، تاریخ یحیٰی بروایۃ الدوری، تاریخ کبیر للبخاری، کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی، تاریخ ابو زرعہ، الکنی والاسمآء، الجرح والتعدیل، کامل بن عدی، ثقات ابن شاہین، الحلیہ لابی نعیم، الانساب للسمعانی، تاریخ دمشق، اسد الغابہ، الکامل فی التاریخ، تذکرۃ الحفاظ، الکاشف، العبر، تہذیب الکمال، معجم البلدان، شذرات الذھب وغیرہ میں۔

اس سند کے ساتویں راوی صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں

جن کے ثقہ، صادق، عادل اور جلیل القدر ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

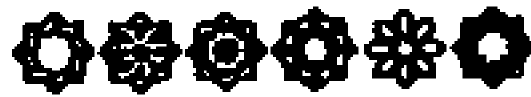
تو ناظرین گرامی قدر! الحمد للہ دلائل تو یہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس سند کے تمام راوی مضبوط، اہل صدق، ثقہ ہیں۔ اور یہ حدیث مرفوع بھی ہے صحیح ہے صریح بھی ہے، جس میں رکوع کی رفع یدین کا ترک واضح طور پر موجود ہے۔ اب بھی اگر غیر مقلدین نہ مانیں تو ان کی مرضی ہے لیکن یہ بات تو واضح ہوگئی کہ

الحمد للہ رفع یدین عند الرکوع کا نسخ اظہر من الشمس ہے اور احناف کثرھم اللہ تعالیٰ کا اس پر عمل ہے۔ اب میں یہ کہنے پر حق بجانب ہوں کہ احناف زندہ باد۔

الحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر

واللہ الھادی الی الرشد والھدایۃ وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہٖ وازواجہ واولادہٖ واصھارہٖ وانصارہٖ اجمعین



ماخذ و مراجع (حصہ اول)

1 بخاری

2 مسلم

3 ترمذی

4 نسائی

5 ابوداؤد

6 مسند امام احمد

7 مسند امام اعظم

8 دار قطنی

9 مصنف ابن ابی شیبہ

10 سنن کبریٰ بیہقی

11 طحاوی شریف

12 مدونۃ الکبریٰ

13 محلی ابن حزم

14 التمہید لابن عبدالبر

15 کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ

16 کتاب المجروحین لابن حبان

17 مسند ابویعلی

18 مصنف عبدالرزاق

19 تاریخ بغداد

20 کامل ابن عدی

21 المعجم الکبیر طبرانی

22 کتاب الضعفا عقیلی

23 التعلیقات سلفیہ

24 جامع ترمذی تحقیق احمد شاکر

25 اللآلی المصنوعہ

26 مشکوۃ المصابیح تحقیق
(ناصر الدین البانی)

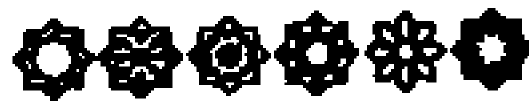
27 جامع المسانید خوارزمی

28 جوہر نقی

29 مناقب امام اعظم
از موفق ابن احمد مکی

30 تذکرۃ الحفاظ

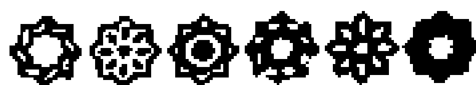
31	آمین بالجہر از یحییٰ گوندلوی	36	کشف الظنون
32	کتاب المعجم اسماعیلی	37	البدایہ والنھایہ
33	تہذیب التہذیب	38	الحطہ فی ذکر صحاح ستہ
34	تقریب التہذیب	39	بستان المحدثین
35	میزان الاعتدال	40	لسان المیزان



ماخذ ومراجع (حصہ دوم)

1	بخاری	13	کتاب الآثار
2	مسلم	14	مسند حمیدی
3	ترمذی	15	مسند ابو عوانہ
4	نسائی	16	محلی ابن حزم
5	ابو داؤد	17	التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید
6	مسند امام احمد	18	معجم طبرانی کبیر
7	مسند امام اعظم	19	خلافیات بیہقی
8	مسند امام زید	20	مستدرک حاکم
9	مسند ابو یعلی موصلی	21	تلخیص ذھبی
10	سنن دار قطنی	22	مجمع الزوائد
11	موطا امام محمد	23	کنز العمال
12	ابن ابی شیبہ		

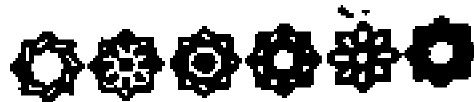
24 مسند الامام ابوحنیفہ
از ابونعیم اصبہانی
25 کتاب الحجہ
26 مشکوٰۃ شریف
27 طحاوی
28 سنن بیہقی
29 لآلی المصنوعہ
30 ابکار المنن
31 البنایہ فی شرح الھدایہ
32 شرح نقایہ
33 مرقات ملا علی قاری
34 نیل الاوطار
35 تیسیر الباری
36 بدایۃ المجتہد
37 الدرایہ
38 شرح مسلم نووی
39 بدایۃ المجتہد
40 تحفۃ الاحوذی
41 جزء رفع یدین للبخاری
42 تعلیقات سلفیہ
43 صحیح ابوداؤد، از ناصر الدین البانی
44 صحیح ترمذی " " "
45 صحیح نسائی " " "
46 مشکوٰۃ تحقیق ناصر الدین البانی
47 نصب الرایہ
48 موضوعات کبیر
49 تذکرۃ الحفاظ
50 لسان المیزان
51 تہذیب التہذیب
52 کامل ابن عدی
53 جوہر نقی
54 فوائد البھیہ
55 ذیل طبقات الحفاظ
56 میزان الاعتدال
57 الروضۃ الندیہ
58 کتاب الرسائل
59 نزل الابرار
60 بستان المحدثین

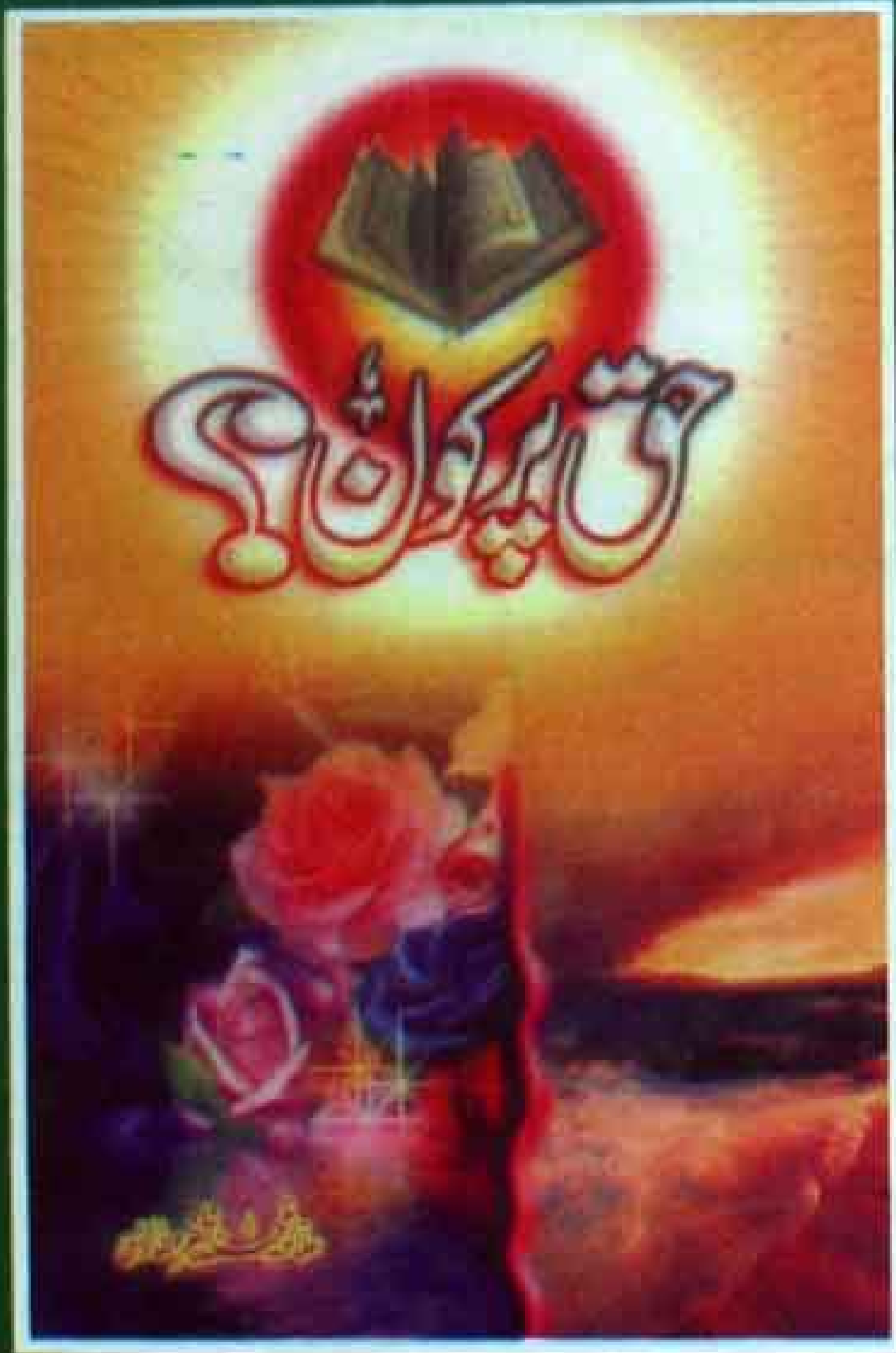


ماخذ و مراجع (حصہ سوم)

1 تفسیر ابن عباس
2 تفسیر سمرقندی
3 بخاری شریف
4 مسلم شریف
5 ترمذی شریف
6 ابو داؤد شریف
7 نسائی شریف
8 طحاوی شریف
9 ابن ماجہ
10 طبرانی کبیر
11 مسلم مع شرح نووی
12 شرح معانی الآثار
13 شرح مشکل الآثار
14 شرح سفر السعادت
15 مؤطا امام محمد
16 مستدرک حاکم
17 مسند امام اعظم
18 مسند ابو عوانہ
19 مسند حمیدی
20 مسند ابو یعلی موصلی
21 مسند امام زید
22 کنز العمال
23 جزء رفع یدین للبخاری
24 تقریب التہذیب
25 تہذیب التہذیب
26 سنن دار قطنی
27 سنن بیہقی
28 سنن کبریٰ
29 آثار السنن
30 کتاب الروضۃ الندیہ
31 کتاب الضعفاء والمتروکین ابن الجوزی
32 کتاب العلل
33 کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ
34 کتاب المجروحین لابن حبان

35 کتاب الضعفاء کبیر عقیلی
36 تذکرۃ الموضوعات
37 تذکرۃ الحفاظ للذھبی
38 تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعہ
39 کشف الظنون
40 المدونۃ الکبریٰ
41 بدایۃ المجتھد
42 التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید
43 لسان المیزان
44 فتح القدیر
45 نیل الاوطار
46 میزان الاعتدال
47 ابکار المنن
48 جوہر نقی علی البیہقی
49 مجمع الزوائد
50 الدرایہ تخریج احادیث ہدایہ
51 اتحاف الخیرۃ المہرہ بزوائد المسانید العشرۃ
52 مرقات ملا علی قاری
53 مظاہر حق
54 جامع المسانید
55 زرقانی شرح موطا امام مالک
56 تاریخ بغداد
57 المعجم الکبیر
58 تحفۃ الاحوذی
59 جامع المسانید والسنن ابن کثیر
60 المغنی فی الضعفاء
61 السراج المنیر شرح جامع صغیر
62 نصب الرایہ
63 البنایہ فی شرح الھدیہ
64 حاشیہ ابن خزیمہ
65 تاج التراجم
66 البنایہ از امام عینی
67 طبقات المدرسین





اسلامک بُک کارپوریشن

فضل داد پلازہ۔ اقبال روڈ۔ کمیٹی چوک۔ راولپنڈی

051-5536111